



تاریخ فرخ آباد

[illegible] کی اسی زمانہ سے بنیاد پڑی تھی۔ بنگال کے نواب [illegible] صوبہ [illegible]

[illegible] ان جنکے [illegible] میں وفات پائی [illegible] آباد۔ [illegible] الملک [illegible]

[illegible] ۱۷۲۲ء سے نہایت شان سے صوبہ دار دکن رہا جانشین ہیں

[illegible] سعادت خان برہان الملک کی نسل میں ہیں جو کہ ۱۷۲۲ء میں صوبہ دار ا[illegible]

[illegible] محمد شاہ کے عہد حکومت میں خود مختار بن بیٹھے تھے۔ اور پھر [illegible]

زمانہ میں ترقی ہوئی جبکہ یہ امیر محمد شاہ کے بادشاہ وزیر عبد اللہ خان قطب الملک

[illegible] ان کا شریک تھا۔ خاندان بنگش نے بھی جس نے کہ شہر فرخ آباد کی بنا ڈالی اور جس کا

[illegible] تصرف میں از حد وسیع وسط دو آبہ میں تھی اسی زمانہ میں بوجہ دیگران عروج حاصل کیا

اور اگرچہ آخر میں اس خاندان کا زلزلہ سبب [illegible] بگڑ گیا مگر ایک وقت ایسا تھا کہ اس خاندان [illegible]

صورت حال سے امید ہوتی تھی کہ انکی ترقی آئندہ اور ریاستوں سے کسی طرح کم نہ [illegible]

[illegible] سے ۱۷۴۳ء میں وفات پائی تو اسوقت یہہ کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ محمد خان کے

[illegible] سے جلد کمزور ہو جاوینگے کوئی انکا جانشین بدتدبیر و نا عاقبت اندیش اور

قتل وصیت جو صلح ہوا علاوہ ازیں انکا ملک بالکل غیر محفوظ تھا اور افواج غنیم کے

[illegible] کے واسطے شمال و جنوب و مغرب سے برابر راہیں کشادہ تھیں ان سب وجوہات

[illegible] سے ریاست فرخ آباد بالکل ناچیز و بیقدر ہو گئی۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ

نوابان بنگش کی روایتی داد نہیں دی ہے کسی جگہہ انکی تاریخ میں سلف [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتدائے ۱۷۱۳ لغایت ۱۷۷۱ء مؤلفہ ولیم آروین
[illegible] ممالک مغربی و شمالی

حصہ اول

سنہ ۱۷۱۳ء مین فرخ سیر کے تخت نشینی کے زمانے سے سلطنت مغلیہ کی عالیشان عمارت گر چلی ضعیف العقل اور دارہ مزاج بادشاہون کے ہاتھ مین جو خود غرض اور نالائق مصاحبون سے گھرے رہتے تھے سلطنت کو بہت جلد زوال آگیا جون جون دباؤ کم ہوتا گیا صوبہ دارون نے حقوق شاہی پر در حقیقت اپنا تصرف کر لیا اور اُنکے عہدہ و اختیارات اُنہین کے ورثا کو برابر ملتے چلے آئے اور اس امر مین بابر اور اکبر کے جانشینون کی منظوری برائے نام ہوتی تھی جسوقت انگریزون نے معاملات ملکی

[illegible] تھے ایک مسودہ جو میرا [illegible] بہ ہمنی اور کشیروں سے بالکل بچی
[illegible] اس کی کوئی اور نقل موجود نہیں معلوم ہوتی۔ خاندانی حال صاحب راے
[illegible] ان پرچون سے جو اوس کی کتاب کے آخر میں بچ رہے تھے دریافت ہو سکا
[illegible] کہ اوسکا دادا منوہر داس سرکار گوالیار کے ضلاع بہت سالہا سال تک
[illegible] ات میں پیشکار رہا وہ گوالیار میں رہتا تھا اور وہاں اوس کا ایک پختہ مکان
[illegible] فات منوہر داس اسکا بیٹا دوارکا داس بتلاش روزگار شاہجہان آباد گیا
[illegible] پہاڑ گنج محلہ میں سکونت گزین ہوا۔ وہاں اوسکو بذریعہ لالہ گلاب سنگھ
[illegible] جو اوسکا دوست تھا کوئی جگہہ مل گئی۔ دوارکا داس دو بیٹے چھوڑ کر
[illegible] بڑا صاحب راے۔ ڈال چند نواب سعادت خان کے پاس تھا
[illegible] کیا کرتا تھا اور نیز نواب کے بیج کا حساب اوس کے پاس رہتا تھا
[illegible] سکو اوس کے بھائی نے تعلیم دلوائی اور فرخ سیر کے عہد حکومت میں [illegible]
[illegible] صاحب راے نواب محمد خان کی سرکار میں بعہدہ سکریٹری نوکری
[illegible] کہ صاحب راے نے کب وفات پائی صاحب راے کے فرزند کے
[illegible] اور وہ نواب مظفر جنگ کے زمانے میں [illegible] سے نواب
[illegible] کے عہد میں [illegible] [illegible] مشہور و معروف رہا
[illegible] کی تاریخ بحیال تدامت وصحت کی دوم درجہ کی ہی حسام الدین شاہ
[illegible] گوالیاری کا بھانجہ اور نیز داماد تھا حسام الدین علی [illegible]

[illegible] ین ہوتے [illegible] ہون کے پڑھنے سے [illegible]

سکے مین قلم انداز ہوگئے ہین یا اون کامون کے غلط طور پر روایت کی گئی ہی۔ اس کتاب کی تالیف سے اصلی مدعا یہہ ہی کہ اس نقص کی اصلاح ہو۔ اور مجھے یقین ہی کہ بلحاظ مقام یہہ [illegible]ول مرتبہ ہی کہ نوابان بنگش کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی گئی ہی۔

بیان اون کتابون کا جن سے کہ تاریخ ہذا تالیف کی گئی

[illegible] اکثر کتابین جنکا مین نے استعمال کیا ہی قلمی ہین اور اس ضلع کے حدود کے باہر کوئی آنکے [illegible]ہین لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اون کتابون اور اونکے مصنفون کے حال سے [illegible] ان مین سے سب سے قدیم اور معتبر ایک مجموعہ خطوط ہی جس مین خطوط منجانب و بنام محمد خان ہین۔ یہہ مکتوب منشی صاحب رائے نے [illegible] مطابق [illegible] لغایت جنوری [illegible] جمع کیا تھا اور اوسکا نام تاریخی خجستہ کلام [illegible]ہین ۲۰۹ خط منجانب محمد خان اور ۹۰ بنام محمد خان ہین۔ اور ہر چند کہ اس مکتوب [illegible] زمانہ کے سب بڑے بڑے آدمیون کے خط ہین مگر بالخصوص بادشاہ [illegible] خان نظام الملک۔ خان دوران خان امیر الامرا۔ اور روشن الدولہ کے [illegible] کثرت سے ہین۔ اور یہہ خطوط بہت اکثر [illegible] ہجری سے لغایت [illegible] [illegible]لکھے گئے ہین۔ یہہ مکتوب طول مین ۱۰ انچہ اور عرض مین ۶ انچہ ہی اس مین [illegible] [illegible] ۱۵ سطرین ہین لیکن آخر مین دو تین ورق کم ہین۔ یہہ کتاب صاحب [illegible] کے پرپوتے منشی بھوانی پرشاد کے وارث سے حاصل ہوئی تھی [illegible]

میں لیجانا صفحہ ۲۴۹ سے ۲۶۴ تک - احمد خان اور راجہ میں ملاقات ہونا پھر وزیر کا صلح
کر لینا اور نواب کے لڑکے کو اپنے ساتھ لکھنؤ کی طرف لیجانا صفحہ ۲۶۴ سے ۳۱۲ تک -
احمد خان کا معہ سرداران روہیلوں کے ہمراہ مورچوں پر سے کوچ کرنا اور پھر احمد خان کا
فرخ آباد آنا صفحہ ۳۱۲ سے لغایت ۳۴۰ - مظفر جنگ کی شادی کا حال صفحہ ۳۴۰ سے لغایت
۳۵۳ - وزیر کا شاہ عالم بادشاہ کو احمد خان پر چڑھا لانا صفحہ ۳۵۳ سے لغایت صفحہ ۳۹۲ -
تاریخ مذکورہ کے بعد مفتی ولی اللہ کی تاریخ فرخ آباد ہے جو سنہ ۱۲۴۵ ہجری (مطابق جولائی سنہ ۱۸۲۹ء
لغایت جون سنہ ۱۸۳۰ء) کے قریب لکھی گئی ہے - سید ولی اللہ ولد سید احمد علی مقام سلنڈی سرکار
خیر آباد میں ۱۱ شوال سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۷۵۲ء پیدا ہوئے تھے اونکے باپ
سید احمد علی سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں مطابق سنہ ۱۷۹۰ء کے اکیاون برس کی عمر میں مرے تھے - اس
خاندان کی دس پشت سے سانڈی میں بود و باش تھی مقام سانڈی فرخ آباد سے ۲۶ میل
کے فاصلہ پر گنگا پار دکھن پورب کے کونے میں واقع ہے - اور اس سے پیشتر اس خاندان کے
لوگ دس پشت تک وائی پور میں رہتے تھے جو کہ قنوج کی پورب میں گنگا کی متصل ہے لوگ
کہتے ہیں کہ یہاں آبادی کی بنیاد ڈالنے والا لاہور سے آیا تھا - ولی اللہ نو برس کی عمر میں
اپنے والد کے ساتھ فرخ آباد میں آیا - اوسنے فرخ آباد و قنوج اور بریلی میں تحصیل علم کی اور
عبد الواسط قنوجی سے تکمیل حاصل کی - سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں (مطابق مارچ سنہ ۱۷۷۶ء لغایت
فروری سنہ ۱۷۷۷ء) وہ مکہ کی راہ میں شہر رحمت آباد دیکھنے کو گیا وہاں خواجہ رحمت اللہ
سے اوس نے مسایل نقشبندیہ اور مسایل قادریہ میں تعلیم پائی سنہ ۱۱۹۱ ہجری میں مطابق

خان کے عہد میں فرخ آباد میں آیا اور دیوان میں مقرر ہو گیا۔ سنہ محاصرہ الہ آباد [illegible]

لغایت اپریل ۱۷۵۰ء اور محاصرہ فتح گڑھ مابین اپریل و مئی ۱۷۵۱ء اور جنگ [illegible]

اکتوبر ۱۷۵۱ء سے اپریل ۱۷۵۲ء تک) کے موقعوں پر موجود تھا۔ آخر میں وہ [illegible] گیا اور

سنہ ۱۲۱۱ ہجری میں (مطابق جولائی ۱۷۹۶ء لغایت جولائی ۱۷۹۷ء) وفات پائی۔

یہ کتاب نومبر ۱۷۴۸ء کی لڑائی کے بیان تک جس میں کہ قائم خان مقتول ہوا کچھ حصہ میں مجمل

گو پھر اس زمانہ سے لغایت وفات احمد خان ۱۷۷۱ء میں حالات بہت مفصل اور دلچسپ

ہیں۔ عبارت بہت سلیس اور صاف ہے اور بہت عبارت آرائی نہیں کی گئی ہے۔ میری

رائے میں مصنف اس کتاب کا اس تعریف کے لائق ہے جو کہ مفتی ولی اللہ نے اسکی تحریر

کی ہے۔ یہ تاریخ قلمی مجھے میر فضل علی نے مفتی ولی اللہ کے مدرسہ کے کتب خانہ میں

سے مستعار دی تھی۔ اسکا طول ۷۰۰ انچ ہے اور عرض ۵۰۰ انچ ہے اور ۳۴۹ صفحہ اور

ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں۔ حالات کی حسب ذیل سرخیاں ہیں۔ محمد خان اور قائم جنگ

کا حال صفحہ ۴ سے ۴۵ تک۔ امام خان کا جانشین ہونا اور بادشاہ کو تاوان دینا

پھر امام خان کا مقید ہونا اور بی بی صاحبہ کا نکل جانا صفحہ ۴۵ سے لغایت ۹۰

احمد خان کا حال پھر نول رائے کی وفات وزیر کی شکست اور محاصرہ الہ آباد کا

بیان صفحہ ۹۰ سے ۱۵۰ تک۔ وزیر کا بارو دگر آنا اور احمد خان کا روہیلکھنڈ کو جانا صفحہ

۱۵۰ سے ۲۲۶ تک۔ احمد خان کا پہاڑوں پر بھاگ کر جانا اور الموڑہ کے راجہ سے مدد

حاصل کرنا صفحہ ۲۲۶ سے لغایت ۲۴۹۔ وزیر کا مرہٹوں کے ساتھ آنا اور احمد خان کی

[illegible]

[illegible] بہت [illegible] ہوئے گئے ہیں سب سے [illegible]

[illegible]

[illegible] مشہور [illegible] اور [illegible] عربی کا [illegible] صاحب جو کہ فرخ آباد میں رہتے تھے

[illegible] تاریخ [illegible] اُردو کی کتاب ہے جو کہ ابھی [illegible] شکل موجود ہیں

[illegible] مطابق تاریخ [illegible] نہایت [illegible] تاریخ [illegible] تقریباً [illegible]

[illegible] جو کہ اُس کے [illegible] طول [illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فروری ۱۸۰۰ء لغایت فروری ۱۸۰۶ء) اُسنے چھہ ماہ مقامات متبرکہ کی زیارت مین صرف
کئے۔ اور آخرکار ۱۲۱۶ ہجری مین (مطابق دسمبر ۱۸۰۱ء لغایت دسمبر ۱۸۰۲ء) ہندوستان کو
واپس آیا اور شہر فرخ آباد مین سکونت اختیار کی۔ جو کچھہ صرف سے بس انداز ہوا اوس کو
ولی اللہ نے جمع کر کے چند قطعہ مکانات خریدے اور اون سب کو ملاکر ایک مدرسہ تعمیر کرایا
اور اُسکا نام فخر المرابع وربع المفاخر رکھا۔ اِس نام سے ۱۲۲۴ ہجری (مطابق فروری ۱۸۰۹ء
لغایت ۱۸۱۰ء) برآمد ہوتے ہین۔ ولی اللہ کا کتب خانہ ابھی مدرسہ مین موجود ہی لیکن اب کوئی
طالب علم ہی نہ وہان کچھہ تعلیم ہوتی ہی ۲۹۔ اگست ۱۸۱۵ء کو ولی اللہ مفتی شہر مقرر ہوئے اور
یہہ عہدہ اُن کے نام ۱۳ اکتوبر ۱۸۳۰ء تک اونکے نام رہا۔ بعد اونکے اونکے رشتہ دار
ولایت علی مفتی ہوئے۔ مفتی ولی اللہ نے ۵ جمادی الثانی ۱۲۴۹ ہجری کو مطابق ۱۰
نومبر ۱۸۳۳ء کو وفات پائی۔ ذیل کی تاریخون سے اونکا سال وفات برآمد ہوتا ہی۔

گنج معنی برفت زیر زمین ۞ دفن کردند گنج علم بخاک

تاریخ اول سید بہادر علی کی لکھی ہوئی ہی۔ اِس تاریخ کی ایک جلد جو مجھے میر فضل علی نے
مستعار دی تھی طول مین دس انچھہ اور عرض مین ساڑھے چھہ انچھہ ہی اِسمین ۲۰۷ صفحہ مین
فی صفحہ سطرون کا شمار مختلف ہی۔ اِس کتاب کے دو حصہ ہین۔ حصہ اول مین تاریخ فرخ آباد
اور خاندان بنگش کا حال ہی اور ۱۶۰ صفحہ ہین جنمین ایک دیباچہ اور ۸ فصلین ہین حصہ اول
مین ۸ باب ہین۔ حصہ دوم مین پانچ فصلین ہین۔ فصل اول مین مشہور و معروف اشخاص
کا حال ہی۔ فصل دوم مین شیخون سیدون اور فقرا کا بیان ہی فصل سوم مین علما کا۔ اور فصل

تمام اپنی ریاست وجاگیر وغیرہ سرفراز محل بیوہ ناصر جنگ کے نام کردی لیکن سرفراز محل
منور علیخان کو دو سو روپیہ سالانہ وثیقہ دیتی رہین۔ منور علیخان نے سیزدہم شعبان سنہ [illegible] ہجری
مین مطابق ۲۴ اگست سنہ [illegible]ء وفات پائی۔ میر بہادر علی چھبرامؤ کے سید تھے چھبرامؤ ایک
چھوٹا سا قصبہ ہی اور شہر فرخ آباد سے بفاصلہ ۱۸ میل لب سڑک واقع ہی۔ میر بہادر علی اپنے
تئین زین العابدین خان کے فرزند اکبر کی نسل مین سے بتلاتا ہی۔ زین العابدین مدینہ سے
آکر شہر مین بسا تھا اور کچھ لوگ اوسکی اولاد مین سے عرصہ دراز تک لاہور کے قریبا کئی
گھر بعد اسکے رفتہ رفتہ پورب کی طرف بڑھتے آئے اور قصبہ چھبرامؤ سرکار قنوج صوبہ اکبرآباد
مین آکر بسے اسبات کو قریب پانسو برس کے عرصہ گذرا۔ لکھا ہی کہ ایک زمانہ مین ستر سے اسی
تک سیدون کے گھر چھبرامؤ مین موجود تھے اور تین محلون مین آباد تھے لیکن دریا مین سو
برس سے کوئی نہین رہا اب صرف ایک محلہ مین پانچ سات گھر سادات کے ہین مغلون کے
عہد حکومت مین ان گھرانون کے مرد دہلی مین تلاش روزگار کرتے تھے اور اکثر عہدون پر
مثل قاضی۔ مفتی۔ دیوان۔ محرر۔ تحصیلدار وغیرہ کے ممتاز تھے۔ اپنی تاریخ مین شجرہ
خاندانی لگانے سے بہادر علی معذور رہا ہی کیونکہ اس بدانتظامی کے زمانہ مین یعنی گنوار گردی
مین جبکہ [illegible] سب گاؤن وغیرہ کو تاخت تاراج کرتے رہتے تھے سب کاغذ جنمین بہادر علی کے
بزرگون کے حالات تھے ضائع ہو گئے۔ بالفعل جو کتابین اوسکے پاس موجود ہین اون سے
مخطوطون کے ذریعہ سے خاندان کا چھ پشت تک پتا چلتا ہی۔ بہادر علی کا باپ اور دادا کا
[illegible] چھبرامؤ کے سادات سید کمال کی اولاد مین ہین۔ سید کمال لاہور سے آیا تھا اور

تلاش کوئی دستیاب نہیں ہوئی منور علی لکھتا ہی کہ چونکہ مجھ کو زبان اردو میں بہت مشق نہ تھی اور نہ انشاپردازی کا ربط تھا لہذا میں نے اپنی تاریخ میر بہادر علی کو دیدی تاکہ وہ ایک صورت قایم کردیں ۔ ۱۲۸۵ ہجری میں مطابق مارچ ۱۸۶۹ء لغایت مارچ ۱۸۷۰ء میر بہادر علی نے کتاب مذکور درست کرکے واپس کردی اور کچھ حالات جو انہیں معلوم تھے وہ اُس میں اضافہ کردئے ۔ اور اُوسکا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ رکھا گیا ۔ تاریخ ذیل سے ۱۲۸۵ ہجری برآمد ہوتے ہیں ؞

کیا بنی ہی میاں یہہ خوب کتاب

اس کتاب کے علاوہ دیباچہ کے آٹھہ حصہ ہیں ۔ حصہ اول میں نواب محمد خان غضنفر جنگ اور حصہ دوم میں نواب قایم خان ۔ اور حصہ سوم میں نواب احمد خان غالب جنگ ۔ اور حصہ چہارم میں نواب دلیر ہمت خان مظفر جنگ ۔ اور حصہ پنجم میں نواب امداد حسین خان ناصر جنگ اور حصہ ششم میں نواب خادم حسین خان شوکت جنگ ۔ اور حصہ ہفتم میں نواب تجمل حسین خان ظفر جنگ کے حالات ہیں ۔ حصہ ہشتم کے دو باب ہیں ۔ باب اول میں منور علی خان نے اور باب دوم میں میر بہادر علی نے اپنی سوانح عمری تحریر کی ہی منور علی خان ولد سرفراز علی خان اشترزی کابلانی پٹھان ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوا تھا منور علی کے پردادا کی شادی دولت خاتون سے شادی ہوئی تھی ۔ یہہ دولت خاتون نواب محمد خان غضنفر جنگ کی بیٹی تھی بعد ۱۸۵۷ء میں منور علی خان کے والد نے بعہد سلطنت سرفراز علی خان [illegible]

چراغ علی [illegible] ہجری مین مطابق فروری [illegible] تا غایت جنوری [illegible] پیدا ہوا تھا [illegible]
بڑھاپے کی عمر مین اوسکی آنکھین جاتی رہین لیکن اوسکی جسمانی قوت بدستور تھی اور سمجھ نہایت تیز
تھی اور بہت حاضر جواب تھا اور اوسکی قوت لامسہ ایسی تیز تھی کہ وہ روپیہ سفید کھرا اور کھوٹا
جان لیتا تھا اوسکو نقشہ عمارت بنانے کی بہت عمدہ لیاقت تھی اور حکمت بھی کیا کرتا تھا
اور یہہ فن حکمت اوسنے اپنے والد غلام حسین سے سیکھا تھا اوسکا حافظہ نہایت عمدہ تھا
اور اس شخص کے خاندانی حالات جو چھبرامؤ کے گرد نواح مین رہے اوسے مفصل یاد تھے
چراغ علی نے ۲۸ رمضان ۱۲۴۶ ہجری کو مطابق ششم فروری ۱۸۳۲ء وفات پائی
بہادر علی کا ننہال بھونگام مین تھا یہہ ایک قصبہ لب سڑک ضلع مین پوری مین چھبرامؤ
سے بچھان کی طرف بفاصلہ ۲ میل واقع ہے۔ بہادر علی کی والدہ شیخ خلیل الرحمان صاحب
ولد شیخ خیر اللہ خان خاطب کی دوسری بیٹی تھی۔ بہادر علی ۲ شوال ۱۱۹۵ ہجری کو
مطابق [illegible] اکتوبر ۱۷۸۱ء پیدا ہوا ۱۲۰۰ ہجری مین مطابق ۱۷۸۵ء بہادر علی کا دادا اوسکو
شہر فتح آباد مین لایا اور نواب دایم خان جلیہ کے پھاٹک مین سکونت اختیار کی یہان بہادر علی
نے چھ سال تعلیم پائی وہ معمولی درسی کتابین فارسی کی پڑھتا تھا اور روزمرہ ایک مسودہ
لکھکر اپنے استاد سے صلاح لیتا تھا پیر لکھو فقیر اوسکے خوشنویسی سکھلانے پر مقرر تھا
بہادر علی نے کچھ علم [illegible] سے سیکھا اور چند کتابین صرف و نحو اور علم طب کی بھی پڑھی تھین اور
[illegible] کلام [illegible] پڑھتا تھا اوسکی عادت تھی کہ اوسوقت کے جو [illegible] اور [illegible] آدمی تھے [illegible]
[illegible] غلام محمد [illegible]

ازمان کی ایک لڑکی جے جسکا نام علی امجد تھا قصبہ چھبرامؤ مین سکونت جنتا کی تھی اور انکے
مقامات قصبہ مین پرگنہ تالگرام متصل قنوج اور خاص تالگرام اور سانڈی اور [illegible]
مین بود و باش کرتے تھے۔ بہادر علی کے سب بزرگ بعض علانیہ اور بعض مخفی
طور پر شیعہ مذہب کے پیرو تھے۔ بہادر علی کا دادا غلام حسین [illegible] ہجری مین مطابق اکتوبر [illegible]
لغایت ستمبر [illegible] پیدا ہوا تھا اور [illegible] ہجری مین مطابق جنوری [illegible] لغایت جنوری
[illegible] فوت ہوا۔ غلام حسین کے حشمت علی اور چراغ علی دو بیٹے تھے۔ غلام حسین ایک
زمانہ مین نجیب خان اور شجاع الدولہ کی سرکارون مین رہا۔ پہلی جگہ سے ماہوار ۵ اور دوسری
جگہ سے [illegible] روپیہ ماہواری پاتا تھا۔ پھر چالیس برس تک اُس نے نواب امام خان [illegible]
نواب احمد خان کی ملازمت کی اول [illegible] روپیہ ماہوار فوجداری اور پھر مشاہرہ [illegible]
فوجداری پر حکیم رہا اور پھر [illegible] روپیہ ماہوار پنشن پاتا تھا اور آخر کو مشاہرہ [illegible] روپیہ ماہوار
نواب کے بیٹون اور بیوی کے پڑھانے پر مقرر ہوا۔ اپنی وفات کے قریب تک وہ شہر
فرخ آباد مین نواب امام خان کے مکان کے پھاٹک مین رہا۔ مرنے سے پانچ چھ سال پیشتر جبکہ
وہ بہت ضعیف ہو گیا تھا اُسکے بیٹے اور پوتے سمجھا کر اُسے چھبرامؤ لیگئے وہان اُس نے
[illegible] ہجری کو [illegible] کی عمر مین انتقال کیا۔ بہادر علی کو اپنے دادا کی بابت
[illegible] تھا کہ اُسے بھی معجزہ کی سی قدرت تھی [illegible] روایت کرتا ہے کہ اُسکا دادا ایک شخص کو جو
بیمار تھا خواب مین دکھلائی دیا اور اُس سے کہا کہ میری قبر سے گھاس اکھیڑ کر [illegible]
[illegible] سپاہی کا [illegible] اچھا ہو گیا۔ بہادر علی [illegible]

...خان کے عہد مین فوج مین ملازم رہا جب سرکار انگریزی نے شہر فرخ آباد لے لیا تب بہادر علی ۱۲۱۸ ہجری کے آخر مین اپنے گھر آیا اور بہت عرصہ تک معلمی کے ذریعہ سے اپنی بسر اوقات کی آخر کو وہ راجہ جسونت سنگھ بگھیلہ ٹھاکر تروا کا معلم مقرر ہوا تروا ضلع فرخ آباد مین جنوب اور مشرق کے کونے مین ہے یہان اوسکے آٹھ روپیہ ماہوار اور دو میٹی علاوہ نذر کے مقرر ہوگئے پھر راجہ کی سفارش سے اوسکو چھبرامئو کی تھانہ داری ملگئی اور دو برس تک تھانہ دار رہا بعدازین حسب درخواست راجہ مذکور کے بہادر علی اضلاع مین پورئ بریلی اور محگڑہ مین عدالتہاے کلکٹری اور مال اور دیوانی اور نیز عدالت اپیل مین راجہ تروا اور اوسکے بھائی کنور پتیم سنگھ کی طرف سے وکیل رہا جب راجہ کے انتقال پر بہادر علی کی نوکری جاتی رہی تو وہ فرخ آباد آیا یہان کئی برس وہ لالہ دلیر سنگھ کا یستہ سری باستبھ بھائی والے کے لڑکون کو پڑہایا کیا اور آخر مین چند سال رای چندی پرشاد کایتہ سکسینہ ساکن محلہ سد حواڑہ کے یہان ملازم رہا دو برس تک وہ مسٹر مارٹن تاجر نیل کے پاس شمس آباد کی کوٹھی مین ہفت روپیہ ماہواری کا پروانہ نویس اور پھر ڈیڑھ سال تک جائنٹ مجسٹریٹ سدہ پورہ ضلع ایٹہ کے کچھری مین منشی ظہور علی عباسی شیخوپوری کی سفارش سے بیس روپیہ ماہوار کا ملازم رہا جب یہہ محکمہ شکست ہوگیا تو بہادر علی تین برس لکھنؤ میں جا کر رہا وہان وہ تھوڑے دن دریاباد کے تھانہ مین جو لکھنؤ سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر مشرق مین واقع ہے محرر رہا اور پھر کچھ عرصہ تک ایک سوداگر کے پاس حساب نویسی پر ملازم رہا اور بعدازان معلمی کے ذریعہ سے بسر اوقات کرتا رہا جب لکھنؤ سے فرخ آباد کو واپس آیا

قرآن کا اُدسے پڑھایا تھا جب بہادر علی بارہ برس کا ہوا تو اُوسکا چچا حشمت علی لکھنوسے اپنے
گھر آیا حشمت علی پندرہ برس تک لکھنؤ مین رہا تھا اور وہان لالہ لچھمن سنگہ اور لالہ بدھ سنگہ
کے یہان لڑکون کو پڑھانے پر مقرر تھا یہہ دونوں صاحب سارست برہمن تھے اور راجہ
ٹکیت راے نایب کے ملازم تھے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین حشمت علی لکھنؤ کو واپس گیا اور بہادر علی
کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا وہان حشمت علی نے بہادر علی کو تعلیم کیواسطے میر ساجد علی کو سپرد کیا
ساجد علی حشمت علی کا بڑا دوست تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تھا بعد ایک سال کے بہادر علی ملا
کمال الدین شاہجہانپوری کے پاس صرف و نحو پڑھنے کیواسطے بھیجا گیا شعرا سے راہ و رسم
اور تصنیف پیدا کرنے کی غرض سے وہ اکثر مولوی پیر علی رسولپوری کے مکان پر جایا کرتا
تھا اول کچھہ بسلسیل عرصہ تک بہادر علی مولوی غلام محمد فایق کا شاگرد رہا اور تخلص
کرتا تھا لیکن جب شعر گوئی کا اُسکو بہت شوق بڑھا تب اوسنے اپنے چچا سے درخواست کی
کہ میان غلام ہمدانی مصحفی سے میری ملاقات کرادو مگر چند سال تک اوس نے مصحفی کی
شاگردی کی اور گردش اور دامق تخلص کرتا رہا اوسی زمانہ مین اوسنے ایک دیوان فارسی
جو الہ عشق تصنیف کیا وہ سب شاعرون مین جو میان جرات انشا اللہ خان مصحفی تقی
میان مصحفی شہزادہ سلیمان شکوہ میان منتظر اور اور لوگون کے مکان پر پندرھوین دن ہوا
کرتے تھے برابر شریک ہوتا تھا اور فارسی اور اردو مین غزلین گردش اور دامق تخلص
سے پڑھا کرتا تھا جب تک کہ بہادر علی لکھنؤ مین رہا یعنے گیارہ برس سنہ ۱۲۱۱ ہجری تک وہ
وہان چند جگہہ معلم رہا اور یہی اُسکی معاش تھی کچھہ عرصہ تک وہ نواب وزیر کے یہان اتالیق

اور حلیم دل تھا اور اشعار کے پڑھنے اور کتابین تصنیف کرنے مین صرف کیا کرتا تھا اور
ہمیشہ خدا کی عنایات کا شکریہ ادا کرتا تھا اُسکا مقولہ تھا مصرعہ کہ ہرچہ ساقی ما ریخت
عین الطاف است ۔ اُسنے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصّون کے تیرہ کتابین تصنیف کی
ہین تیرہوین کتاب تاریخ فرخ آباد ہی جس کا نام عنوان خاندان بنگش یا لوح تاریخ ہی سنہ ۱۸۴۲ع
یا سنہ ۱۹-۱۸۱۸ع کے قریب سے وہ اپنا تخلص سید کرنے لگا اُسنے ہندی بھاکھا مین بھی کچھہ
لکھا ہی اور اُسی مین نام (یعنے تخلص) منہی رکھا ہی ۔ بہادر علی نے لکھا ہی کہ مین نے کتابین
اس غرض سے تصنیف کی ہین کہ بجائے اولاد کے بعد مرگ میری یادگار رہین اِن کتابون
کے لکھنے مین اُسکا وقت بہت خوشی سے کٹتا تھا وہ دعوی کرتا ہی کہ جسدن سے مین نے
کتابون کا لکھنا شروع کیا کبھی کسی امیر آدمی کی تعریف مین کچھہ نہ لکھا اور نہ اُنکی عنایت کا
خواستگار ہوا جب کبھی کوئی صاحبزادون مین سے شہر کے اُسکو بلواتا تھا وہ جانے سے
انکار کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ دنیا مین دو باتین ہین قاعدہ یا فایدہ اور جس شخص کو دونون
مین سے کسیکی خواہش نہین ہی وہ کیون بڑے آدمیون کی خوشامد کرنے لگا وہ دعا مانگتا تھا
کہ خدا مجھے باقی زندگی مین بھی ایسی ہی آزادی عنایت کرے شروع سنہ ۱۲۳۵ ہجری سے
(مطابق فروری سنہ ۱۸۲۰ع لغایت جنوری سنہ ۱۸۲۱ع) بہادر علی اپنے بھائی محمد علی کی مدد سے
تعزیہ داری سالانا کیا کرتا تھا کیونکہ وہ شیعہ تھا چونکہ اُس کے مکان مین گنجایش حسب
دلخواہ نہ تھی اُسنے دروازے کے نزدیک قریب دو بیگہ کے زمین باین ارادہ خریدی
کہ اُس مین ایک امام باڑہ اور رہنے کے لئے ایک مکان بنوائے اُسنے ایک چھوٹا مکان

بڑے عالی شان تھے وہ لالہ دلسکھ رای ولد لالہ شنکر پرشاد [illegible] جوان [illegible]

تھا کہ متعین رہتا تھا اسی زمانہ میں سیکڑوں چھوٹے بڑے آدمی اسکے شاگرد ہوئے تھے لیکن

ان شاگردوں نے اسکی کبھی کسی طرح کی خدمت نہ کی نہ کچھ محبت ظاہر کی اور نہ کوئی احسان [illegible]

مانا [illegible] ہوں نے کہ ان میں بڑے بڑے لڑکے [illegible] ہوئے تھے ایک [illegible]

[illegible] نے لکھا ہے کہ مجھے کسی پر کچھ دعوی نہیں ہے مگر کسی طرح کا [illegible]

مجھے شکایت ہے وہ جس [illegible] ہیں کہ ایسے ناشکر گذار اور احسان فراموش آدمی رہتے

ہے کبھی نہ نکلتا تھا [illegible] ذوالحجہ [illegible] ہجری کو مطابق [illegible] فروری [illegible] عیسوی کو

شاگردی شیخ [illegible] احمد [illegible] آبادی [illegible]

کچھ زمینداری اور تعلقات وغیرہ تھے جو [illegible] کی سرکار سے ملتا تھا [illegible]

ہوتے تھے اور کچھ آمدنی سالانہ اور روزینہ بھی تھے لیکن چونکہ اس زمانے میں [illegible]

تھا [illegible] جب [illegible] علی [illegible] تو مجبور ہو کر

[illegible] کے [illegible] اسکے [illegible] اور [illegible] ایک اور [illegible]

[illegible] جاگیر [illegible] کے واسطے [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] اپنے دادا [illegible] کے لوگ [illegible]

[illegible] کرتے [illegible] علی کی [illegible] لیکن [illegible]

[illegible]

...نواوراق اور کچھ اوراق آخر مین کم مین خلاصہ بنگش ... والہ جو محمد خان ...
مین لکھے گئے (جو عہد شروع ۱۷۱۳ء سے نہایت ۱۷۴۳ء تک رہا) جو تاریخ مین
پایا ہوا ہی نہ خلاصہ بنگش سے اور نہ مجموعہ خطوط سے جنہین ... صاحبراے کے پوتے
منشی دلپت رای نے (بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۸۷۲ء میں) لکھا ہی مجھے کچھ پتا ملتا ہی دیگر
... سے جو مدد لیگئی وہ اظہر من الشمس ہی علی الخصوص سیر المتاخرین تاریخ مظفری
... نامہ عماد السعادت سوانح عمری حافظ رحمت خان فتحگڈھ نامہ کرنل ... کا ترجمہ
... نامہ مفتاح التواریخ (مطبوعہ ۱۸۴۹ء) سے مدد لی گئی ہی کتاب ماثر الامرا میں باب
... موسوم بہ عبد المنصور خان مین) جب قایم خان کے وفات کا ذکر ہی لکھا ہی کہ شرح احوال
اُسکے وفات کا اُسکے والد محمد خان بنگش کے احوال کے شمول مین دیکھنا چاہیے گر مین نے
... کتاب مین محمد خان کی سوانح عمری نپائے حدیقۃ الاقالیم مصنفہ مرتضیٰ حسین سے بھی
... نے کچھ انتخاب کیا ہی *

احوال نواب محمد خان بنگش غضنفر جنگ

... خاندان محمد خان کرلانی کا تعزی فرقہ کا بنگش ... ملک قیس عبد الرشید کی جو سب پٹھانون
... محمد ... لڑکے تھے سربن بیٹن گھر گشت دوسرے لڑکے نے جسکا نام شیخ حیات
... لقب بوجہ صلح کاری اور پرہیزگاری کے حاصل کیا تھا کیونکہ اُن کی زبان مین لفظ بیٹن
یعنی ... پاک بیٹن کے تین لڑکے تھے اصل شعیون کا جیین اور ایک لڑکی بھی تھی
... ... مشہور ... ... کے

مگر بوجہہ افلاس کے وہ اسکو اختتام کو نہ پہنچا سکا بہادر علی لکھتا ہی کہ مجھے امید ہی کہ تمام

ن میری وفات کے تیار ہو جاویگا تاکہ میری روح اُس قبر مین آرام سے رہے بہادر علی

مطابق اپنی درخواست کے ایک کچی قبر مین امام باڑہ کے اندر دفن کیا گیا تھا بہادر علی

نے ۲۴ شعبان ۱۲۷۴ ہجری مین (مطابق مئی ۱۸۵۸ء) انتقال کیا ایک کتاب موسوم

حالات متعلقہ بہ افاغنہ جس کی ایک جلد مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے مجھے تلاش

کر دی تھی ان ہی صاحب کا مین مشکور ہون کہ انہون نے مجھے لوح تاریخ بیشتر منگوا دی تھی

ں کتاب مین اکثر جگہہ تو نظم ہی اور باقی بھی اسقدر رنگین اور مبالغہ کی عبارت مین ہے

کہ جسمہ واقعات بہت کم رہگیا ہی تاریخ اس نسخہ کی جنوری ۱۸۳۲ء ہی مگر نام مصنف اور

اسمی مالک کتاب کا بالکل مشکوک ہی میری رائے مین یہہ کتاب تاریخ متذکرہ بالا سے بہم

بل تصنیف کی گئی ہی یا دیگر کتب سے اسمین مدد لیگئی ہی کیونکہ اس کتاب مین اکثر ایسے

واقعات مین جو اور کسی کتاب مین نہین پائے جاتے مین یہہ کتاب قلمی سوا نو انچہہ طول

اور سوا چہہ انچہہ عرض مین ہی اور کل (۱۰۱) اوراق ہین اور فی صفحہ ۱۴ سطور مین چند

۲۱ اوراق ایک مجموعہ رپورٹ کے جسے ایک لکھنؤ کے عامل نے شروع ۱۱۶۲ ہجری سے

نہایت ۱۱۶۶ ہجری تک لکھے مین انتخاب کئے ہین اُنکو دیکھکر مین سمجھتا ہون کہ آ

سنہ اسحاق خان خانعالم فوجدار کوڑہ ہی اُن خطوط کے دیکھنے سے کچھہ حالات

معلوم اور کچھہ واقعات صدفات اول پانے کے جو ئے دریافت ہو

وہ لڑکا کاغ زئی کہلانے لگا لفظ بنگش کے لغوی معنے ہین پہاڑی ملک کچھ عرصہ کے
بعد اسکے معنی ہوے باشندے پہاڑی ملک کے جو لوگ بلند پہاڑیون پر رہتے تھے بالا بنگش
کہلاتے تھے اور جو پہاڑیونکے نیچے کے ملک مین سکونت گزین تھے یعنے کوہاٹ مین پائین بنگش
مشہور تھے اب قوم بنگش کوہاٹ مین بہت کثرت سے ہی اور باقی لوگ اُسکے جانب مغرب کرم
اور شلوزام مین بود باش رکھتے ہین بنگش کی وادی پہاڑیوں سے محیط ہی سب سے زیادہ لنبائی
مشرق سے جانب مغرب ہی اور مشرق اور گوشہ جنوب و مشرق مین قوم خٹک ان
پہاڑیومین پائی جاتی ہی شمال مین عرق زئی ہین اور گوشہ جنوب و مغرب مین وزیرس کی
سرحد ہی اور جانب مغرب ملک کرم واقع ہی وہ بنگش جو کرم اور پیوار مین رہتی مین توری کی
زیر حکومت مین اور جو شلوزام مین بود باش رکھتے ہیں خود مختار ہین اور باشندگان
کوہاٹ رعایای سرکار انگلشیہ مین ان سب مقامون مین بنگش قریب اٹھارہ ہزار گھر کے ہین
کئی سال بعد پہلے بود و باش کے بہت سر دانیون نے بالا بنگش کی سکونت ترک کردی اور انسیوقت
سے کاغوائی کہلانے لگے اور جو لوگ اپنے جاے قدیم مقیم رہے سردانی ہی کہلاتے رہے
بعد ازان ایک جماعت کرلانیون کی کہ جس نے سروانی کاغوائی کے قرب مین بالا بنگش
مین مسکن مقرر کیا تھا کاغذی کہلانے لگے ہر چند کہ وہ لوگ درحقیقت نہ سروانی ہی تھے
نہ کاغ کی نسل سے تھے الغصہ کاغذئی کے دو اقسام ہین (۱) کرلانی کاغذئی (۲)
سروانی کاغذائی عہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر مین (من ابتدا سے ۱۶۵۸ء لغایت
۱۷۰۷ء) ملک مین خان کرلانی کاغذائی اپنے وطن کو چھوڑ کر ہندوستان مرشدآباد مین آیا

خاوند شاہ حسین ولد معز الدین سے غلزئی لودی اور سروانی کہلاتی ہی جس کے بڑے
بیٹے سربن کے ۲ لڑکے تھے اور اُن میں سے بڑے بیٹے شرف الدین نامے کے پانچ بیٹے
تھے جن میں سے سب سے چھوٹا امیر الدین تھا ایکروز جب امیر الدین شکار کھیلنے گیا تھا
ایک پڑاؤ پر اسنے ایک سید کے لڑکے کو پسند کیا اور اُس کا کرلانی نام رکھا جب وہ لڑکا
جوان ہوا اُس کی شادی اُسی فرقہ کی ایک عورت کے ساتھہ ہوئی اور اُسکی نسل کرلانی کہلائی
کرلانیون کے درمیان بھی چار فرقہ ہین دلازاک آفریدی خٹک ملک میری باعتبار صدا قت
روایت مذکور کے قوم کرلانی اپنے تئین سید خیال کرتی ہی چونکہ کرلانی نے اور میر ولد امیر الدین
کے یہان پرورش پائی اُسکے جانشین فرقہ سربنہ مین شمار کئے جاتے ہین وجہ تسمیہ کا غذ لی
کی تشریح ذیل ہی ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ شیخ حیات عرف بٹن نے اپنی لڑکی مٹو کی شادی
شاہ حسین ولد معز الدین محمود کے ساتھہ کرنا چاہی۔ معز الدین جمال الدین حسین کا لڑکا تھا
جمال الدین سلطان بہرام کا جس نے اپنے ملک گور کو بوجہہ تباہی کے جو حملہ اول الپ
ہوئے تھے چھوڑ دیا تھا۔ بنابران ایک شخص از قوم کاغ یعنے مطرب گور میں جو وطن
مین کا تھا بھیجا گیا تا کہ شاہ حسین کا حسب نسب دریافت کرے واپس آنے پر اس
شاہ حسین کو دھمکایا اور کہا کہ تم میری لڑکی سے شادی کرلو ورنہ مین مشہور کر دونگا کہ
یہ شاہ حسین سکے عالی خاندان ہونے مین شک ہی تب شاہ حسین نے اس کی بیٹی مسماۃ
سے جو نیز سرو کہلاتی تھی نکاح کر لیا چونکہ اس لڑکے کی کوئی اولاد نہوئی اُس نے
سوت مٹو کے ایک بیٹے کو متبنی کیا اُسکا نام سروانی رکھا وجہہ میں تبنیٰ

کہ یہان کی زمین مین ایسے بہادر اور مضبوط آدمی پیدا ہونگے کہ ایسے کہیں نہ ہونگے ؂

بیان محمد خان کے ایام خوردسالی کا

خان کی شادی مؤمین ہوئی بعد مرگ اُسکے دو بیٹے رہے ہمت خان سیزدہ سالہ اور
محمد خان یازدہ سالہ چونکہ محمد خان نے ماہ دسمبر ۱۸۴۳ء مین بعمر ہشتاد سالگی بحساب سال ہائے
قمری وفات پائی اسوجہہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۱۹۵ھ مین تولد ہوا تھا روایت ہے کہ ایکدن
محمد خان اپنے بڑے بھائی کے گھوڑے پر سوار ہو کر کنارے دریا کے گیا تھا اور واپس
آتے گھوڑا بالکل پسینہ مین غرق تھا ہمت خان نے اس خوف سے کہ مبادا اس گھوڑے کو کسیدن
رکہ خود بھی مضروب ہو کچھ اُسکو سخت سست کہا محمد خان ناخوش ہو کر ایک فقیر کی
جھونپڑی مین بھاگ گیا اُس فقیر نے اُس کی دلجوئی کے لئے پیشگوئی کی کہ تو ایکدن باون ہزاری
ہوگا جس کے معنی ہین سپہ سالار باون ہزار پر اس عرصہ مین اُسکے بڑے بھائی ہمت خان نے
دکن مین نوکری کی اور وہین وہ فوت ہوگیا اُوسکی لاش مؤمین شیر محمد خان کے باغ مین دفن
کی گئی جو عہد نواب رشید خان مین لگایا گیا تھا ہمت خان ایک لڑکی مسماۃ بی بی فاطمہ چھوڑ گیا
تھا جو عنایت علی خان بنگش کا پوتا اُسی سے منسوب ہوئی جب محمد خان کا سن بیس برس کا
ہوا قریب ۱۸۰۰ء کے) اُس نے یسین خان بنگش کی جو اُسوقت مئو کے پٹھانون کا
نامور سردار تھا نوکری کی ماہ اکتوبر مین ہر سال یسین خان چار پانچ ہزار سوار پیادہ لیکر
سے جمنا پار جایا کرتا تھا اُن دنوں ؂ ہر دو بنگشان بندیل کھنڈ مین باہم متواتر جنگ وجدال

[illegible] خان ... ولی ہوا ... مین جو اسوقت خان زادہ تھا ... [illegible]

رہوا ملک حسن خان ولد گوہر خان ولد سبزہ خان ولد جہان خان ولد سارنگ خان ہریا خیل
ہے جو فرقہ شامل سنبی و شامل ترنی کے فرقہ دولت خیل سے تعلق رکھتا تھا جو دولت خان عرف
حاجی بہادر کے جانشین مین پس حاجی بہادر کو وہ حاجی بہادر کو ہانی نہ سمجھنا چاہیے جو
شیخ آدم بنوری کے خاندان سے تھا قصبہ رشید آباد اب برای نام رہگیا ہے اس موقع پر ایک
بہت بڑا تنباکو کا کھیت ہوتا ہی یہہ قصبہ قریب بلند کنارہ دریاے گنگ کے واقع ہے جہان
سے پرانی دھار اور نیز زمین نشیب کی جو درمیان پرانی اور نئی دھار گنگا کے ہے نظر پڑتی
یہہ قصبہ فرخ آباد سے ۱۵ میل جانب غرب اور قصبہ قدیم شمس آباد خورد سے پانچ میل جانب
مغرب اور جدید اور سبز قصبہ قائمگنج سے ایک میل جانب گوشہ شمال و مشرق کے واقع
ہے گو کہ اسوقت یہان پٹھان تھوڑے باشندہ ہین مگر اسکے گرد و نواح کے قصبہ جات مین مثل [illegible] پور
[illegible]را اور عطائی پور کے بہت پٹھان دیگر مقامات سے آکر بسے ہین جن سے وہان بڑی [illegible]
ان سب مقامات مذکورہ بالا کے باشندہ ضلع کے باہر مو پٹھان کہلاتے ہین یہہ لوگ
ہمارے ہندوستانی سواروں مین بہت بہترین اور انہون نے مثل سپاہیون کے بڑے بڑے [illegible]
[illegible] کئے ہین بنیاد رشید آباد کے جنکو پیشتر مو بھوریا کہتے تھے عہد سلطنت جہا[illegible]
[illegible] ۱۰۱۶ مطابق [illegible] سنہ [illegible] نواب رشید خان جاگیردار شمس آباد نے از سر نو ڈالی
[illegible] اسکے [illegible] سے جو خانزادہ مشہور ہین ابھی زندہ ہین مگر [illegible]

[illegible] ... شہوری کہ ایک بار [illegible]

پٹھان [illegible] دنون مین تھے [illegible] اب بھی ایک

کی نوکری چھوڑکر دوسرے راجہ کی خدمت اختیار کرتے تھے اور اسی طرح سے کئی سال
[illegible] اور بندیل کھنڈ مین رہتے رہتے گذر گئے بندیل کھنڈ کے معاملات انکی نشونما
کے زمانے سے غایت درجہ ابتر تھے مین اسبات کو اور کتابون سے پایۂ ثبوت کو نہین
پہونچا سکتا ہون صرف ایک یا دو روایات لکھنا کافی ہے جنسے محمد خان کی اوایل عمر کا
حال جو تواریخی سرگذشت کے طور پر ظاہر ہوتا ہے ایک روایت یہہ ہے کہ جب راجہ
چھتسال نے وفات پائی اسکا بڑا بیٹا پرتھی سنگھ اس کا جانشین ہوا اس شخص نے
تخت پر بیٹھتے ہی فوراً اپنے بھائی رامچند کو نکال دینے کا ارادہ کیا رامچند نے
محمد خان کو باقرار ادائے نقد کثیر اپنے ملک پر بلایا اور محمد خان کی معاونت سے
پرتھی سنگھ شکست کھا کر خاص محمد خان کے ہاتھ سے قتل ہوا پٹھان لوگ مئو مین
ہنوز پہونچنے بھی نہین پائے تھے کہ ایک سرگرم پیغام مدد رسانی کا مدار شاہ والی
سیہری اور بھاون کی طرف سے پہونچا اسنے یہہ خبر دی کہ محمد امین خان پچاس ہزار
سے زیادہ فوج شاہی ہمراہ لیکر مجھے دبانے آیا ہے تب محمد خان نے سب فوج جمع کرکے
بہت جلد راجہ کی امداد کو کوچ کیا مگر اسکے پہونچنے سے کچھ پیشتر راجہ کو بھاگ جانے
ہی مین امن معلوم ہوئی تاہم محمد خان اور محمد امین خان کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین
آخر کار صلح ہوگئی معمولی قاعدہ اس لوٹ مار کا یہہ تھا کہ افسر پانچ سو آدمیون سے لیکر ہزار
آدمیون تک اپنے اور دوسرے فرقہ کے رکھتا تھا محمد خان نے اپنی دلیری سے اپنی شہرت

[illegible] سے لئے اور سپاہی ادمی کا روزگار [illegible] موقع جب ہوئی راجہ بیلوٹ [illegible]
سے مقابلہ کرتا ہوتا تھا یسین خان کی آمد سنتا تھا تو اپنا وکیل بدین غرض اُس کے پاس
بھیجتا تھا کہ اُس باغی کو سزای اعمال دے شرط یہہ تھی کہ جو کچھہ لوٹ مین مال و اسباب
آوے چہارم اُسکا یسین خان کو دیا جاوے جب اِس شرط کے لکھنے کی نوبت پہونچے
تو نصف روپیہ بطور اُجرت یعنے پیشگی کے یسین خان نے طلب کیا یہہ روپیہ کل فوج
مین کیا سوار اور کیا پیادہ برابر تقسیم ہوگیا بعد ازان کوچ کیا گیا ایک جگہہ نامزد کی گئی اور
پھر اُسیجگہ کا محاصرہ کیا گیا اگر باشندہ وہان کے لڑائی پر آمادہ ہوئے تو افواج کا خوب
مقابلہ ہوا اگر عہد و پیمان کی خواستگاری ہوئی تو صلح ہوگی جو کچھہ روپیہ دستیاب ہوا اُسمین
وضع کرنے مقدار مناسب کے راجہ کے پیش کیا گیا جو کچھہ فوج کو ملا باہم منقسم ہوگیا اور حصہ
سپاہی مقتول کا علیحدہ کرکے وطن اُسکی بیوی کے پاس بھیجا گیا ایکمدت تک یہہ [illegible]
ہوتی رہی اور راہ جون مین سب لوگ ٹئوکو لوٹے بوجہہ مرتبہ خاندان یسین خان اور نیز بسبب رشتہ
جو اس خاندان سے تھا یسین خان محمد خان سے بہت محبت رکھتا تھا یسین خان متوطن [illegible]
اشترزائی بنگش تھا اور محمد خان کی والدہ کا رشتہ دار تھا ایکدور یسین خان ارجہام
محاصرہ کئے پڑا تھا جو سرحد دتیا پر واقع ہی ایک گنوار نے بندوق چلا کر اُسکو مار ڈالا تب
پٹھانون نے محمد خان کے ماموں شادی خان بنگش ساکن مئو کو اپنا سردار بنایا کچھہ
عرصہ کے بعد محمد خان اور شادیخان مین باہم تکرار ہوئی اور محمد خان نے معہ ستر ہاتھیان
کے شادی خان کو چھوڑ کر اپنی راہ لئے اور نوکری تلاش کرلی رفتہ رفتہ سب مئو کے

نکالون سے بہت خون جاری تھا جب اُس نے آدھا دھڑ چھت سے باہر نکال لیا تو
راجہ کی مستورات نے جو بہت قریب اپنے اپنے کمرون مین تھین موسل اور پتیل کے برتن
اُسپر کھینچکر مارے اِس ضرب سے محمد خان اور بھی بے دم ہو گیا مگر عورتون کو علیحدہ کر کے
چھت پر سے درخت کی مدد سے دیوار کے نیچے کود پڑا اور پھر اُس جھیل کو تیر کے اپنے
لشکر مین پہونچا دوسرے دن صبحکو زمیندارون نے قلعہ کو خالی کر دیا اور روپیہ
ادا کر دیا بلکہ نذر گذرانی اور محمد خان کے قدم چھو کر یہ بات کہی د خان جیو تم تو منّی نہین
دیو تا ہو تمہارے سنکھ یعنے مقابلہ کے ہم نہین ہین نواب محمد خان پیرانہ سالی مین یہہ
احوال لوگون سے کہا کرتا تھا کہ اگرچہ مین بارہا زخمی ہوا مگر کبھی مجھکو ایسی تکلیف نہین
ہوئی جیسی کہ اُس چھت کے تختے کے اُکھاڑنے سے ہوئی یہانتک کہ جب برد چلتی ہے
تو اب تک درد ستاتا ہے اِسوقت تک یعنے پیتالیس برس کے سِن تک محمد خان
قزاقی کرتا رہا اور بہر صورت معلوم ہوتا تھا کہ اغلبا باقی عمر بھی وہ اسی پر بسر کریگا مگر قسمت سے
اُسکو اعلیٰ درجہ کی عزت ملی جسکا احوال ہم آگے لکھتے ہین +

محمد خان کا خدمت سلطانی مین ممتاز ہونا

ماہ فروری ۱۷۱۲ع مین (مطابق ماہ محرم ۱۱۲۴ھ) بہادر شاہ جانشین عالمگیر اورنگزیب
بعمر ہفتاد و پنج سالہ کے جان بحق تسلیم ہوا اُسکے لڑکون کے درمیان نسبت مسند نشینی کے
لڑائی ہوئی مگر اُن مین سے معز الدین فتحیاب ہوکر جون ۱۷۱۲ع مین بہ لقب جہاندار شاہ
تخت نشین ہوا ۔ بڑا بھائی عظیم الشان تخت کے چھینے جہاندار شاہ سے لڑکر ...

حاصل کی ہی بہ اُس ملک کے تمام راجہ [illegible] کرلا لیے ۔ جب [illegible] حال [illegible]
کوکافی طور سے محفوظ نہیں پاتا تھا اُسکا فوراً محاصرہ کرکے وہاں کے افسر سے نذرانہ منگوا
تھا اگر ایک یا دو ہزار روپیہ پیش کئے گئے تو خیر ورنہ اُسجگہ پر حملہ کرکے اُسکو لوٹ لیتا تھا
بعض مرتبہ ایسے مواقع پر سخت لڑائی ہوتی تھی اور روایت ہی کہ ایکبار ۲۲ آدمی خاص محمد خان
کے ہاتھ سے ایک قلعہ پر حملہ کرتے وقت قتل ہوئے کبھی چار پانچ لاکھ روپیہ کا مال لوٹ
مین اُسکو ملجاتا تھا اسعرصہ مین ایکبار محمد خان نے تین سو سوار و نسے ایک راجہ کے کہنے سے
کسی قلعہ پر یورش کیا پہلے بار حملہ مین قاصر رہکر اُسکا محاصرہ کرلیا مگر پھر بھی کچھہ نتیجہ نہ نکلا
محصوران قلعہ نے خوب بہادری سے مقابلہ کیا قلعہ کے ایک طرف خوب عمیق پانی
بھرا تھا جسجگہ کو راجہ نے بدین خیال غیر محفوظ چھوڑ دیا تھا کہ اُدھر سے کوئی حملہ نہیں
کرسکتا ہی ایک شب کو محمد خان نے آدھی رات کو اپنے ساتھہ چند آدمی مسلح اور چست و چالاک
لیکر اُس چشمہ کے اندر گیا اور اُسکو عبور کرکے فصیل قلعہ کے نیچے پہونچکر ایکدرخت کے
سہارے سے اُوپر چڑھکر قلعہ کے اندر کود پڑا راجہ وہین پر سو رہا تھا اِن لوگوں کے
ہی بیدار ہوکر بھاگا اور اپنے ساتھیوں کو اپنی امداد کے لئے پکارا راجہ اپنی جان بچاکر ایک
کوٹھری میں بھاگا مگر محمد خان نے اُسکا تعاقب کرکے اُس کوٹھری ہی میں اُسکو تمام
کیا اتنے ہی میں اِس کثرت سے زمیندار جمع ہوگئے کہ محمد خان کے سب ہمراہی قتل
ہوئے اور دروازہ اُس کمرہ کا بند کردیا گیا تب محمد خان نے اپنے تئیں خدا کے سپرد کرکے
اپنی سپر کو تختہ مین جاکر ایک شہتیر اپنا سر لگاکر اُکھاڑ لیا اب اُسکو کچھہ ہوا لگی مگر اُنہ

ابد اطراف خطوط اطراف و جوانب مین متعدد طلب کمک مشہور اور عظیم الشان سرداروں کو
بھیجے گئے منجملہ اُن کے ایک شاہی شقہ اور ایک خط سید بھائیون کیطرف سے بنام محمد خان بھی
جو اُن دنون مین گوٹھ کے علاقہ مین آٹھ یا نو ہزار آدمی لئے پڑا تھا بھیجا گیا صاحبزادی مکاتیب
جو شاہ ۱۱۲۴ھ سے (مطابق ماہ اگست ۱۷۱۲ء لغایت اگست ۱۷۱۲ء) محمد خان کا میر منشی تھا
مین غرض محمد خان کیطرف سے بھیجا گیا کہ معلوم کرے کہ کونسا فریق غالباً فتحیاب ہوگا مخبر
پلٹنے خبر مرسلہ صاحبزادی کے محمد خان نے کوچ کیا اور بارہ ہزار فوج سے کھجوا مین فرخ سیر
سے جا ملا آخر کار سموگر کے میدان مین جو پرگنہ فتح آباد مین نو میل مشرق طرف آگرہ سے واقع ہے
ان بادشاہون کا باہم مقابلہ ہوا اسمقام پر آخر لڑائی چہاردہم ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ (مطابق یکم
جنوری ۱۷۱۳ء ہوئی اگرچہ ذکر محمد خان کا کسی معتبر تواریخ سے مثل سیر المتاخرین وغیرہ کے
نہیں پایا جاتا ہے مگر اس مین کوئی شک نہین ہے کہ محمد خان میدان جنگ مین بہادرانہ سب سے
پیش قدم تھا اور یہہ بات سید عبد اللہ خان نے بچشم خود دیکھی ایک لفٹنٹ شیر محمد خان نامی
محمد خان کا جان بحق تسلیم ہوا جہاندار شاہ نے قریب غروب آفتاب میدان چھوڑ دیا اور کچھ
دیر کے بعد اُسکا خاص معاون ذوالفقار خان بھی پسپا ہو گیا فتح و ظفر فرخ سیر کے حصہ مین
آئی بتاریخ پانزدہم ذی الحجہ یعنی جنگ کے دوسرے روز سید عبد اللہ خان نے عبد الصمد خان
چین قلیچ خان اور محمد امین خان ان سبکو فرخ سیر کے روبرو لا کر حاضر کیا اور سبھون نے اطاعت
قبول کی عبد اللہ خان اور لطف اللہ خان معہ دیگر ارکان دولت کے دہلی کو راہ درست کرنے
کے لئے روانہ کئے گئے بعد ایک ہفتہ کے فرخ سیر بھی اپنی دار السلطنت کو روانہ ہوا بہتا ریخ

اور شکست کھا کر بھاگا اور دریاے راوی میں غرق ہوا عظیم الشان جب اپنے گورنمنٹ
بنگالہ سے روانہ ہوا تھا ایک لڑکا اسمی مرزا جلال الدین فرخ سیر راج محل میں چھوڑ
آیا تھا اِس لڑکے نے اپنے باپ کا عیوض لینا چاہا تو پہلے اُسنے حسین علیخان صوبہ دار بہار
کو معاونت پر اپنے راضی کر لیا بعد ازاں عبد اللہ خان بڑا بھائی حسین علی خان کا جو
صوبہ الہ آباد پر قابض تھا اُسکا شریک ہوگیا حسین علی خان اور فرخ سیر ہنوز
عظیم آباد سے کوچ کر کے الہ آباد پہونچنے نہیں پائے تھے کہ سید عبد الغفار خان گردیزی
نے جو جہاندار شاہ کی طرف سے بافسری دس بارہ ہزار سپاہی کے بھیجا گیا تھا عبد اللہ
خان پر الہ آباد کے نزدیک حملہ کیا عبد اللہ خان قلعہ گیر ہوا اور اپنے ایک چھوٹے
بھائی کو بمقابلہ [illegible] جنگ میں بھیجا ناگاہ غل مچا کہ عبد الغفار خان مارا گیا یہہ سنتے
ہی اُس کی فوج بھاگ اُٹھی اِس خبر کے مسموع ہونے پر جہاندار شاہ نے اپنے
بیٹے عزیز الدین کو بہمراہی پچاس ہزار فوج بسرکردگی خواجہ احسان خان روانہ کیا عزیز الدین
عام آگرہ سے کوچ کر کے کھجوا تک پہنچ گیا تھا مگر یہہ سنکر کہ حسین علیخان اور فرخ سیر
عبد اللہ خان سے متفق ہو گئے ہیں ٹھہر گیا اور مورچہ بندی کی فرخ سیر معہ عبد اللہ خان
کے آگے بڑھا اور صفیں آراستہ ہوئیں اور وقت غروب آفتاب سے رات کے تین
بجے تک توپ چلتی رہی طلوع آفتاب سے کچھ قبل عزیز الدین اور اُسکا [illegible]
اپنے سپہ سالار، بیدل ہو کر بھاگے اور فوج بھی سرداروں کی علیحدگی سے پریشان
ہو کر بھی سب بھاگ گئیں اور اسباب وغیرہ فرخ سیر کے ہاتھ لگا ۔

جس تعداد مین دس ہزار تین سو تیس تھی اور نیز یہان تحصیل کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے
اکیس میل جانب شمال و مغرب کے واقع ہی اُسی سال قلعہ و قصبہ محمد آباد کی بنیاد فرخ آباد
سے ۱۴ میل جانب گوشہ جنوب و مغرب حصص پانچ دیہات یعنی کلمان پور کبیر پور
روہیلہ محمد پور تقی پور کی لیکر ڈالی گئی روایات سے وجہہ پسند کرنے اسجگہ کی بشرح ذیل
ہی بیشتر حملہ اول اہل اسلام کی ستائیس گانون راجہ کھور نی دکھور کو اب شمس آباد کہتے مین
کورد وا کالستون کو جو اُس کے نوکر تھے دیدیئے تھے محمد خان نے بیشتر اپنے زمانہ ترقی کے
جبکہ وہ صرف سوارون مین نوکر تھا ہر پرشاد قانون گو کو بہت ترغیب دی کہ مجھے بطور جاگیر
ایک گانون کے جو کالی ندی پر پٹنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین واقع ہی درج کاغذات
کردی مگر اُس قانون گو نے بحکم اپنے افسر اعلی کے اسبات سے قطعی انکار کیا جب
محمد خان ذی اقتدار ہوا اُسکو یہہ بات یاد آئی اور اُسی کاسیت کی زمین مین ایک پشتہ
بلند پر جو موسوم بہ کل کا کھیرا ہی قلعہ محمد آباد کا تعمیر کرایا ایک برج مین جو ہنوز راس صاحب
کا برج کہلاتا ہی ہر پرشاد قانون گو زندہ چن دیا گیا وہ قلعہ قدیم چھوڑا ہوا اور نیز وہ تحصیل
جو زیر قلعہ ہی ۱۸۵۷ء تک نواب رئیس کے قبضہ میں رہی محمد آباد کا گنج نے چھوٹا ہی مگر
تھانہ پولیس کا صدر مقام ہی اور فرخ آباد سے مین پوری جاتے ہوئے پہلا پڑاو ہی پرم نگر
صدر مقام پرگنہ پرم نگر کو جو ضلع فرخ آباد مین جانب چپ دریای گنگ کے واقع ہی
بعض مرتبہ محمد گنج نام پر نواب محمد خان کے کہتے ہین لیکن اُسکی تاریخ بنیاد معلوم نہین ہی

چہاردہم محرم ۱۱۵۰ھ مطابق ۳ جنوری ۱۷۳۸ء بادشاہ بارہ پل کے نزدیک قریب شہر دہلی قیام پذیر ہوا انعام واکرام تقسیم ہوئی منجملہ اوروں کے محمد خان کو خلعت عنایت ہوا اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا ایک پالکی ایک سپر ایک تلوار مرصع قبضہ کی ایک مرصع بگلہ ایک جھنڈا جسپر شکل مچھلی کی نمودار تھی نقارے اور نشان علاوہ نقد روپیہ کے مرحمت ہوئے اور اُسوقت چار ہزار فوج کا افسر کیا گیا اور نواب بھی بادشاہ دینے سے کہلایا پرگنہ جات مفصلہ ذیل بموجب بندیل کھنڈ میں بھی محمد خان کو اپنی افواج کی پرورش کیواسطے بطور جاگیر دی گئی ایرچ بھاندیر کالپی کونچ سیانڈھا موڈھا سیپری جالون اشخاص ذیل برای انتظام محال مذکورہ صدر مقرر ہوئے۔ دلیر خان چیلہ کونچ اور موندھا اور سیاندھا کو بھیجے گئے احمد خان وارک زئی کی ایرچ اور بھاندیر سپرد ہوئی۔ پیر خان چچا بی بی صاحبہ زوجہ خاص نواب محمد خان کا کالپی کی طرف اور شجاعت خان علزئی سیپری اور جالون کو روانہ کیا گیا +

نواب محمد خان کا قائمگنج محمد آباد فرخ آباد کی بنیاد ڈالنا

اسی سال میں عہد فرخ سیر کے محمد خان دو مہمات پر مقابلہ راجہ انوپ شہر اور راجہ سیدا انکے بھیجا گیا تھا راجہ انوپ شہر تو فوراً تابع فرمان ہوا مگر راجہ سیدا مقید ہو کر بدست داؤد خان چیلہ بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ بعد ازان محمد خان نے اپنے وطن جانے کے لئے رخصت لی اور گھر پہنچکر ایک قصبہ کی بنیاد مؤسے جانب گوشہ جنوب و مغرب کے اندر حدود چلولی موضع رشید آباد خیر پور اور سبحان پور کی ڈالی اور اُس قصبہ کا نام اپنے فرزند اکبر قائم خان کے نام پر قائمگنج رکھا یہ قصبہ اب بڑی تجارت کا مقام ہی باشندے یہاں کے خوشحال ہیں

ہمراہیوں نے بڑی بہادری سے اپنی حفاظت کی مگر آخر کار مغلوب ہوکر مقتول ہوئی قاسم خان
جہاں مارا گیا وہین مدفون ہوا اُس کی قبر کا ایک محراب وسط میں ایک حاطہ کے جو تاڑ کے
درختوں سے محیط ہی اب تک قایم ہی ایک باغ آم کا اُس قبر کی مغرب طرف ڈالا گیا اور نام
اُس گانون کا جمال پور سے مبدل بہ اسم قاسم باغ ہوا اور یہی نام کاغذات مالگذاری مین
درج رہا جب تک وہ فتحگڑہ کی چھاؤنی کی حدود کی اندر لیلیا گیا جو قاسم خان کے ساتھیوں
میں سے زندہ بچے دوسرے دن مؤین داخل ہوئے محمد خان اپنی بی بی کی دلجوئی کے
لئے دہلی کو روانہ ہوا وہان شہنشاہ فرخ سیر نے اُسکی بڑی خاطر و تواضع کی اور بی بی صاحبہ
کو بطور اُس کے باپ کے خونبہا کے تمام و کمال باون گانون بم ٹیلوں کی دیدئے محمد خان
کو خلعت ہوا بلکہ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ وہ ناظم گوالیار مقرر کیا گیا مگر اِس بیان کی صداقت
مین نہایت شک ہی بادشاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ ایک شہر میرے نام سے آباد ہونا چاہیئے
اُس موقع پر جہان پر کہ قاسم خان مارا گیا اور کل باون گاؤن بم ٹیلون کے اُسکے حدود کے
اندر شامل رہیں - اِسجگہ سے جو محمد خان نے پسند کی کوئی دوسری بہتر جگہ اس شہر کے
لئے نہین ملسکتی تھی یہہ قطعہ زمین دست راست کنارہ گنگا کے کمپل سے قنوج تک نہایت
درجہ آباد اور زرخیز کل شمالی ہندوستان میں ہی یہان پانی کی بہت کثرت ہی اور چونکہ نیچے
زمین سخت تھی اسوجہہ سے کنوئین مطابق مرضی کے ہر جگہ کھُد سکتے ہین اور ہندوستانی
کہاوت راست اور بلا مبالغہ ہی کہ فرخ آباد مین گھر گھر کنوان ہی روایت ہی کہ پیشتر اس شہر کی بنیاد
پڑنے کی نواب حسب اتفاق اُس بلند پشتہ پر جو جگہہ چھوڑی ہوئی گانون کی ہی اور جس مقام

شہر فرخ آباد

نواب محمد خان کا اب قصد جداگانہ طریق پر تھا اُسنے ایک شہر کی بنیاد ڈالنا چاہی جو اپنی
موجودہ تباہ حالت مین بھی شمالی ہندوستان کے صد مقامات سے شمار کیا جاتا ہے معلوم
ہوتا ہے کہ نواب کے پسند خاطر سکونت مؤ کی نہ تھی پٹھان لوگ اُسکو اندر گلی کوچون کی ہاتھی پر
سوار نہین ہونے دیتے تھے اسلئے کہ اُونکی مستورات کی بے پردگی ہوتی تھی اقوام آفریدی
طوریا اور خانزادے کثیر الجماعت تھے مگر بنگش لوگ قلیل المقدار تھے جب نواب گھر سے
باہر نکلتا تھا تو آفریدی لڑکے اُسپر مٹی کے غلیلے پھینکا کرتے تھے اسوجہ سے محمد خان
قصبہ کے باہر جاکر رحمت خان شہید کی قبر کے نزدیک ہاتھی پر سوار ہوا کرتا تھا اکثر اوقات
نواب بی بی صاحبہ سے پٹھانوں کی بدسلوکی کی شکایت کیا کرتا تھا *

اب موقع حصول زمین کا واسطے ایک مقام کے باجازت بادشاہ محمد خان کے ہاتھ لگا
قاسم خان بنگش والد بی بی صاحبہ کا جو محمد خان کی خاص زوجہ تھی ایک خوش تقدیر
سپاہی آدمی تھا جو دکن کے کسی راجہ کی خدمت مین تین سو آدمیون پر افسر ہوگیا تھا
سنہ ۱۱۲۶ھ مین (مطابق ۶ جنوری ۱۷۱۴ء لغایت ۲۸ دسمبر ۱۷۱۴ء) قاسم خان معہ اپنے
کل مال و متاع کے اپنے وطن یعنے مؤ کو جاتا تھا کہ اُسمقام پر جہان کہ اب ہندوستانی
پیادون کی لین اور گورا بارگ بنی ہوئی ہین اور جسجگہہ پر اُسوقت مین جنگل تھا ایک ٹھاکر
راجہ قوم بمتیلہ نے جسکے گاؤن محمد آباد کے راستہ مین تھے اُسکو آکر گھیر لیا سیکڑون آدمی
طریق غارتگری مین کنارہ لگا اور مؤ تک اِس راجہ کے ہمراہ تھے قاسم خان اور اسکے

۱۱۲۶ھ مین (مطابق ۹ جنوری ۱۷۱۴ء لغایتہ ۲۷ دسمبر ۱۷۱۴ء) بنیاد شہر فرخ آباد
کی بنگرانی نیکنام خان ڈالی گئی اللہ غنی اُسکی تاریخ ہی یہہ الفاظ اُس خاندان مین
عموماً شروع مین نوشت وخواند کے استعمال ہوتے تھے کل عمارات فرخ آباد یا محمد آباد کی
آدم نامے ایک معمار کی حسن تدبیر اور نگرانی سے طیار ہوئیں جسکا نام قلعہ کی ایک دہلیز
کے جواب منہدم ہو گئی ہی کتابہ کے اوپر لکھا ہوا ہی ہمکو ایک خط بنام یعقوب خانسے جسمین
احوال سستی اور بی ایمانی ایک شخص محمد دانش کا لکھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ اُن دنون
مزدورون کے دو فلوس اور کاریگر معمارون کے پانچ فلوس اور کم ہوشیار معمارون کے
چار فلوس روزآنہ مقرر تھے اور ہر شخص کو ہر شب اُسکی محنت دیدیجاتی تھی +
بمٹیلون نے اپنی ملکیت سابقہ کو بی جنگ وجدل نچھوڑا تعمیر شہر پناہ کی دن مین ہوا کرتی
تھی مگر بمٹیلے جو گرد نواح مین رہتے تھے ہر شب کو کثیر الجماعت ہو کر آتے تھے اور
دیوار گرا جاتے تھے اُن لوگون نے قلعہ کے اندر بھی کچھہ عمارت گرادی اس خلش کے
اندفاع کے واسطے جو ٹھاکرون کی طرف سے تھی محمد خان نے فوج شاہی کو جو شہر کے
اطراف میں کچھہ فاصلہ سے مقیم تھی طلب کیا تب بمٹیلے قریب کے دیہات مین سے
نکالدیئے گئے اور گانون کے جس باشندے نے اُنکو مدد دی سزای اعمال کو پہنچا
فوج شاہی تا وقتیکہ شہر بالکل طیار ہو گیا وہین رہی پھر نواب کے نوکر اُس فوج کی جگہہ
متعلق ہوئے +
ملک نیز خیر خواہ راجاؤن سے لیگئی لوگ کہتے ہین کہ ملک سنگھ گور راجہ سردار گنا

اب شہر کا قلعہ بنا ہوا ہی جڑھا اُس زمانہ مین گنگا اب کی نسبت بہت قریب بہتی تھی اور طرف
بفاصلہ چند میل بڑی بہار معلوم ہوتی تھی نواب نے یہہ جگہہ پسند کی اور کہا کہ اگر یہان
رہنے کا مکان بنے تو بہت پُرفضا ہوگا ترائی مین پٹھان لوگ مگر اور گوہ کا شکار کھیلا کرتے
تھے یہان قاز اور شکار بہت سے تھے لوگ یہہ بھی کہتے ہین کہ یہانکی لمبی گھانس اور سینٹھو مین
چیتے اکثر چھپ رہتے ہیں اور کبھی کبھی آدمیونکو ہلاک کرتے ہین فی الحقیقت تمام ممالک
مغربی کے کسی میدان مین ایسی کیفیت اور بہار نہین مشاہدہ ہوتی ہی جیسے کہ قلعہ فرخ آباد
سے ہر موسم مین نظر پڑتی ہی منصف کی کچہری کے بنگلہ اور عمارت تحصیل کی راستہ سے آگے
بڑھکر باغ مین جو بالای قلعہ ہی لوگ جاتے ہیں اور کچھہ توقف کرتے ہین اور مسٹر سی آر
لنڈسے کی کمیٹی گھر کی تعریف کرتے ہین جانب شمال نظر کرنے سے سب سے پیشتر پائین باغ
مین نواب کے عالیشان محل کے خرابہ پر نظر جاتی ہی اُس سے آگے کربلا کے بلند میناروں
پر نگاہ کو تازگی حاصل ہوتی ہی اُس کے بعد نواب کا رمنا چلا گیا ہی جس مین ہنوز کچھہ درخت
کہین کہین موجود ہین سب کے بعد گنگا کی دھار مثل چاندی کے کنارہ آسمان سے ملی ہوئی
معلوم ہوتی ہی دست راست پر کچھہ پھرنے سے شہر پر نگاہ جاتی ہی جو سایہ دار نیم کے درختون کا
جنگل معلوم ہوتا ہی اور اون درختون کے درمیان سے یہان وہان بعض صاحبزادون اور
دولتمند رئیسوں کی دو منزلی حویلیان دکھائی دیتی ہیں پیچھے پھر کر یعنے جانب مغرب
توجہ کرنے سے مقبرے نوابان سلف کے (یعنے احمد خان کی قبر اندر چار دیواری بہشت
باغ کے اور محمد خان اور نیز قایم خان کی قبر آگے بڑھکر مئو دروازہ کے باہر مشاہدہ ہوتی ہین)

عمدہ بڑا دیوانخانہ کہلاتا تھا بڑا دیوانخانہ نواب مظفر جنگ نے (جو ۱۸۶۷ء سے لغایۃ ۱۸۹۹ء
نواب رہا) مسمار کرا دیا اور نواب ناصر جنگ نے (جو ۱۷۹۶ء لغایت ۱۸۱۳ء نواب رہا)
ایک کوٹھی اُسی جگہہ پر بنوائی قلعہ کے اندر بہت دوکانین چھوٹے چھوٹے سوداگرون
کی تھیں مگر اوایل مین کوئی دوسری عمارت سوای عمارت متذکرہ بالا کے نہ تھی بعد غدر نواب کا محل
بالکل منہدم ہوگیا اور بجز ایک مسجد کے جو شاید وہی ہی جسکا اوپر بیان ہو چکا ہی کسی اور عمارت
کا نشان بھی غدر کے ایام مین نہ تھا ✦

شہر کے بارہ دروازے تھے قطب دروازہ پائین دروازہ جسکو حسینی دروازہ بھی کہتے
ہین گنگا دروازہ امیٹھی دروازہ قادری دروازہ لال دروازہ مدار دروازہ ڈھلاول
دروازہ گھنڈیا دروازہ جیسمی دروازہ ترائین دروازہ مؤ دروازہ پہلا اور آٹھوان اور
گیارھوان تینو دروازے اب بند ہو گئے ہین امیٹھی اور ڈھلاول اور جیسمی یہہ نام اُن
دیہات کے ہین جو ایک دوسرے کے متصل ہین دیگر اسما اپنی تشریح خود کرتے ہین
سات دروازون پر سرائین بنوائی گئی تھین تاکہ جسطرف سے مسافر آوے عمدہ آرام
کی جگہ پاوے مؤ سرائے مؤ دروازے کے قریب بی بی صاحبہ زوجہ نواب نے طیار
کروائی تھی ایک سرائی جیسمی دروازے کی نزدیک نصف طیار ہو کر گرادی گئی تب یہہ
زمین نواب عظیم خان کے بیٹون کے تصرف مین رہے مدار دروازہ ایک پختہ سرائی تھی
جہان کہ اب مدار باڑی کھڑی ہی جسکو نواب مظفر جنگ نے بنوایا اور جسمین ۱۸۸۳ء مین
قتل پسر محمد علیخان عرف بلاقی ولد دلدار خان اور برادر زادہ نواب مظفر جنگ کا تھا

شمس آباد کا جو بفاصلہ دس یا گیارہ میل فرخ آباد سے گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہی جب خود بوجہہ پیرانہ سالی کی نہ آسکا تو اُسنے اپنے بیٹے اکبر شاہ کو (جو آخر مین چیلہ ہوکر پردل خان کہلایا) جس کا سن پندرہ یا سولہ برس کا تھا بسر کردگی سات سو چھوٹے اپنے ہی فرقہ کے روانہ کیا یہہ لوگ مئو دروازہ کے باہر جہانسے کہ بم ٹیلون کی بہت آمدرفت رہا کرتی تھی بھیجے گئے یہہ لوگ ایکہفتہ یا عشرہ وہان مقیم رہے تھے کہ بم ٹیلے حسب دستور دیوار کے نقصان رسانی کے لئے آپہنچے اسمرتبہ بم ٹیلے قطب دروازہ سے جو شہر کے شمالی رخ پر ہی گھوم کر آئے اور اندر داخل ہوئے اکبر شاہ گور نے بھی صف بندی کری اور خوب میدان کارزار گرم رہا بم ٹیلون کی طرف تین سو سپاہی اور اکبر شاہ کے پانچ سو آدمی کام آئے لعل شاہ افسر بم ٹیلون کا مجروح ہوکر مقید ہوا +

باوجود اس خلش کے نیکنام خان چیلہ نے قلعہ طیار کر لیا اور اُس مین تین دروازے شمالی رخ پر قایم کئے تھے اُسنے نیز ایک خندق قد آدم عمیق کھدوائی اور بیس برج مٹی کے اُٹھائے تھے اُن بروج کا نشان ۱۸۳۹ع تک کچھہ معلوم ہوتا تھا اگرچہ اُسوقت مین بھی وہ بے مرمت پڑے ہوئے تھے اب ذرا بھی نشان انکا باقی نہین ہی اسی چیلہ نے ایک محل اور ایک مسجد اور ایک دیوان بنوایا تھا وہ محل بڑا محل کہاتا تھا ۱۸۳۹ع مین اُس محل کی بارہ دری چھوڑکر باقی جگہہ مین مختار محل بیوہ نواب شوکت جنگ مرحوم نے خانہ باغ ڈالا وہ مسجد بڑی مسجد کے نام سے مشہور تھی اور دیوان علم بند کو نہ

ناسوای حصص متفرق دیہات کی شہر پناہ کے اندر تھے اور ارادہ یہہ تھا کہ ہر قسم کی تجارت
کا ایک جداگانہ بازار ہونا چاہیئے بنابران قطعات شہر تجارت کے نام سے موسوم ہوئے۔
کسیرہٹا کسیرون کے لئے + پسیرہٹا پساریون کے لئے + صرافہ صرافون کے لئے + لوہائی
آہن فروشون کے لئے + نونہائی نمک فروشون کے لئے + کھنڈیائی شکر فروشون کے لئے
علی ہذا القیاس ہر محلہ علیحدہ قسم کی تجارت کیواسطے مقرر ہوا اور دیگر محلہ جات خاص خاص
ذات کے لوگون کیواسطے مخصوص کئے گئے۔ کھترانہ کھتریون کیواسطے موچیانہ موچیون کے
واسطے کولیانہ کولیون کے واسطے سدھواڑہ سادھون کیواسطے بھمن پوری برہمنونکے واسطے
جولاہ پوری جولاہون کے واسطے مہاجن پورہ بنگش پورہ خشک پورہ سید پورہ اور
علی ہذا القیاس یہہ ترتیب زمانہ حال مین ابتر ہوگئی ہے اور اقوام باہم کم و بیش ملگئے ہین ہنوز
کہین کہین وہ انتظام دیکھنے میں آتا ہے کیونکہ اسمین کچھہ شک نہین کہ کوئی سادھہ باہر
سدھواڑہ اور صاحبگنج محلہ کے جو ایک شاخ سدھواڑہ کی ہے نہین رہتا ہے +

واقعات سنہ ۱۷۰۹ء سے تاغایت سنہ ۱۷۲۰ء فرخ سیر کے وقت مین نواب محمد خان دربار مین بہت
کم حاضر ہوا کرتا تھا کیونکہ اُسکو فرخ آباد کی بنیاد ڈالنے کے بسبب فرصت نہین ہوتی تھی
اسعرصہ مین دہلی مین بڑے بڑے واقعات نظر آئے تاریخ نہم ربیع الثانی سنہ ۱۱۳۱ ہجری کو
مطابق ۱۸ فروری سنہ ۱۷۱۹ء سید بھائیون نے یعنے عبداللہ خان اور حسین علیخان نے بادشاہ
فرخ سیر کو تخت سے اُتار کر قید کردیا بعد حکومت دو لڑکون کے جو یکے بعد دیگرے تخت نشین
ہوئے ابوالفتح ناصرالدین بہ لقب محمد شاہ ملقب ہوکر بتاریخ پانزدہم ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری

رستوگی محلہ اگروال محلہ کاغذی محلہ کاغذ بنانیوالون کیواسطے :۔

ایک سرای پختہ اینٹی دروازہ انگوری باغ کے مقابل تھی جسے نواب کے جانشینوں نے کھدواکر ملوہ اُسکا فروخت کرڈالا اور اب اُسیجگہ پر لکڑی اور پولاوغیرہ بکا کرتا ہی ایک بہت مضبوط سرای اصل دروازہ بنی ہوئی تھی جسکو انگریزون نے گرواکر از سرنو انگریزی وضع پر تعمیر کروایا ہر دروازے پر پانچ سو جوان مسلح متعین تھے اور دو توپین دونون طرف رہتی تھین نواب کے لڑکے اور غلام یعنے خانہ زاد جن کے پاس نوجین تھین اُنکو باہر شہر کے گرد رہنے کے لئے مکان دیدیئے گئے تھے نواب کا ارادہ تھا کہ صرّاف اور تجار اور دستکار آدمی درمیان مین رہین یہ کل جگہہ تھی چار دیواری سے محیط تھی محمد خان نے اپنے بائیس لڑکون مین سے ہر ایک کے لئے ایک پختہ قلعہ اور مستورات کے رہنے کے لئے مکان بنوادیئے تھے اور ہر گھر مین ایک خانہ باغ لگا دیا تھا۔

شہرپناہ کے گرد ایک کھائی تھی جسکے کنارے ڈھالو اور ہموار تھے اور پندرہ گز وسیع اور تئیس فیٹ عمیق تھی حین حیات محمد خان کے وہ کھائی ہر روز صاف کیجاتی تھی اور دروازون پر بڑی محافظت رہتی تھی قلعہ کے گرد چیلون کی مکانات تھے جو اپنے کام پر شب و روز مستعد رہتے تھے باغات بکثرت ڈالی گئی تھی ان مین نولکھہ اور بہار باغ قابل دید تھی جن مین انبہ کا درخت ایک بھی نہ تھا صرف امرود بیر شریفہ اور نارنگی کے درخت تھے نواب کے بیٹون اور چیلونکو اجازت تھی کہ شہر کے باہر جہان مرضی ہو باغ لگائین یہان کی زمین آم کے حق مین بہت اچھی تھی اور آم یہان بہت بڑا ہوتا ہی تربوز بھی یہان بہت بڑا شیرین اور کثرت سے ہوتا ہی۔ تمام وکمال دو گانون یعنے عجیکم پورہ اور ڈبو ٹیہان

کو سارفع ہوا بعد استماع خبر وفات برادر کے عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر ولد بہادر شاہ کو مسند شاہی پر بٹھایا یہ واقعہ پانزدہم ذالحجہ ۱۱۳۲ھ ہجری کو مطابق ۵ اکتوبر ۱۷۲۰ء ظہور میں آیا جو کچھ لشکر اسوقت جمع ہوسکا لیکر ۱۰ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کو مطابق ۱۱ اکتوبر ۱۷۲۰ء عبداللہ خان دہلی سے روانہ ہوا اس موقعہ پر محمد خان بعد بڑے غور اور تامل اور مشورہ دوستان بیسے شجاعت خان علزئی اور دیگر احباب کے بادشاہ کا شریک حال ہوا اور تین ہزار سپاہ سے جاکر ملا لوگ کہتے ہین کہ عبداللہ خان نے محمد خان کو لکھا تھا کہ مین نے تمہارے ساتھ بڑے سلوک کئے ہین مجھے ایسے وقت نازک مین مدد دو اگر تمہارے ذریعہ سے ہم لوگ کامیاب ہوئے تو مین تمکو کل اپنے قلمرو مین اعلیٰ ترین افسر بناؤنگا مگر ایک فرمان محمد شاہ کیطرف سے اور دوسرا اسکی ماں قدسیہ بیگم کی جانب سے اور خطوط دیگر امرا اور ارکین کے اسیوقت وصول ہوئے چونکہ کچھ اپنا فایدہ اور کچھ عزت بھی خاندان سلطانی کی مدنظر تھی اسوجہہ سے محمد خان بادشاہ کا طرفدار رہا ✦

جسوقت قطب الملک عبداللہ خان بفاصلہ تین کوس بادشاہ کے لشکر سے حسین پور پہنچا تو وہان ٹھہر گیا اور بتاریخ دوازدہم محرم ۱۱۳۳ھ مطابق ۲ نومبر ۱۷۲۰ء اپنی فوج کی صف بندی کی ۴ نومبر کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن اور تمام رات ہوتی رہی پانچوین کو عبداللہ خان ہاتھی پر سے پیادہ پا لڑنے کے واسطے نیچے اُترا اور پیشانی پر ایک تیر کھاکر زخمی ہوا حیدر قلی خان نے پہچانا مگر اسکو معہ اُسکے بھائی نجم الدین علیخان کے مقید کرلیا اور پھر ہاتھی پر سوار کراکے بادشاہ کے پاس لیگیا شادیانے فتح و نصرت کی بجنے لگے

مطابق ۱۰ ستمبر سنہ ۱۷۱۹ء تخت جلوس پر جلوہ گر ہوا اصلی تاریخ سلطنت اُسی دن سے شمار
کیجاتی ہے جسدن سے فرخ سیر تخت سے اُتارا گیا بعد جد و جہد اور تدابیر کے جو واسطے گھٹانے
طاقت سیدون کے عمل مین آئین یہہ قرار پایا کہ حسینعلیخان ہمراہ بادشاہ کے دکن کے منحرف
صوبون کو زیر کرنے کے لئے جاوے کوچ سید حسینعلیخان کا آخر شوال مین (مطابق آخر اگست
سنہ ۱۷۲۰ء) شروع ہوا نہم ذیقعد سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو (مطابق ۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) بادشاہ کا پہلا کوچ
آگرہ سے تین کوس پر ہمراہی عبداللہ خان ہوا بادشاہ نے چاہا کہ ۱۰ تاریخ تک جو روز
سالگرہ تخت جلوس کا تھا وہین قیام کرے مگر حسین علیخان نے آگے بڑھنے کی ترغیب دی
۱۴ تاریخ کو (مطابق ۸ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) فوج نے فتحپور سیکری سے کچھ آگے کوچ کیا چار پانچ روز
کے بعد یہہ لوگ جانب جنوب بڑھے عبداللہ خان پیچھے رہکر ۱۹ ذیقعد کو (مطابق ۱۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء)
دہلی کی جانب روانہ ہوا حال مفصلہ ذیل کتاب سیر المتاخرین مین پایا جاتا ہے جو محمد خان
کی نیکنامی میں دہبہ لگاتا ہے وہ یہہ ہے کہ دہلی جاتے ہوئے محمد خان بنگش عبداللہ خان کی ملاقات
کو آیا اور ظاہر کیا کہ مین حملہ دکن مین حسینعلیخان کا شریک ہونگا اگر کوئی وجہہ مانع نہ ہوئی عبداللہ
خان نے اُسکو پچاس ہزار روپیہ دیا اور کئی لاکھ روپیہ حسینعلیخان نے محمد خان کو پہلے دیا تھا
اِس غرض سے کہ محمد خان مدد دینے پر آمادہ ہو تب محمد خان جھوٹ بولا جو بظاہر سچ معلوم ہوا
کہ مین بادشاہ کے لشکر مین جاتا ہون یہہ کہکر رخصت ہوا اور عبداللہ خان دہلی کی طرف چلا
تاریخ ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو (مطابق ۳۰ ستمبر سنہ ۱۷۲۰ء) جب فتحپور سیکری سے پینتیس کوس
آگے پہونچے وہان حسین علی خان بادشاہ کی رضا و رغبت سے مقتول ہوا اب تمام لشکر کا آقا [illegible]

نواب امین الدولہ اُسکو اکثر منگواتا تھا اور عنایت درجہ اولی لاوری دیتا تھا جس دلاوری سے
وہ لیگئے تھے +

۱۹ محرم ۱۱۵۳ھ (مطابق ۶ نومبر ۱۷۴۰ء) بادشاہ محمد شاہ نے دہلی کی طرف عنان
عزیمت پھیری اور بسرعت چلا ۱۹ کو (مطابق ۹ نومبر ۱۷۴۰ء) وہان پہونچا دو روز تک
وہان نزدیک مینار خواجہ نظام الدین کے خیمہ زن رہا جن لوگون نے کارنمایان کیے
تھے وہ حاضر ہوئے اُسوقت محمد خان جو محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت چھہ ہزار
فوج کا سردار کیا گیا تھا بدرجہ ہفت ہزاری یعنے بافسری سات ہزار سوار ممتاز ہوا
ایک خلعت بھی معہ سات لاکھہ روپیہ نقد کے اُسکو عنایت ہوا اور خطاب غضنفر جنگ کا
جسکے معنی ہین شیر لڑائی کا محمد خان کو عطا کیا اور پرگنہ جات بھوجپور اور شمش آباد جو
اب ضلع فرخ آباد مین شامل ہین بطور جاگیر اُسکو دی گئی تھوڑے عرصہ کے بعد محمد خان
درمیان ۲۲ اکتوبر ۱۷۴۰ء اور ۱۱ اکتوبر ۱۷۴۱ء کے صوبہ دار الہ آباد مقرر ہوا اُسوقت
مین اُسکے عامل یا نائب حاکم اسطور پر تھے - الہ آباد کا حاکم بھوری خان چیلہ ایرچ بھاندیر
اور کالپی کا حاکم دلیر خان چیلہ سیپری اور جالون کا کمال خان بھوجپور کا نیکنام خان چیلہ
شمش آباد کا داؤد خان چیلہ بدایون اور سہسوان (یہہ دونون مقام اب ضلع بدایون
مین ہین) اور مہر آباد کا (جو اب شاہجہانپور کے ضلع میں ہے) حاکم شمشیر خان
چیلہ تھا +

۱۱۵۳ھ مین (مطابق یکم اکتوبر ۱۷۴۰ء لغایت ۲۰ ستمبر ۱۷۴۱ء) صم

محمد خان اس لڑائی میں قلب سپاہ میں لڑ رہا تھا صاحب رای کے کاغذات میں ایک خط از طرف
محمد خان بنام راجہ جی سنگھ سوای ہی جسمین احوال اس جنگ کا مندرج ہی مگر اس میں اُس کا
ذاتی حال کوئی نہیں پایا جاتا ہی محمد خان کو بجلدوی ان خدمات کے چھہ لاکھہ روپیہ بنگالہ سے
خزانہ آجانے پر دینے کا وعدہ کیا گیا مگر روپیہ پھر دیا نہین گیا +

اگر اسجگہ کی روایت پر یقین کیا جاوے تو محمد خان نے نسبت اُسکے جو تواریخ مین درج ہی
بہت زیادہ بہادرانہ طریق پر کار نمایاں کئے ہیں نقل ہی کہ محمد خان نے اپنے کُل سپاہ سے
عبداللہ خان پر حملہ کیا نواب کے ہاتھی پر پیچھے مقیم خان اور داؤد خان چیلے بیٹھے ہوئے تھے
جب نواب کا ہاتھی سید عبداللہ خان کے ہاتھی کے پاس پہونچا تو محمد خان نے کہا سلام علیکم
سید نے جوابدیا وعلیکم اور اپنا ہاتھہ ہودے سے باہر نکالکر بڑھایا کہ محمد خان اُسے چومے
محمد خان نے اپنا ریشمی پٹکا ہاتھہ پر ڈالدیا اور سید کو ہودے کے باہر کھینچ لیا اس جھٹکے
مین عبداللہ خان کی پگڑی گر پڑی تب محمد خان نے ایک کشمیری شال اُس کے پاس
پھینک دیا کہ اپنے سر سے باندھے سید نے اُسکے لینے سے انکار کرکے محمد خان کی طرف
دیکھکر تھوکا اتنے مین مقیم خان اور داؤد خان کود پڑے اور سید عبداللہ خان کو پکڑ لیا مقیم خان
نے اُس کی سپر اور داؤد خان نے اُس کی تلوار چھین لی اُس کی رہائی کیواسطے کوشش
اُسکے فوج کی بفایدہ ظہور مین آئی قریب دوپہر نواب محمد خان اپنے لشکر معہ اپنے قیدی
عبداللہ خان کے پہونچا حسب الطلب بادشاہ کے سید کو بادشاہ کے حوالہ کردیا وہ سیالہ داد خان
ولد نواب مقیم خان تا زمانہ نواب شوکت جنگ (جو [illegible] لغایت [illegible] نواب رہا) رہا

کی تھی اور دو موسم تک در سنہ ۱۷۲۰ع سے لغایت سنہ ۱۷۲۶ع غارتگری کرکے خراج لیا تھا محمد خان
پانچ ہزار سپاہ کا افسر ہوکر بھیجا گیا اور دو لاکھ روپیہ ماہواری بابت تنخواہ سپاہ
کے معین ہوئے محمد خان سنے اکبرآباد مین روپیہ کے آنے کا انتظار کیا اور پھر اُسکو حکم
ہوا کہ گوالیار کو جاوے وہاں محمد خان سنے جاکر دس ہزار سوار رکھے اور سات مہینے تک
بیکار پڑا رہا مہم مسطورہ صدر سے واپسی کیوقت خان دورانخان سنے جس کی جاگیر مین پرگنہ جات
بھونگام اور تالگرام تھے محمد خان سے درخواست کی کہ دو ہزار آدمیوں کو مہیا سازندکی
کمک پر واسطے سرکوبی جسونت سنگہ زمیندار مین پوری کی بھیجدو روایت اسطور پر ہی کہ چوہان
راجہ دلیپ سنگہ سنے نواب کی تعظیم کرنے مین غفلت کی تھی بنابران بھوریخان پانچ سو سوارون
سے اُسکو حاضر کرنے کے واسطے بھیجا گیا تھا جب وہ راجہ نواب سکے روبرو آیا تو اُس سنے
سلام کرنے مین درنگ کی تب بھوریخان سنے اپنے ہاتھہ سے اُس کی گردن پکڑکر جھکائی
راجہ نے فوراً اپنے تئین چھوڑاکر تلوار کھینچی وہین نواب محمد خان سنے ایک ایسا تیر اُسکے
سر مین مارا کہ راجہ اُسی جگہ پر نشانہ تیر قضا ہوا تب اُسکا لڑکا جسونت سنگہ جانشین ہوا اور
نواب سنے فرخ آباد کی راہ لی +

معاملات بندیل کھنڈ

یہ بات ظاہر ہوچکی ہی کہ جو جاگیرین محمد خان کو زمانہ فرخ سیر اور شروع حکومت محمد شاہ مین
ملین اُنکا بڑا حصہ بندیل کھنڈ مین تھا فرخ سیر سنے در زمانہ سلطنت سنہ ۱۷۱۳ع سے لغایت سنہ ۱۷۱۹ع
پرگنہ جات سیہنڈہ اور مودھا جاگیر مین دیدئیے تھے یہہ دونون پرگنہ دلیرخان چیلہ سکے

نے صوبہ آگرہ راجہ جیسنگہ سوائی کو دلوادیا جی سنگہ کچھہ دنون بعد برای سرکوبی
چوڑامن جاٹ روانہ ہوا اِس قصور پر کہ اُس نے وزیر عبداللہ خان کی طرفداری
کی تھی محکم سنگہ ولد چوڑامن سر دربار اپنی باپ کو بہت سرزنش کی جب چوڑامن سے یہہ
خفت وبیحرمتی برداشت نہ کی گئی تو اُسنے خودکشی کی بدن سنگہ برادرزادہ چوڑامن راجہ
جی سنگہ کا مددگار ہوگیا قلعہ تہون کا ۱۹ صفر ۱۱۳۵ھ کو مطابق ۸ نومبر ۱۷۲۲ء قبضہ میں
آگیا اور بدن سنگہ باپ سورجمل کا اُسی ملک کا مالک ہوا اس مہم میں بھی محمد خان شریک
تھا پانچویں برس (جنوری ۱۷۲۲ء سے لغایت دسمبر ۱۷۲۳ء) محمد خان ہمراہ فوج کی جو زیر
حکم شرف الدولہ ارادتمند خان اور راجہ جی سنگہ کے جو جیت سنگہ راٹھور راجہ مارواڑ کی
تنبیہہ کیواسطے بھیجے گئے تھے گیا تھا قبل اِس کے کہ سپاہ اُسکے ملک میں پہونچے اجیت سنگہ اپنے
بیٹے بخت سنگہ کے ہاتھہ سے مارا گیا دھونکل سنگہ نے دیہ لقب بھائی سنگہ ولد اجیت سنگہ
کا تھا بوسالت محمد خان غاشیہ اطاعت بادشاہ دوش پر لیا رکھا محمد خان معہ ابھائی سنگہ
عرف دھونکل سنگہ کے میرٹھا نہین پہونچنے پایا تھا کہ اتنے ہی مین محمد خان واپس بلا یا گیا کہ
بندیل کھنڈ کو قبضہ میں لاوے پھر سال سے باہر نکلے چھہ مہینے اِس مہم پر بھی گذرنے تھے کہ بمجرد استماع
اِس خبر کے کہ مبارز خان فوجدار برہانپور مارڈالا گیا اُسکو حکم ہوا کہ بندیل کھنڈ سے واپس
وآب کو جاوے اور پھر وہان سے اکبر آباد کے رستہ سے بغرض مقابلہ مرہٹون کے
روانہ ہووے ✦
نے برہند کے شمال میں سر اُٹھایا تھا اور گرد ھر بہادر بادشاہی حاکم مالوہ چڑہائی

بعدہ دلیر خان کی امداد کو طیار ہوا +

محمد خان نے بادشاہ سے کہا کہ اگر سزای باغیان بدل منظور نہین ہی تو فوج کا لوٹنا بہتر ہی
بادشاہ نے محمد خان کو تقویت وجرات دلائی اور لکھا کہ تم مستقل رہو مگر بسبب اُن خطوط کے
جو اُسکے دشمنون نے ہندو راجگان کو بھیجے تھے محمد خان کا دل ٹوٹ گیا اور اُسنے دلیر خان کو
متواتر لکھا کہ دشمنون کے قلعے اور گانون وغیرہ جو کچھہ کہ لیا ہی واپس کر دو کیونکہ زمانہ اب
نااتفاقی پر ہی اور ضرور ہی کہ میدان چھوڑ دیا جاوے برخلاف ان احکام کے دلیر خان اپنی
بہادری کے غرور مین آکر فوج عدو کی قوت کو غور نکر کے حملہ وغیرہ کرنے سے باز نرہا ۲۹ رجب
سنہ ۱۱۳۳ھ مطابق ۱۲ مئی سنہ ۱۷۲۱ع چتر سال تیس ہزار سوار اور بیشمار توپ خانہ لیکر آگے بڑھا
دلیر خان چار ہزار سوار و پیادہ جو کچھہ کہ اُس کے پاس تھے لیکر حملہ کیواسطے طیار ہوا دلیر خان
نے معہ پانچ سو آدمیوں کے دشمن کی طرف باگ اُٹھائی اور سپاہ غنیم کو گھبرا دیا چونکہ تقدیر
موافق نہ تھی سوای زخم شمشیر و نیزہ کے دو گولیان کھائین ایک پیشانی پر دوسری سینہ پر
اور اُسی جگہ جان بحق تسلیم ہوا اُسکے پانچ سو لوگ بعد ظہور عجیب و غریب مردانگی کے مارے گئے
بادشاہ نے دلیر خان کی موت کا حال سنکر محمد خان کو از راہ دلجوئی ایک مرصع نگلہ اور ایک
خلعت عطا کیا +

دلیر خان چیلہ ذات کا بندیلہ ٹھاکر تھا یہہ شخص جوانمردی میں شہرہ آفاق تھا معلوم ہوتا ہی
کہ یہہ بہت عیاش اور فضول خرچ تھا اُسنے اپنے مالک کا محاصل ایک سال کا سترہ ہزار سوار
طیار کرنے میں صرف کر دیا تھا اور اُنکو عمدہ وردیاں اور ہتھیار دیئے تھے ایک ترپہ کا

سپرد ہوئے محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلی برس د فروری ۱۷۱۹ء سے لغایت فروری ۱۷۲۰ء
کالپی ایرج اور دیگر مقامات واقعہ بندیل کھنڈ تنخواہ مین محمد خان کو مرحمت ہوئے اُسی سال
دیعنے ۱۷۱۹ء سے لغایت ۱۷۲۰ء ہیہ خبر آئی کہ بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا اور
پیر علیخان عامل محمد خان کو معہ اُسکے بیٹے کے قتل کیا اِن لوگون نے معزز مسلمانون کی
عورات اور بال بچون کو گرفتار کر لیا اور اُن کے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب
مسمار کر دیئے نواب برہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو بمقابلہ حملہ اوران بھیجنا چاہئے
مگر بادشاہ نے محمد خان کو اُن کی تنبیہہ کے لئے بھیجنا کافی سمجھا دلیر خان چیلہ ساتھ
سپاہ مناسب کے بھیجا گیا اور اُسنے بزودی روانہ ہوکر غنیم کے تہانون کو پرگنہ کالپی اور
جلال پور سے اُٹھادیا تب باشندگان غارت شدہ قصبون مین لوٹے اسعرصہ مین نواب
امین الدین اعتماد الدولہ اِس ملکِ فنا سے راہی ملک بقا ہوا بعضے دشمنون کا خیال ہے
کہ محمد خان پر وزیر مرحوم کی نظر عنایت تھی اُنہین دشمنون نے خطوط راجگان چندیری اور
اُرچھا اور دیگر زمینداروں کو لکھوائے تھے جن مین اشارہ تھا کہ تم لوگ مقابلہ کرو ہندون
کی جماعت کثیر قریب بیس ہزار سوار کے جمع ہوگئے اور پیادے تو بیشمار تھے۔
قایم خان ولد نواب محمد خان جو اُن دنون مین سرکار گھورے کا فوجدار تھا سال بھر سے
قصبہ ترہنوان مسکن پہاڑ سنگھ کو محاصرہ کئے پڑا تھا اس جگہ مین چار قلعے بہت مضبوط تھے
جنکے گرد جنگل اور عمیق کھائیان تھین اور بڑے دشوار گذار راستہ درمیان پہاڑیونکے تھے
قایم خان کے پاس دس ہزار سوار تھے مگر اُسنے جہد بلیغ کر کے اُسمقام کو لے لیا بعدہٗ

[illegible] جاگہ سینہ مین ایک زخم گولی کا لگا کر راہی ملک بقا ہوا تمام دکھن مین یہ
سواروں کا بھی اُسکے یہی حال ہوا دلیرخان کی فوج بمجرد استماع اس خبر کے راجہ چھترسال
کے مقابلہ کیواسطے نکلے اور راجہ کو پسپا کر دیا دلیرخان موضع مودہا مین دفن کیا گیا اور
تمام باشندگان بندیل کھنڈ نے اُسکے وفات پر کف افسوس ملی ہر پنجشنبہ کو شیرینی اُس کی
قبر پر چڑھائی جاتی ہے ہر بندیلہ کا لڑکا جب بارہ برس کے سن کو پہنچتا ہے تو اُس کے والدین
اُسکو مودہا لیجاتے ہین تلوار و سپر کو دلیرخان کی قبر پر رکھتے ہین اور نذر گذرانتے ہین پھر لڑکا
تلوار کمر سے باندھتا ہے اور سپر ہاتھہ مین لیتا ہے اُسوقت والدین خدا سے دعا مانگتے ہین کہ یہہ
لڑکا دلیرخان کے مثل بہادر ہووے ٭

نقارے برابر اُسکے مدفن پر بجا کرتے ہین دلیرخان کی وفات پر یعنے [illegible] ھ مطابق اکتوبر
سنہ [illegible] ع لغایت اکتوبر سنہ [illegible] ع محمد خان الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا مصنفان لوح کا یہہ قول ہے
کہ سند الہ آباد کی امین الدولہ نبیرہ نواب محمد خان کے پاس جو [illegible] ع سے لغایت [illegible] ع
نایب صوبہ رہا کرتے تھے اور اسلام خان بخشی کے پاس اُس کی نقل رہتی تھی اب نہین معلوم
کہ وہ سند اور نقل کیا ہوئی مالگذاری لوگ کہتے ہین کہ بیاسی لاکھہ روپیہ کی تھی [illegible] ع کے
آخر مین جب محمد خان معہ ابھائی سنگہ ولد جیت سنگہ والی مارواڑ کے دربار جاتے ہوئے
میرٹھ پہنچا تو ایک فرمان معہ ایک حکم مُہری امیر الامرا (خاندوران خان) کے وصول ہوا جسمین
تحریر تھا کہ چھترسال نے علاقہ کثیر بادشاہی مین اپنا تصرف کر لیا ہے اور یہہ کہ برہان الملک
اُسکے مقابلہ کیواسطے بسرعت تمام بھیجا گیا ہے تم بھی بزودی ہر چہ تمامتر وہین جاؤ ٭

سنا ذکر ہی کہ محمد خان نے سخت احکام دلیرخان کو واسطے ادای مالگذاری کے بھیجے تب
دلیرخان اپنی کل جمعیتون کو لیکر آیا اور جہان پراب پائین باغ زیر قلعہ ہی وہان ٹھہرا اور
دربار مین حاضر ہوکر اپنے ہر ایک آدمی سے ایک اشرفی نذر دلوائی اور پھر نواب
کی پاپوش اٹھاکر پیچھے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین صرف آپ کی پاپوش برداری کے
لایق ہون آپ یہہ صوبہ کسی ایسے شخص کو جو آپکو روپیہ کا انبار دیا کرے دیدوین میری لگان کی
یہہ ستره ہزار آدمی ہین جو آپ مجہسے لے سکتے ہین اسبات پر نواب کو تبسم ہوا دلیرخان کو
چھاتی سے لگایا اور اُسی کے ضلع میں اُسے واپس بھیجدیا دلیرخان تقریباً کل لڑائیون مین
جو محمد خان لڑا شریک تھا پٹھان اور بندیلے بسبب جوانمردی کے دلیرخان کو سورمان کہتے
تھے جس کی علامت یہ ہو کہ آدمی کے ہاتھہ ہقدر لمبے ہوں کہ جب سیدھا کھڑا ہو تو زانو تک
پہنچین یہہ بات دلیرخان مین پائی جاتی تھی ❊

روایت دلیرخان کی موت کی بشرح ذیل ہی - ایکدن دلیرخان ہمراہ تین سو سوارون کے
شکار کھیلنے گیا تھا باقی فوج لشکرگاہ مین تھی ایک جاسوس نے اسبات کی خبر راجہ چھترسال
کو دی اور راجہ بہت سا لشکر لیکر نکلا طرفین سے گولہ بازی شروع ہوئی نواب دلیرخان
کے ہمراہیون نے کہا کہ لوٹ چلنا مناسب ہی مگر دلیرخان نے یہہ بات نہ مانی اور کہا
کہ ہر شخص کی موت لابدی ہی خواه آج آوے یا کل یہہ کہکر دعای آخر یعنے فاتحہ پڑھکر
گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور سیدھا راجہ کی فوج میں گھسکر راہ مین آدمیون کو کاٹتا
چھانٹتا دوسری طرف پاک صاف نکل گیا بندیلون کی جماعت کثیر کام آئی پھر راجہ کے

صوبہ عظیم آباد تک تخت و تاراج کر دیا تھا اور الہ آباد میں آگ آتش فتنہ و فساد مشتعل کی
تھی نوین سال جلوس سے (یعنے ۱۱۳۹ھ سے لغایت ۱۱۴۰ھ) محمد خان کے پاس ایک
فرمان پہنچا جسمین حکم تھا کہ اپنے صوبہ الہ آباد کا انتظام جاکر درست کرو اُن دنون مین بندیل
کھنڈ صوبہ الہ آباد کا ایک ماتحت حصہ تھا پہلے دو لاکھ روپیہ ماہواری محمد خان کا مقرر ہوا
بعد وہ روپیہ کے عوض مین کوڑے کا چکلہ دیدیا گیا تھا ✦

محمد خان نے الہ آباد پہنچے پر فوج جمع کی سوار کی تنخواہ سترہ روپیہ اور جمعدار کے بیس روپیہ مقرر
کیے ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۳۹ھ کو (مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۲۷ء) اکبر خان نواب کے تیسرے
لڑکے نے فوج ہراول کا سردار مقرر ہوکر جمنا کو عبور کیا محمد خان اپنی کوچ کے خیمے جمنا پار بھیجکر
خود بھی بہت جلد پندرہ یا سولہ ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے لیکر پیچھے سے روانہ ہوا اُسوقت
بندیلون نے بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادون سے کل بھاگل کھنڈ مین پٹنہ تک
اور ملک سنگرات اور نیز ماندو مین (جسے مادھول بھی کہتے ہیں) ہلدی تک دخل کر لیا
صرف قلعہ بوند جسکو شاید بندیا بیوند کہتے ہیں) جسکا محاصرہ ہردی شاہ اور جگت راے
نے بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادون سے کیا تھا بچا ہوا رہا تھا مقابلہ اس زبردست سازش
کے محمد خان نے وزیر سے درخوست کی کہ فوج امدادی اودت سنگہ راجہ ارچھا و رامچند
والی دتیا و پرتھی سنگہ زمیندار سینڈا و درجن سنگہ زمیندار چندیری و راجہ جی سنگہ والی
مئو و ماہیکھانڈی و رام نرواری و راجہ گوپال سنگہ بھدوڑیا سے لینا چاہیے نیز بعضے
فوجدارون سے بھی سید نجم الدین علیخان و ثابت خان و جان نثار خان و تہور بیگ ہوتل

بنظر تعمیل اس حکم کے محمد خان ساتوین سال دو ماہ دسمبر [illegible] سے نہایت دسمبر [illegible] تک الہ آباد کو معہ اپنے کل سرکارون کے حال مین اُسکو عطا ہوا تھا روانہ ہوا لسبب مقابلہ بہادر کے محمد خان کے نایب بندیلکھنڈ میں کامل طور سے قبضہ نکرسکے بعد قیام دو ماہ کے محمد خان الہ آباد مین ہندھرہ ہزار سوار لشکر کے معہ اُنکے جمنا کے کنارون سے بھاگنی پور کی طرف آگے بڑھا قبل ازین برہان الملک لوٹ آیا تھا اور اپنے صوبہ اودھ کو واپس گیا تھا +

متواتر احکام اس مضمون کے پہونچے کہ آگے بڑھنا چاہیے بنابران چند سردار جمنا پار بھیجے گئے تب محمد خان نے بھی دریائے جمن کو عبور کیا چھ مہینے لڑکر محمد خان نے پرگنہ سیہنڈا تک جو باندے کے جنوب میں واقع ہی عمل دخل کر لیا اُسوقت فرمان اور احکام مرسلہ خان دوران خان بذریعہ آیا محل بدین مضمون صادر ہوئی کہ چونکہ مبارز خان مقتول ہوا ہی لہذا چڑھائی ہندؤن پر ملتوی کی گئی اگرچہ دشمن مغلوب ہوتے آتے تھے مگر نواب محمد خان کو مجبورانہ اس عمدہ موقعہ کو چھوڑ دینا پڑا دشمنون نے بہت سخت قسمین کھائین کہ ہم کبھی محمد خان کی جاگیر کے اندر قدم نرکھین گے اور فوج اسلامیہ سے بفاصلہ تین کوچ گزر کر گئے محمد خان اُس ملک مین اپنے تھانے بٹھا کر لوٹ آیا چونکہ گوالیار پر مرہٹون کے حملے کا دغدغہ تھا جسکا بیان اوپر ہوچکا ہی اسلئے محمد خان اُنکو روکنے کے لئے وہان بھیجا گیا اس کی عدم موجودگی کو بندیلون نے مغتنمات سے سمجھکر قسم وعہد وپیمان کو شکست کرکے بیجا این پرگنہ باندھی اور وصول مالگذاری مین سدراہ ہوئے +

اس عرصہ مین ہردی نراین اور دیگر پسران چھترسال نے تمام و کمال بھاگمل گھنٹہ کو سرحد

ترہوان سے چودہ لاکھ روپیہ نقد آئے - قلعہ ترہوان مین جو صدر مقام پہار سنگہ کا تھا
تین کچے قلعے اور تین پختہ گرامیان تھین جنکے گرد ایک وسیع جنگل تھا برسون تک کسی مسلمان
حاکم نے اُس پر حملہ نہیں کیا تھا کئی مہینون تک انہون نے قلعہ کو خوب بچایا اہل قلعہ
سبھا سنگہ پسر ہردی نراین و نبیرہ چتر سال سکندر بر حکم تھے اور نیز ہر بنس زمیندار برگڈہ نے
معہ کچھ مرہٹون یعنے برکی وغیرہ کی اُنکی امداد کی تھی تاریخ ۹ جمادی الاول ۱۱۶۲ھ کو
مطابق ۱۲ اردسمبر ۱۷۵۰ء، بعد سخت لڑائی کے قایم خان نے ہاتھی سے پھاٹک توڑوا کر باہر کے
قلعہ میں دخل کر لیا ہندو لوگ کچھ جد و جہد کے بعد دوسرے قلعہ سے بھی نکالدئے گئے
اور اُنکو مجبورانہ تیسرے قلعہ مین پناہ لینا پڑی قریب دو ہزار کے محصوران قلعہ تلف ہوئے
چوتھے قلعہ کی فصیلون پر سے محصورین نے جلتی ہوئی اشیاء ڈالنا شروع کئے اور قریب پندرہ
گھنٹہ تک لڑائی برابر ہوتی رہی تین گھنٹہ قبل از طلوع آفتاب باقی ماندہ لوگوں نے باراده
گریز قلعہ سے خروج کیا اُسوقت تین سو آدمی اُن مین کام آئے اور اسیقدر دریا مین غرق ہوئے
تب قلعہ مین کامل طور سے دخل ہوگیا اِس محاصرہ مین عرصہ پانچ یا چھ مہینے کا لگا بعد فتح و
ظفر کے قایم خان نے واسطے قلعہ کلیان سنگہ (جو آٹھ کوس ترہوا سے ہے) اور محکم گڈہ
کے جو اُسی نواح مین ہے کوچ کیا +

جس عرصہ مین قایم خان ترہوان اور اُس کے ملک شرقی پر رجوع تھا اُس زمانے مین
محمد خان بینڈھا سے چلا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ایک مہینے اکیس دن برابر ہوتی رہین
غنیم نے اپنے مورچون کی خوب مضبوطی کی تھی جو پہلے سے پیاگی دھار اور گانون کا قلعہ

و نایب فوجدار جونپور سے محمد خان نے کمک چاہی مگر [illegible] بجز
والی ہودھا کے احکام دہلی کی تعمیل نہ کی ؁
پہلے بندیل کھنڈ کا مشرقی حصہ دشمنون سے پاک کرنیکے لئے کارروائی کی گئی قلعات لوگ
وچکھنڈے دگڈھہ ککر بیلے و موواقعہ ملک سنکراٹ پرسنگ پور کے لے لئے گئے
رام نگر و قلعات کھتولی و صحرا و کلیان پور معہ سو کوس تک ملک متعلقہ ہانڈ ہود باندہ
کے قبضہ مین آگئے کچھہ عرصہ تک افواج غنیم پہاڑیون پر نزدیک ترہوان کے سرگردان
رہین ما بعد قلعہ گیر ہوئین خود چھتر سال نے بھاگنے مین سلامتی دیکھی محمد خان قایم خان کو محاصرہ
ترہوان کے لئے چھوڑ کر خود سیندڑا سے بفاصلہ چار کوس چلا گیا مگر دشمن بھر فرار کرگئے پرگنہ جات
بھنڈ و ہودھا و پیلانی و اگواسی و سموتی و گھاٹ پار اترنے کے خس و خاشاک دشمنون سے
پاک ہوگئے اِس جنگ مین اول قبضہ ترہوان تک دس مہینے یا ایک سال لگا قایم خان
فرزند اکبر نواب محمد خان معہ اپنے دوسرے بھائی ہادی داد خان کے بارہ ہزار سوار و بارہ ہزار
پیادون سے محاصرۂ ترہوان کے لئے پیچھے چھوڑا گیا اور بابو چھتر سنگھ ولد راجہ جی سنگھ والی
ہودھا معہ فغانجہان و حلیم خان و محمد ذوالفقار خان و رای ہر پرشاد اور دو زمینداروں
ساود و ہر بنس کے قایم خان کے زیر حکم تھا سنگرام راؤ و آنندی داس نے بھی اپنی فوج
سے شریک ہونے کا قایم خان سے اقرار کیا تھا قایم خان کی صلاح یہہ تھی کہ مقام مذکور جب
جلد فتح ہوسکے لیوین اور پھر محمد خان سے معہ توپخانہ و سیسہ و باروت وغیرہ کی جو اشیاء
ترہوان و کلیان پور و ککر دری میں ہاتھہ لگے تھے جا ملیں زمیندار لوگ خوش ہوئے کیونکہ

ٹیون سے محیط تھی واقع تھا یہان چتر سال کا صدر مقام تھا اور دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے موجود تھے محمد خان نے دشمن کا تعاقب کر کے مارنا شروع کیا بعد کئی گھنٹہ کے بندیلوں نے
دریا کیطرف بھر کے رستہ سے جو بہت گھاٹیاں اور گرداب تھے بھاگ کر گھاٹیوں میں
آدھ کوس اپنے لشکر گاہ کے پیچھے پناہ لی یہان بھی جائے سلامت نہ دیکھکر چتر سال معہ اپنے
لڑکوں اور رشتہ دارون اور متعلقون کے گھوڑے پر سوار ہو کر بارہ کوس پر جنگلون مین فرار
ہو گیا تمام سامان لشکر کا خیمے اور توپخانہ وغیرہ غازیون کے ہاتھ لگا دو کوس تک مفرورین
کا تعاقب کیا گیا پھر مسلمان لوگ ٹھہر گئے اور خیمہ زن ہوئے اب یہہ دریافت ہوا کہ بندیلے
سالمٹ و درست دتہانہ لسپواڑہ کی افواج مین چلے گئے ہین ان مقامات مین بلند پہاڑیان
عمیق جھیلین گھاٹیان اور بڑے بڑے پرخار جنگل تھے یہان پر بندیلہ سردارون نے رستہ
پر لڑنے کیواسطے مورچہ بندی کی تھی خود چتر سال نے چند کوس جیت پور کے جنوب مین نزدیک
سوورج مئو کے مورچہ لگایا تھا +

محمد خان نے نقصان اپنے فوج کا جنگ مذکور مین شمار کیا تو پانچہزار آدمی مقتول و مجروح
پائے اور فوج غنیم مین بارہ تیرہ ہزار آدمی تلف ہوئے فوج اسلامیہ میں چودہ یا پندرہ ہزار
سوار تھے اور پانی اور چارہ کی نہایت قلت تھی کسی راجہ یا فوجدار نے محمد خان کی مدد
نہین کی تھی +

بندیلون کی افواج امدادی جو یعنے چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے، نوجین راجہ
ہاتھ دگھلا سیجے پوپہ دکھانڈی راو نرور اور زمینداران مالوہ و تمام وکال کنڈ دانہ بالگ گدم

دونون معلوم ہوتے تھے روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ جگہ اچولی ہی جہان پر یہہ جنگ عظیم
واقع ہوئی شاید اُسی اچونی سے غرض ہی جو باندہ سے گیارہ میل پر دریاے سابی پر واقع
ہی اگرچہ یہہ جگہ مقام جنگ سے قریب ہی مگر باقی حالات کی تصدیق یہان نہین ہوتی اور
نہ اِس ضلع مین کچھہ مسلمانون کی لڑائی کا ذکر ہی *
حدیقة الاقالیم مین اِس نام کو دیتے اچولی کو اُچونی یا اچولی لکھا ہی اور یہہ بھی
تحریر ہی کہ یہہ مقام پرگنہ مہوبا مین ہی تاریخ جنگ مسطورہ بالا کی ۲ شوال ۱۱۴۱ھ دیتے
۱۲ مئی ۱۷۲۹ء ہی *
دو گھنٹہ بعد طلوع آفتاب کے پہلا مورچہ جہان پر ہروی لڑائی اور ہردے سنگہ چندیلہ بیس ہزار
سوار اور چالیس ہزار پیادون سے موجود تھے مسلمانون نے جو انتظام اور ہمت سے
آگے بڑھے تھے فتح کرلیا اِس موقع پر بہور خان و دلاور خان و امام خان و غلام محمد خان
و عبد الرسول خان و محمد زمان خان کام آئے نیز اکبر خان پسر نواب محمد خان کے بھی ایک
گولی کی رگڑ لگ گئی سید ظفر حسین خان و الہ یار خان و گل خان مجروح ہوئے بندیلے ایک
اور قلعہ مین جہان جگت راے دوسرا بیٹا راجہ کا پاہ گیر تھا معہ پندرہ ہزار سوارون کے چلے
گئے پہر معرکہ آرائی ہوئی اِس مین احمد خان و ارادت خان و سردار خان و حسین خان مقتول ہوے
اور رحمت خان معہ کچھہ سوارون کے مجروح ہوا *
آخر کار ہردے نراین و جگت نراین و موہن سنگہ پسران چتر سال معہ ہردے سنگہ چندیلہ کے
تیسرے قلعہ مین بھاگ گئے یہہ قلعہ نزدیک ایک گانون کے پہاڑ و جنگل دشوار گذار

کے بلند تھے ایکبارگی مسلمانون کو معلوم ہوا کہ دو بندیلے سوارون نے برچھی ہاتھہ مین لیکر باگ اُٹھائی جب یہہ لوگ قریب لشکر اسلامیہ کے پہونچے تو کچھہ مقابلہ کسی سے نکیا آدمیون سے روکے جانے پر جوابدیا کہ ہم کچھہ تمہارے نواب سے کہا چاہتے ہین ❊

آخر کار نواب کے ہاتھی کے قریب پہونچکر ٹھہر گئے ایک نے اُنمین سے اپنی کمر سے ٹٹوا نکالکر تنبا کو کھائی پھر برچھی کو ہاتھہ مین مضبوط پکڑ کر پکارا کہ بنگش ہوشیار ہو مین آپہونچا یہہ کہکر اُسنے گھوڑے کو ایسا دبایا کہ اُسنے اپنے دونون اگلے پاؤن ہاتھی کی مستک پر رکھدیئے بندیلے نے برچھا مارا مگر نواب نے اُس ضرب کو بچا کر ایسا تیر مارا کہ وہ گھوڑے پر سے مر کر گر پڑا اُسکے گھوڑے کو بھی ہاتھی نے مار ڈالا دوسرے بندیلے نے بھی پہلے کی نقل کی مگر اُسی طرح پر نشانہ تیر قضا ہوا نواب نے منگل خان سینگری سے کہا کہ یہہ بندیلے کیسے بہادر تھے بھورے خان چیلہ چند بہادر پٹھانون کا سرگروہ ہو کر فوج اعدا مین بارادہ قتل چہترسال گھس گیا بھوریخان کام آیا اور نواب کے بیٹے اکبر خان کے ایک گولی کا زخم لگا بھوریخان کی وفات پر نواب نے اشک حسرت بہائے اور عرصہ تک بعد لڑائی کے نارنجی رنگ کا لباس زیب تن کیا جو علامت رنج و ماتم کی ہی اور کہتا تھا کہ بھوریخان جو کچھہ مجھہ سے کہتا تھا وہ صحیح نکلا کہ مین تم سے پیشتر مر جاؤنگا غروب آفتاب سے دو گھنٹہ قبل ہاتھی محمد خان اور راجہ چہترسال کے مقابل ہوئے چہترسال لوہی کی عماری مین بیٹھا ہوا آخر حملہ کے لئے اپنی فوجکو ہمت دے رہا تھا نواب محمد خان نے فولادی سانگ اُس عماری پر ایسے زور سے ماری کہ اُسکو توڑ کر ہاتھی پر ضرب پڑی چہترسال کو بھی

سکے ہمہ تمام گورانڈ پرہار لوگون کی جو گرد نواح ملک مین رہتے تھے شامل تھین +
ایک زبانے روایت سے اس لڑائی کا حال زیادہ عجیب طور پر ظاہر ہوتا ہے ایک روز قبل لڑائی
کے محمد خان نے نوے ہزار روپیہ اپنے لشکر مین تقسیم کیا نقیب نے خبر دی کہ کل کا دن اخیر
لڑائی کا مقرر ہوا ہے ہر ایک شخص مسلح آدمی رات سے طیار رہے دوسری طرف چترسال نے
طیاریان کی تھین چترسال کے پاس اسیوقت ایک لاکھہ پیادے اور ستر ہزار سوار تھے علاوہ
ازین چند دیگر راجگان بھی اسی کے شریک تھے صبح کی نماز کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی
ایک طرف سے محمد خان دوسری طرف سے چترسال ہاتھیون پر آہستگی کے ساتھہ ایک دوسرے
کی طرف آگے بڑھا دونون طرف سے کچھہ سپاہی نکلکر لڑنے لگے خلیفہ کہا کرتا تھا کہ ایک تیر
کل تیر میرے ترکش کے خرچ ہو گئے اور اسقدر تیر چارون طرف سے پڑے ہوئے تھے کہ مین نے
زمین کو پکڑ کر جھک کر ایک مٹھی مین اٹھارہ تیر اٹھا لئے قریب دوپہر نواب کا ہاتھی منگل جان
مسینگری کے ہاتھی سے لڑکر کچھہ دور تک اسکا تعاقب کرتا چلا گیا چترسال کی فوج نے
خیال کیا کہ محمد خان بھاگتا ہے بندیلوں نے ایک دل ہو کر چلا کر کہا کہ بنگش بھاگے یہہ شور
سنکر محمد خان نے اپنا منہہ پیچھے ہودی کی طرف پھیر کر باواز بلند کہا کہ بہادر وہی وقت
بہادری کا ہے اور فیلبان سے پوچھا کہ یہہ کیسی لڑائی ہوتی ہے ایسی بات تو کبھی نہین واقع ہوئی
تھی مہاوت نے جواب دیا کہ چترسال کے ہاتھی سے لڑنے کے لئے مین نے اپنا ہاتھی آگے
بڑھایا ہے تب ہاتھی محمد خان کا پھر مقابلہ دشمنان پھیر اگیا +
محمد خان سر سے پانون تک لوہے مین غرق ہو دے مین کھڑا ہوا تھا جس کے کنارے پر تین

(مطابق ۹ جون سنہ [illegible]ء) محمد خان اپنی فوج کے آگے ہوکر بڑھا پیشتر اُن لوگوں کے پہونچنے کے جو وقت کہ یہہ کوس بھر کے فاصلہ پر تھے دشمنوں نے ہوبا اور دیگر اطراف مین فرار کیا جنہوں نے بھاگنے مین درنگ کی مقتول ہوئے قلعات بازی گڈھ مسکن خانجہان خواہرزادہ چتر سال کا اور لاہوری جھوم دستہ ہمارے فوج نے جو بھیجی گئی تھی لے لئے فوج اسلامیہ ہوبا سے ایک کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہوئے مگر فوج غنیم سلہٹ کی پہاڑیون مین روپوش ہوگئی افواج طرفین کے درمیان فاصلہ دو کوس کا تھا پھر بوجہہ کثرت بارش کے محمد خان کے فوج کو آگے بڑھنے مین دیر ہوئی کیونکہ وہان کی زمین پر قدم رکھنا دشوار تھا +

یہان پر معلوم ہوتا ہی کہ پانچ یا چھہ مہینہ کا وقفہ لگا اور فوج آگے نہ بڑھ سکی - ۱۷ ربیع الثانی سنہ [illegible]ھ کو مطابق ۲۱ نومبر سنہ [illegible]ء فوج اسلامیہ سلہٹ کے قریب پہونچی اُسی دن ہردی شاہ جگت رائے کی مدد پر آپہونچا دشمنون نے جو دمدمے وغیرہ پہاڑیون پر بنائے تھے وہان سے وہ بندوقون کی باڑھ سر کرنے لگے اور تیر مارتے رہے دن بھر یہی ہوتا رہا اور عدو کی جانب ایک سو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوئے تھوڑے سے مسلمان بھی تلف ہوئے غروب آفتاب پر فوج غنیم کے پاؤن اُٹھہ گئے جن میں سے جماعت کثیر توپوں کی باڑھ سے ضائع ہوگئی نصف جنگل اور پہاڑی پر قبضہ ہوگیا تب مسلمانون نے جنگل کے کاٹنے اور راستہ کی طیار کرنے میں جہد بلیغ کی +

اب اور دیر چار مہینے کی لگی محمد خان کی شکایت یہہ تھی کہ دشمن تمام ملک مین مانند مور و ملخ کے پھیلے ہوئے ہین بغیر فوج کثیر کے یہان کچھہ نہیں ہوسکتا ہی صرف اُسیقدر

بھی غش آگیا چتر سال کے ہاتھی پر جو لوگ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے مہاوت سے کہا کہ ہاتھی بڑھاؤ اب کل لڑائی ہوگی ہاتھی بھی کئی میل تک بھاگا چلا گیا فوج چتر سال کی لوٹی اور آنی راؤ جو چتر سال کے بھانجون مین تھا کام آیا مسلمان لوگ اِدھر اُدھر مفرور بندیلوں کو مارتے پھرتے تھے بہت رات گئے چتر سال کو ہوش آیا تو پوچھنے لگا کہ کون جیتا اُسکے مصاحبین نے جواب دیا کہ فتحیاب کوئی نہین ہوا جس وقت ہم نے آپ کو بیخودی کے عالم مین دیکھا تب ہم بفاصلہ آٹھہ یا دس میل لوٹ آئے کل علی الصباح پھر لڑینگے چتر سال یہہ بات سنکر اپنے بھائیوں بھتیجون پر نہایت درجہ ناخوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں محمد خان کے سامنے سے کبھی پیچھے قدم نہ رکھونگا تم مجھکو کیون یہاں لے آئے یا تو میں اُسکے مقابلہ کے واسطے لوٹ جاؤنگا ورنہ اپنے تئین ہلاک کرونگا اِن باتون پر چتر سال کے کسی نے کچھہ لحاظ نہ کیا +

بوجہہ خوف واپسی بندیلوں کے محمد خان کی تمام سپاہ میدان جنگ مین تمام شب مسلح رہی ایک فرد بشر نے بھی روٹی پانے کے لئے چھٹی نہ لی اُسمقام پر ایکدرخت بیر کا تھا جسمین تھوڑے سے کچے پھل لگے ہوئے تھے یہہ پھل تھوڑنے سے لوگون نے کھائے اور نواب کے فیلبان نے ہاتھی کو درخت کے پاس لاکر تھوڑے سے بیر توڑے اور نواب کو بھی دئے +

بتاریخ ۲۰ شوال ۱۱۴۱ھ مطابق ۸ جون ۱۷۲۹ء ستائیس دن بعد پہلی لڑائی کے فوج شاہی نے دشمنون کے مورچہ کیطرف کوچ کیا پھر قبل از طلوع آفتاب بتاریخ یکم ذیقعد [illegible]

نے بہ ماتحتی اکبر خان ولد نواب کے سپاہ اعدا کو جلد یا بھگا دیا محمد خان بذات خاص اسکی کمک پر وہان آپہونچا سیکڑون سر دشمنون کے لشکر حاضر کئے گئے اور بہت گھوڑے و اونٹ باربرداری کے مال و اسباب سے لدے ہوئے فوج اسلامیہ کی لوٹ مین آئے مسلمانون نے کل پہاڑ کے مقابل ڈیرے ڈالے یہ مقام جیت پور دست راست پر اور کچھہ حصہ سندھاری بھی اسی طرف تھا پہاڑیان سلہٹ کی جنپر دشمن تھے دست چپ پر واقع تھیں جب محمد خان کی فوج جنگل صاف کرتی جاتی تھی تب لڑائیان بندیلوں سے ہوا کرتی تھیں +

اب فوج عدو پہاڑیون پر اجیتھر کے جو بفاصلہ تین کوس جیت پور سے ہے اور سورج مئو مین جو اسیقدر فاصلہ پر مقام مذکور سے ہے جمع ہوئی مسلمانون کا کیمپ پہاڑیوں پر جیت پور کے اسطرف چلا گیا اور پھر خاص جیت پور کا محاصرہ بھی تمام کیا گیا بندیلون کو جانب مغرب مقام اجیتھر تک بھگا دینے مین عرصہ بیس مہینے کا لگا یہ بیس مہینے ۱۲ جمادی الثانی ۱۱۴۲ھ سے مطابق ۲۴ جنوری ۱۷۳۰ع) جو تاریخ جمنا کے عبور کرنے کی ہے لغایت ماہ صفر ۱۱۴۴ھ (مطابق ماہ اگست ۱۷۳۱ع) ہوتے ہین موسم بارش مین (جولائی سے اکتوبر تک ۱۷۳۰ع مین) کارروائی محاصرہ مین درنگ کے ساتھہ ہوئی بوجہہ زیادتی نمی کے سرنگ بعد کھودے جانے کے فوراً مٹی سے بھر جاتی تھی قلعہ جیت پور کی ایک جانب بہت عمیق جھیل تھی جسکا پاٹ کوس بھر کا اور لنبائی کئی کوس کی تھی یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر بنایا گیا تھا اور دشمن اسپر توپ و رہکلہ لیکر چڑھگئے تھے چار مہینے یا کچھہ زیادہ عرصہ کے بعد یہہ مقام ہاتھہ لگا جسوقت یہہ مقام لیا گیا اسوقت بندیلون کے خلاف اس چڑھائی کو عرصہ چوبیس مہینے سے زیادہ گذر چکا تھا (یعنے جلوس ثانی

فوج ہی جسکو دو لاکھہ روپیہ ماہواری کفایت کرنے باقی اور فوج لبسر کردگی قایم خان مجاہرہ
ترمعوان مین مصروف ہی ۶ رمضان سنہ ۱۲۴۱ھ کو (مطابق ۵ - اپریل ۱۸۲۶ع) فوج محمد خان
کی اپنے لشکرگاہ مین درمیان سلہٹ وکل پہاڑ کے پہنچی ۲۰ رمضان (یعنے ۱۹ اپریل ۱۸۲۶ع)
کو حملہ کیا گیا کل پہاڑ سے ایک کوس کے فاصلے پر کثرت سے بلند پہاڑیان ہین جنپر
بڑے پرخار جنگل ہین اسی موقع پر بندیلون نے سات مورچے اور اُن کے مقابل بہت
مضبوط دو دمدمے بنائے تھے گرد اُس پہاڑی کے فصیلین اور کھائیان طیار کردی تھین
چوٹی پر پہاڑیون کے بہترین حصہ فوج متعین تھا جنہون نے مسلمانون کو دیکھتے ہی اُنپر
باڑھ مارنا شروع کی پہلے دیوارین گولون سے توڑکر حملہ کیا گیا بعدہ جب غنیم دوسرے
دمدمے مین بھاگ گئے تو پھر لڑائی ہوئی غرضکہ رفتہ رفتہ پہاڑی اور کل مورچے بندیلون
کے خس وخاشاک دشمنان سے صاف کردئے گئے دوسرے دن قریب نصف شب کے
ہردوے نراین وجگت راے وموہن سنگہ نے شبخون مارا اگرچہ باوجود تین متفرق حملون کے
کچھہ نتیجہ نہ پایا ✦

۲۱ رمضان سنہ ۱۲۴۱ھ (مطابق ۲۰ اپریل ۱۸۲۶ع) محمد خان مقام مندھاری کو روانہ ہوا جہان
ایک قلعہ سنگین ایک پہاڑی پر جو وسیع جنگل سے محیط تھی بنا ہوا تھا باوصف گولہ باری
اہل قلعہ کے محمد خان کی فوج نے چڑھکر قلعہ پر قبضہ کرلیا پھر فوج وہان ڈیرے ڈالکر آگے
بڑھنے کے لئے طیار ہوئی سرداران سپاہ اعدا نے اپنی فوج پیادہ کو اُس جنگل مین جسکا عرض
وطول کوسونکا تھا لاکر درختون کی پناہ سے تیرمارنا شروع کئے اور بارہ بندوقون کی سرکی مہلان

تعمیل احکام مسطورہ صدر کے بذریعہ امداد افواج بعہدہ دیا گئی ٭

یہہ بات ملاحظہ ناظرین مین آچکی ہی کہ ترہوان پہلے قایم خان کی موجودگی مین جمادی الاول سنہ ۱۱۴۲ھ (مطابق دسمبر سنہ ۱۷۲۹ع) لے لیا گیا تھا پھر قایم خان بندیل کھنڈ کی مشرق کی پہاڑیون کو دشمنون سے صاف کر کے سید عارف علیخان کو وہان چھوڑ کر اپنے باپ سے ملگیا تھا اور سدو زمیندار کو عارفعلیخان کی مدد کو دیدیا تھا اتنے مین خبر پہنچی کہ زمیندار برگدھو ہندو سنگہ باغواے پسران چھترسال معہ پانچہزار سوار و دس ہزار پیادون کے باغی ہو گئے قایم خان پانچہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے واپس بھیجا گیا جسوقت قایم خان ترہوان سے بارہ کوس پر تھا تب اُس کے جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم نے حال مین پہلا دمس قلعہ کا پھر لیلیا ٭ یکم ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۴ دسمبر سنہ ۱۷۳۰ع سنہ ۱۳ جلوس مین جب محمد خان اجمیر کے پہاڑیون بندیلون کا پیچھا کر رہا تھا اور محاصرہ جیت پور میں مصروف تھا اُسوقت قایم خان نے دوسری مرتبہ ترہوان پر حملہ کیا اِس مرتبہ بیرونی قلعہ صرف قبضہ مین آیا ایک مہینے سے کچھہ زیادہ عرصہ کے بعد یعنے ۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۴۳ھ کو (مطابق یکم نومبر سنہ ۱۷۳۰ع) سنہ ۱۱ جلوس مین آخر حملہ کیا گیا ایک سرنگ بھی ایک برج کے اندر لگا کر باروت سے بھر دی گئی تھی سرنگ کے اُڑتے ہی حملہ ہوا چھہ سو آدمی حملہ آورون مین سے اور اس سے بھی زیادہ محصورین مین سے راہی ملک فنا ہوئے باقی ماندہ ترہٹ کی طرف فرار کر گئے فوج اسلامیہ نے اُنکا تعاقب کیا مظفر و منصور ہو کر قلعہ ترہوان مین دخل کر لیا قایم خان برابر فتحیاب ہوتا گیا اور میدان جنگ مین پانچ چھہ مرتبہ ہزیمت فوج اعدا کو دیکر اُسکو برگدہ مین

۲۹ ستمبر ۱۸۲۰ء سے لغایت جمادی الاول ۱۲۳۶ھ مطابق جنوری ۱۸۲۱ء سے لغایت دسمبر ۱۸۲۱ء

اسعرصہ مین محمد خان دربار کے طریق بدسلوکی کا نہایت شاکی تھا اُسکا قول ہو کہ مین نے شب و روز لڑکر سات آٹھہ آدمیون کا کام انجام دیا مگر کچھہ عزت و توقیر میری لڑکون اور رشتہ دارون کی نہ ہوئی اور نہ مقتولان جنگ کے لڑکے بالون کی پنشن مقرر ہوئی بالعوض انعام دینے کے جاگیرین میری ضبط کر لی گئین محمد خان کو اب بتایا گیا کہ پرگنہ شاہ پور تمکو ایک فصل کیواسطے عنایت کیا گیا تھا مگر درحقیقت بات یہہ تھی کہ پرگنہ مذکور بالعوض ادا ہی دولاکھہ دام کے محمد خان کو دیا گیا تھا اجیت سنگہ والی ماڑہوار کے معاملات مین تو لاکھون روپیہ دیئے گئے تھے مگر محمد خان تو ایک پرگنہ کی واپسی چاہتا تھا *

چھہ مہینے سے دشمنون نے پرگنہ نواڑی مین مفسدہ برپا کر رکھا تھا درک سنگہ نامی چتر سال کے ایک رفیق نے دو ہزار سوار و پانچ ہزار پیادون سے قلعہ سہنڈی مین جگہ پکڑی تھی یہہ قلعہ کنارے پر ایک دریا کے تھا جسکا عبور نہایت درجہ دشوار تھا محمد نستار خان حاکم راٹھہ کو حکم دیا گیا کہ درک سنگہ کی سرکوبی کر کے اُس کے قلعہ کو لے لیوے اِس شخص مین سرگرمی اور جرات بہت کم پائی گئی کیونکہ اپنی عرصہ تک ضلع اوئی مین بحیلہ تالیف قلوب سپاہ قیام کیا پھر جلال پور مین درنگ کی جب بہت تیز احکام بدین مضمون پہونچے کہ اوئی پرا اور امجند کے حوالہ کر دو تب بشارت محمد خان نے پرگنہ راٹھہ کو دشمنون سے صاف کیا نیز سردار خان معہ کنور پنچم سنگہ کے اِس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ راو امجند کی فوج کو قلعجات و تھانہ جات واقعہ ملک راجہ پرتھی سنگہ کے محاصرہ سے ہٹا وے

کردین عرصہ دراز تک کوئی معاملہ بندیلون کے ساتھہ طے نہ ہوا جب محمد خان نے درخواست
کی کہ ہماری جاگیرین ہمکو واپس کردو جو تم نے لے لین ہین تب اُنہوں نے جواب دیا کہ
ہمارے پاس سواے ہماری فوج کے اور کچھہ نہین ہی آخرکار وہ لوگ حکومت سلطانی کے
مطیع ہوئے۔ اور قسمین جو ہندؤن مین پاک سمجھی جاتی ہین کھائین کہ اب کبھی دایرہ اطاعت
سے قدم باہر نہ رکھینگے بلکہ اِسبات پر راضی ہوئے کہ ہم سے کل مقامات منضبطہ واپس
لے لئے جاوین اور ہمارے ملک مین سلطانی تھانے وچوکیان بٹھادی جاوین +
دہلی سے کچھہ جواب نہ مرحمت ہوا اور عرصہ تین مہینے کا گذر گیا اِس وقفہ کو بندیلون
نے فوز عظیم جانکر قاصدون کو پیغام دیکر برہان الملک کے پاس روانہ کیا برہان الملک نے
اُن کی خاطر و تواضع کی دربار سے خانگی خطوط بنام چہترسال آئے جس مین اغوا تھا
کہ کارروائی مخالفانہ پھر شروع کردو بندیلے اب تک یہہ سمجھتے تھے کہ محمد خانکے طرفدار
دربار مین بہت ہین مگر اِن خطوط سے ایکبارگی جرات پاکر اُنہوں نے مقابلہ پر کمر ہمت چست
باندھی جب اسطرح پر تین مہینے گذرے تو تہوار ہولی کا آ پہونچا چہترسال کو اُسکے بیٹے مالکی
مین محمد خان کے پاس لائے اور بیانکیا کہ بوجہہ پیرانہ سالی و کمزوری و قید کے ہمارا باپ
سخت علیل ہی اگر یہہ لشکر مین مرگیا تو لوگ یہی کہینگے کہ کسی نے اِسکو مار ڈالا غرضکہ اِن
حیلون سے اُنہوں نے اجازت لیکر بوڑھے راجہ کو سورج مؤ بفاصلہٗ تین کوس لشکر اسلامیہ
سے پہنچادیا مسلمان اُسوقت پہاڑیون پر کچھہ فاصلہ پر جیت پور کے جنوب مین پڑے ہوئے
تھے جگت راج اور اُسکے بھائیون کو اجازت ملی کہ ہولی کا تیوہار رچا مین۔ فروری۔ مارچ ۱۷۲۹ع

ایسا دبایا کہ وے لوگ مطیع فرمان بخوشی ہوگئے اِن کارروائیوں مین امروگمی چھینے لگا ہوگا کیونکہ قایم خان کو حکم تھا کہ اپنے باپ سی فوراً ملجاوے اور قایم خان ابھی تک نہ ملسکا تھا یہانتک کہ مرہٹون مے ۱۲ مارچ ۱۷۲۹ع کو خروج کیا تاکہ محمد خان سلسلہ فتح و نصرت میں خلل انداز ہو کہ شکست پر شکست دیویں +

جب جیت پور محاصرہ میں تھا محمد خان نے پہاڑیون کی طرف بڑھکر متواتر لڑائیاں افواج چھترسال و ہردے نراین و جگت رای سے لڑین آخر کار ہردی شاہ و جگت راے و موہن سنگھ و لچھمن سنگھ اور اور بیٹے و پوتے معہ قبائل کے حاضر ہوئے اور کچھہ عرصہ کے بعد چھترسال نے بذات خود دس ہزار سوار و پندرہ ہزار پیادہ لیسے بڑھکر اپنی رانی اور پوتوں کو حاضر کیا تین یا چار مہینے تک (یعنے دسمبر ۱۷۲۸ع سے لغایت جنوری و فروری ۱۷۲۹ع) بندیلون نے نواب محمد خان کی رپورٹ کی جواب کا انتظار کیا جو محمد خان نے بادشاہ کو بھیجی تھی جسمین تحریر تھا کہ اگر اجازت ہو تو مین اسیران جنگ کو لیکر دربار میں حاضر ہوؤں +

باوجود جواب نہ آنے کے پیغام صلح جانبین سے جاری رہے علی الخصوص دیوان ہردی شاہ محمد خان سے بہت انسیت رکھتا تھا اکثر اوقات محمد خان و ہردے شاہ سیر کرنے اور شکار کھیلنے جایا کرتے تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے کہ کہین چلکر ملک گیری کرین صرف سواری کی غایت درجہ ضرورت تھی اِسلئے محمد خان نے قایم خان سے درخواست کی تھی کہ یاقوت خان کو روپیہ اخراجات کے لئے اور سواری واسطے پندرہ ہزار سواروں کے دیکر روانہ کرو قایم خان اور اُسکی فوج کے آدمیون نے سواریان دستیاب کر کے روانہ

سیسہ اور ایکہزار من باروت اور دو بڑی توپین اور پچاس رہکلے بھیجنے کے لئی درخواست کی گئی فوج مرہٹہ زیر حکم باجی راؤ دیوان راجہ ساہو و پلیا جادون و دیگر سرداران کے بھی جو کلہم بارہ سردار تھے بوقت روانگی سرداران مذکور کے فوج کی کچھہ تعداد نہین معلوم ہو سکی تھی مگر راستہ مین جماعت کثیر زمینداران شریر و مفسدہ انگیز کی بارادہ غارتگری و بربادی علاقہ سلطانی کے اُنسے ملگئی تھی ان لوگون کے ملجانے پر فوج مرہٹون مین ستر ہزار آدمی ماسواے اسقدر تعداد بندیلون کے ہو گئے بروز چہارشنبہ تاریخ ۲۲ شعبان سنہ ۱۱۴۱ ہجری (مطابق ۱۲ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء) سنہ گیارہ جلوسی مین مرہٹون نے ایکدستہ فوج اچھتر کی پہاڑیون پر بھیجا جسنے محمد خان کے خیمون سے بفاصلہ ایک کوس پہنچکر اُس موقع کی گرداوری کی یہہ لوگ لشکریوں کے چوپاؤں پر گر پڑے مگر مسلمانون نے اُنکو ہٹا دیا اور تین آدمیون کے سر کاٹ کر اور کچھہ گھوڑے لے آئے دوسرے روز قبل از طلوع آفتاب مرہٹون نے دہنے بائین جانب سے فوج اسلامیہ کے پیچھے کے حصہ کی طرف بڑھکر اونٹون اور دیگر جانوران باربرداری کو جو گھاس کیواسطے گئے تھے روک رکھا تب مسلمانون کی طرفسے واسطے رہائی جانوران کے کچھہ فوج بھیجی گئی اور دوپہر تک میدان کارزار گرم رہا ۲۴ شعبان کو (مطابق ۱۴ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء) پھر وہی جنگی کارروائی دشمنون کی طرف سے عمل مین آئی مگر پھر ہزیمت ہوئی اور بیس سر دشمنون کے کٹکر حاضر کئے گئے ۲۵ شعبان (مطابق ۱۵ مارچ سنہ ۱۷۲۹ء) محمد خان نے حملہ کیا اور تمام دن دشمن پہاڑیون مین چھپے رہے قریب غروب آفتاب مرہٹے یکایک نکلکر حملہ آور ہوے مگر پسپا کر دیئے گئے اور پانچ آدمی و چار گھوڑے اُنکے مارے گئے

چونکہ محمد خان کے رفیقون کو ہر طرح سے امید تھی کہ یہہ چڑھائی جلد ختم ہو جائیگی اسوجہہ سے اپنے اپنے گھر واپس لگئے تھے بہت سپاہی رضا پر گئے ہوئے تھے یا الہ آباد کو لوٹ آئے تھے اور کچھہ جا بجا تھانون مین جو محمد خان نے بیٹھائے تھے متعین تھے کلہم قریب چار ہزار سوارون کے محمد خان کے پاس موجود تھے اتنے مین افواہ ہوئی کہ مرہٹے جنہوں نے گردھر بہادر نظام مالوہ کو شکست دیکر قتل کیا تھا بندیلون نے طلب کئے ہین مگر محمد خان نے بندیلون کے عہد و پیمان کو معتبر سمجھہ کر ان اخبار کو بالکل جھوٹ خیال کیا اسی وجہہ سے اُسنے نہ ضروری اشیا، نہ رسد کا کچھہ اہتمام کیا تھا جب مرہٹے محمد خان کے لشکرگاہ سے گیارہ کوس کے فاصلے کے اندر پہنچے تب محمد خان کو یقین کلی اُنکی آمد کا ہوا محمد خان نے محنت شاقہ کرکے نو یا دس ہزار سوار اور اُسیقدر پیادے جمع کرکے اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک کھائی بنانے کی طیاری کی دیوان ہردے شاہ فرزند اکبر و ولیعہد چھترسال وفاداری پر کمر ہمت چست باندھکر اس حملہ مین بذات خاص شریک ہوا لیکن باقی سب مرہٹون سے متفق ہوگئے محمد خان کا رفیق صرف راجہ جی سنگہ والی مودھا .تھا لیکن وہ بھی دل شکستہ تھا کیونکہ اُسنے ایکہزار آدمی مین سے جو اُس کے زیر حکم تھے بہت سے موقوف کردئے تھے اور اپنے پاس سو سوار اور سو پیادوں سے زیادہ نہ رکھے تھے کنور لچھمن سنگہ برادر راجہ اُچھا کچھہ روز تک پانچ سو آدمیون سے شامل رہا مگر جلد وہ بھی کسی حیلہ سے دست بردار ہوگیا محمد خان کو بوجہہ عدم موجودگی روپیہ کے سخت تکلیف تھی کیونکہ مالگذاری جکلہ کوڑا کی وصول نہوئی تھی نیز باروت و دیگر اشیا رکی بھی ضرورت تھی محمد خان نے بادشاہ سے ایکہزار من

سمجھکر جیت کو راہی ہوے نواب کے پاس اکہزار آدمی سے زیادہ نرہی بندیلون نے فوج کے لوٹ جانے کا حال سنکر اجھیتر کی پہاڑیون سے خروج کیا محمد خان اُنکے مقابلہ کیواسطے سوار ہوکر آگے بڑھا اور ایک فرد لشکر کو بھی پیچھے لشکر گاہ مین نچھوڑا شام سے غروب آفتاب کے دو گھنٹہ کے بعد تک برچھی و تلوار و تیر و بندوق کی لڑائی ہوتی رہی آخر کار غنیم اجھیتر کی پہاڑیون کی طرف سے پسپا کر دیئے گئے محمد خان تین گھنٹہ اپنی جگہ پر قایم رہا اور اُس کے سردار مفرورین کے جمع کرنے کے لئے روانہ ہوئے پیشتر پہونچنے سرداران مذکور کے مقام جیت پور مین آدمی محمد خان کی کل اطراف و جوانب مین منتشر ہو گئے تھے اُس کے ساتھیون نے صلاح دی کہ لوٹ چلنا بہتر ہے اب تک محمد خان ثابت قدم رہا اور اُسنے ارادہ مصمم کیا تھا کہ اپنے سپاہانہ نام کو قایم رکھے مگر سب کچھہ عزتین اُسکو حاصل ہو چکی تھین اب اُس نے چاہا کہ فوج مفرور کے جمع کرنیکے واسطے کوچ کرے محمد خان چاہتا تھا کہ موت سے اپنے نجات پاوے مگر چونکہ پیمانۂ حیات مستعار ہنوز لبریز نہوا تھا محمد خان آدھی رات تک ایسا لڑا کہ کوئی کافر اُس کے چپ و راست نظر نہیں آتا تھا جیت پور پہنچکر محمد خان نے مورچون کا استحکام کیا مگر سامان رسد کچھہ بھی موجود نہ تھا نہ منگوانے کا وقت تھا مرہٹے قایم خان کو شکست دیکر جلد لوٹے اور قصبۂ جیت پور اور اُس کے قلعہ کو بھی جس مین محمد خان نے معہ اپنی فوج کے پناہ گیر ہوکر پھاٹک بند کر لئے تھے محاصرہ مین کر لیا طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی اکبر خان ولد نواب نے جو طاقت مین شہرہ آفاق تھا بڑے بھاری پتھر فصیل قلعہ پر سے نیچے ڈھلکا کر بہت سے مرہٹے کچلڈالے جب محاصرہ گیرون نے جانے مذکور کو حملہ سے لینا دشوار

پھر رات گئے جسوقت خوب تاریکی چھائی ہوئی تھی بازوی دہات پر لڑائی ہونے لگی اور ایسی آگ برستی تھی جیسے پتے درختون سے گرتے ہین چار سپاہی فوج اعدا کے کام آئے اور کچھ گھوڑے اور اونٹ گرفتار کر لئے گئے اسوقت یہہ خبر دی گئی کہ باجی راؤ نے اپنے بھائی کو جو اُن دنون گوٹا و بوندی کی جوانب کو لوٹ مار کر رہا تھا طلب کیا ہی +

مرہٹون نے بتدریج مسلمانون کو چارون طرف سے گھیر لیا اور پیچھے فوج کے ناکے قایم کر کے وہانسے بڑی ہوشیاری کے ساتھہ اُنکے نگران رہے ہر طرف سے اُنکے رستہ بند کر دئیے نرخ غلہ گران ہوگیا منڈوا جوادنی قسم کا اناج ہی بیس روپیہ کا سیر بھر ملتا تھا اور دوسرے قسم کا اناج بالکل دستیاب نہین ہوسکتا تھا فوج اسلامیہ مین سب امیر و غریب (۱۰ مارچ سے لغایت ۱۰ امئی ۱۷۲۹ء) تکالیف سخت گوارا کر کے گھوڑے و اونٹ و گائے کے گوشت پر بسر کرتے رہے کسیوقت دن و رات مین اُنکو آرام نہین ملتا تھا دن بھر مین اُنکو پانچ یا چھہ مرتبہ مقابلہ کرنا پڑتا تھا جسطرح پر ستارے طلوع آفتاب کے پیشتر نہان ہو جاتے ہیں اُسی طرح پر ہر روز دشمن کھائیون اور جوف مین پہاڑیون کے بھاگ جاتے تھے محمد خان کے پاس اسقدر فوج بھی نہتی کہ کسیقدر سپاہ کو خیمون کی محافظت کے لئے چھوڑ کر باقی آدمیونسے دشمنون کی جائے پناہ پر حملہ آور ہووے یا یہہ کہ دشمنونکے بھاگنے پر اُنکا تعاقب کرے +

جب مرہٹون نے سُنا کہ قایم خان بیٹا نواب کا مقام سوپا میں چھہ کوس چپت پور کے دوسری طرف معہ سامان رسد و سپاہ امدادی کے آپہونچا تو اُس کے مقابلہ کے واسطے اودھر چلے محمد خان کی فوج چونکہ بوجہہ گرانی غلہ و عدم وصول تنخواہ کے عاجز آگئی تھی اِس موقع کو غنیمت

سرکاری توپ واپس کر دو اور جاگیرون مین دست اندازی کرنے سے باز رہو ایک اور بھی وعدہ تھا جسکا ایفا نہ ہوا تھا وہ یہہ تھا کہ جگت رای کے گماشتے آٹھہ لاکھہ روپیہ مالگذاری سینڈا کی ادا کرینگے محمد خان ہردے ساہ کو یاد دلاتا ہی کہ وہ جاگیرین پچاس یا ساٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ آمدنی کی ہین مین کبھی اپنے دعوے نہ چھوڑونگا وہ عہد صرف مصلحت وقت دیکھکر کیا گیا تھا اب مین بمدد خدا اپنے حق کا دعوی کرونگا جو اگر اپنے تئین تم دوست بناتے ہو وہ جاگیرین اورون کی دست برد مین جانے دوگے تو اسبات کے جواب دہ ہوگے اُسی خط مین محمد خان لکھتا ہی کہ مین خوش ہون کہ تم نے پرگنہ جات اولی وکھار ورام دیر وکونچ وغیرہ لچھمن سنگہہ سے لے لئے ہین اور مجھے امید ہی کہ تم کالپی وجلال پور وسینڈا اور موندھا کو بھی لے لوگے یہہ کل احکام بطور دہمکی کے سمجھے گئے جنکی تعمیل کبھی ممکن نہ تھی محمد خان کو اب حکم ہوا کہ صرف پانچسو آدمی لیکر قایم خان کو باقی ماندہ فوج کا افسر کرکے دربار مین حاضر ہو محمد خان نے جواب لکھا کہ مین گھر کو جاتے ہوئے جلال پور تک آپہونچا ہون مگر میری فوج نے آمادہ فساد ہوکر مجھے روک رکھا ہی کیونکہ ایک کرور روپیہ سے زیادہ اُنکو واجب الادا ہی جب لڑائی ہوتی تھی تب فوج کو سوائے جنگ وجدل ومقابلہ کے کچھہ دوسری فکر نہ تھی مگر جب سے کہ بنگالہ مین آنا ہوا ہی اور قایم خان شریک ہوا ہی اُسی وقت سے فوج نے تنخواہ و خوراک کے تقاضے مین بہت زیادتی کی ہی یہہ لوگ صبح وشام اور دن رات تقاضا کیا کرتے ہین یہانتک کہ مجھہ کو کھانا و سونا حرام ہوگیا ہی حقیقت مین محمد خان کی عقل پریشان تھی اور اس زندگی سے اُسکو موت بہتر معلوم ہوتی تھی محمد خان نے بادشاہ

سمجھا تو آمادہ ہوئے کہ محصوران قلعہ کو بھوکوں مار ڈالیں محاصرہ جیت پور کئی مہینے تک رہا
یہانتک کہ غلہ کھانیکے واسطے بالکل نرہا تب سپاہیوں نے گھوڑے و بیل ذبح کرنا شروع کئے آٹا
سو روپیہ سیر بھی نہین دستیاب ہوتا تھا بعض مرہٹے شب کو آٹا لاتے تھے جسمین نصف آرد
استخوان ملا ہوتا تھا قلعہ کے اندر کے لوگ رسی کے ذریعہ سے روپیہ نیچے اُتار دیتے تھے اور
آٹا سو روپیہ سیر کے نرخ سے لیکر اُسے رسی سے اوپر کھینچ لیتے تھے بہت سپاہی فاقہ کشی
کرکے مرگئے اور بہت سے نواب کو چھوڑ کر قلعہ سے بھاگ نکلے باجی راؤ نے گارد کو حکم
دے رکھا تھا کہ جو کوئی آدمی محمد خان کا ہتھیار حوالے کردے اُسی پر قانع رہو محمد خان کو
یہہ معلوم نتھا کہ میرا بیٹا میری مدد پر آتا ہی جب محمد خان جیت پور سے کئی کوچ نکل آیا تب قایم خان
اُسکو ملا اور اُسنے یہہ صلاح دی کہ لوٹکر پھر لڑنا چاہئے مگر محمد خان نے عہد شکنی کرنے سے
انکار کیا مصنف سیر المتاخرین بھی باوصف اِسکے کہ بڑا ناآشنا مزاج اور قایم خان کے
خلاف ہی ایسے وقت نازک پر قایم خان کی اِس عمدہ کارروائی کی تعریف مجبورانہ کرتا ہی +
محاصرہ جیت پور تین مہینے اور دس روز تک رہا یعنے نصف مئی سے آخر اگست سنہ ۱۷۲۹ء تک
مطابق ماہ شوال سنہ ۱۱۴۱ھ سے لغایت صفر سنہ ۱۱۴۲ھ، محاصرہ اُٹھنے پر محمد خان کا تعلق اُس حصہ
ملک سے نرہا اپنے حین حیات بادشاہ اور اُس کے ناراضامند وزیر کو اپنے نقصانات و
دعوی جتاتا رہا حدود بندیل کھنڈ مین جو جاگیرین براے نام اب بھی اُس کی تھین اُسپر
نہ اُسکا کچھہ اختیار رہا نہ اُنکی مالگذاری اُسکو وصول ہوئی ایکمرتبہ صرف جب محمد خان
مالوہ مین تھا اُسنے اپنے جلی دوست ہردے شاہ کو لکھا کہ موافق عہدنامہ مقام کرلہ کے

بعض آدمیون نے بھوک کی وجہہ سے ہتیار دیکر چلا جانا پسند کیا صرف قریب ایکہزار یا بارہ سو آدمیون کے نواب کے ساتھہ رہگئے ٭

جسوقت مرہٹے محمدّ خان کو گھیرے پڑے تھے اُسوقت قایم خان بہت دور پر ترہوان کے قریب تھا حسب الحکم اپنے باپ کے قایم خان اُس کی مدد کو بڑھا جب مقام سوبار چند میل کے فاصلہ پر جیت پور سے پہونچا تو وہان مرہٹون سے مقابلہ ہوا چونکہ قایم خان کے پاس ہزار آدمی سے زیادہ نہ تھے اسوجہہ سے شکست کھائی بہت آدمی کام آئے اور رسد وغیرہ بھی جو ہمراہ تھی سب برباد ہوگئی اب قلعہ والون کی امید جلد نجات پانے کی بالکل منقطع ہوگئی صرف محمد خان کا بادشاہ و دیگر اُمرا اور رئیسان سے ایسے وقت نازک میں اپنی رہائی کیواسطے مدد چاہنا باقی رہگیا مگر یہہ کوشش بھی سودمند نہ ہوئی باوصف اِسکے کہ اطراف و جوانب مین مدد رسانی کے لئے استدعا کی مگر ایک فرد بشر بھی دستگیری پر آمادہ نہ ہوا جب ایسی مصیبت مین کوئی فکر کام نہ آئی تو محمد خان نے اپنے بیٹے قایم خان کو لکھا کہ سعادت خان برہان الملک بہادر جنگ اور عبد المنصور خان کے پاس جاکر مدد طلب کرو محمد خان نے حکم دیا تھا کہ اُس فوج امدادی کو خود اپنی کمان مین لیکر مجھے مرہٹون کے جال سے خلاصی دو قایم خان فیض آباد کو پاس سعادت خان و عبد المنصور خان کے گیا سعادت خان کی لڑکی کے ساتھہ عبد المنصور خان نے شادی کرلی تھی اور نیز وہ سعادت خان کا بھانجا تھا ٭

امراے مذکور نے کچھہ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی بلکہ اُنسے بھی ششن و پنج مین

سے سند عالی تھی کہ جو دو لاکھ ماہواری کا وعدہ قبل عبور جمنا کے کیا گیا تھا اُس مین سے کچھہ فوج کی رضامندی کے واسطے مرحمت ہو ✦

یا یہہ کہ ایک فرمان الہ آباد پر اُنکو عطا ہووے تاکہ اُنکی تنخواہ اُن محال سے جو دشمنون سے بندیلکھنڈ مین واپس لئے گئے ہین دیجاوے ایک سند بنام قایم خان واسطے سرکار گھوڑے کے شروع ۱۱۴۱ھ سے جبکہ سید عبد اللہ خان پر چڑھائی ہوئی تھی اور جس زمانہ مین دلیر خان کی درخواست پر حکم عطای سرکار مذکور لکھا گیا تھا دیجاوے اور نیز ایک سند بنام اکبر خان واسطے فوجداری پرگنہ ارچ کے مرحمت ہووے ✦

اب محمد خان نے بادشاہ کو خبر بھیجی کہ میری کل فوج نے بٹوا کو عبور کیا اور بسرعت کالپی پہونچکر جمنا کو عبور کر لگی جمنا پر سب چھوٹی بڑی سولہہ کشتیان موجود تھیں اس عرضداشت مین محمد خان پھر سلسلہ شکایت جاری کرتا ہی وہ لکھتا ہی کہ درباریون نے مجھہ کو بیوفا اور باغی مشہور کیا ہی اور باوجود احسن خدمات کے وہ ۲ لاکھہ روپیہ ماہواری بھی نہ دیئے گئے ہیں ✦

قایم خان نے حال مین بہت فوج اکٹھا کی تھی بادشاہ نے یہہ سمجھا کہ روپیہ کہان سے آویگا کیا بادشاہ یہہ سمجھتا تھا کہ قایم خان کو علم کیمیاگری ہی یا زمین سے دفینہ نکال سکتا ہی اگر اور کسی شخص نے ایسے وقت مصیبت میں اسقدر سپاہ کثیر جمع کی ہوتی تو بڑا انعام پایا ہوتا اُسوقت نواب کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ جو تنخواہ ہمکو فرخ سیر کے زمانہ مین ملا کرتی تھی وہ اب بند ہوگئی یہہ بات بڑی بے انصافی کی ہوئی اُسکو بلا تشدد چلا جانے دو

سعادت خان نے ایک سر سوار کو واسطے لانے قایم خان کے بھیجا مگر نواب کے اس
حکم کا کچھ لحاظ نہ کر کے قایم خان نے شاہجہانپور کی طرف راہ لی وہان اہلوگ بھی اُسکے
شریک ہوگئے پھر وہانسے بمقام ننگ گڈھ مین جو علیمحمد خان روہیلہ کا مسکن تھا پہونچکر اور کمک
حاصل کی مو پہونچنے پر بہت سی رنگروٹ اُسکے نوکر ہوگئے اب فوج قریب بیس ہزار کے جمع ہوگئی چونکہ
ہر شخص کی تنخواہ سو روپیہ ماہواری مقرر تھی اسوجہہ سے صرف کثیر تھا قایم خان نے پہلے
کل مال و اسباب نواب کا اور بہت روپیہ صرافونسے قرض لیکر اُن لوگونکو دیدیا تھا تب اُن لوگون
نے اپنا نام لکھایا تھا اب آگے بڑھکر جمنا کو عبور کر کے بندیل کھنڈ مین گذر ہوا جب
بندیلون نے سنا کہ قایم خان فوج عظیم لیکر آتا ہی تو محمد خان سے جلد عہد و پیمان کر لیا
اُنہون نے محمد خان سے تحریری اقرار کرالیا کہ اب کبھی ہم پر چڑھائی نکرو بلکہ جو کچھہ
خراج قدیم سے مقرر ہی محمد خان بادشاہ کو لکھتا ہی کہ اگر آپ عنایات قدیم کو دو بالا
کرین تو مین خدمت مین بسر و چشم حاضر ہون ورنہ مین لباس فقیری پہنکر دنیوی امورات
کو چھوڑ دونگا اور رضای جناب زیارت مکہ کے واسطے چلا جاؤنگا محمد خان نہایت درجہ
متردد تھا جو کچھہ اُسنے لکھا فوج کی خاطر جمعی کے واسطے تھا جسکو سب خطوط دکھائی گئے
تھے اگرچہ اُن لوگون کی تنخواہ اسقدر باقی تھی مگر بوجہہ لحاظ ہمقومی کے اُنہون نے
محمد خان کو دربار جانے سے نہ روکا جب محمد خان نے سنا کہ دربار مین یہہ خبر مشہور
ہی کہ محمد خان حاضر نہین ہوا چاہتا ہی تو بہت متالم ہوا اور دعا مانگی کہ خدا کا قہر و غضب
اُس شخص پر نازل ہو جس نے یہہ بے بنیاد بات اُڑائی ہی پھر ایک حکم تازہ مشعر طلبی

والی بنگش انکی دن سعادت خان کی فوج کے ایک رسالدار قوم افریدی سے جو بارہ سو پٹھان کا
افسر تھا قایم خان سے کہا کہ تمہیں نہ یہان سے فوج ملیگی نہ تم خود یہانسے جانے پاؤ گے
اب تم کوئی اور تدبیر کرو قایم خان کی مان بی بی صاحبہ نے جب دغابازی کا حال سنا
تو نیکنام خان چیلہ کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص نے وہان پہونچتے ہی رسالدار موصوف
کے پاس جا کر اسکو معہ اسکے پٹھانوں کے جو مئو و فرخ آباد و شاہجہانپور دآنولہ کے
رہنیوالے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی نسبت تمہارے حق مین
یہہ بہتر ہوگا کہ اس کی خلاصی کراو نیکنام خان نے ان لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت
نقارے میرے لشکر مین بجین اسوقت سب لوگ جمع ہو جاؤ اسیدن قایم خان و نیکنام خان
عبدالمنصور خان کی ملاقات کو گئے اور روانگی کے لئے رخصت چاہی عبدالمنصور خان نے
جوابدیا کہ مین نے فوج طلب کی ہے وہ چند روز مین پہنچنے والی ہے اسکا انتظار لازم ہے
نیکنام خان نے محمد خان کو زبردستی سے اٹھایا اور سعادت خان کی طرف اشارہ کر کے
قایم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو انکے ذریعے سے رہائی نہیں دلا سکتے ہو یہہ کہکر
حالت غضبانی مین قایم خان کو باہر دیوان عام کے ہاتھہ پکڑ کر نکال لایا امرائے مذکور
کے ساتھہ ساٹھہ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوئے موجود تھے جنکو یہہ حکم تھا کہ اگر کوئی انکی
طرف انگلی چھونے کے واسطے اٹھائے تو اسکو مار ڈالو جب قایم خان و نیکنام خان
لشکر میں پہونچے تو نقارے کوچ کے بجے ان کی آواز سنتے ہی بارہ سو پٹھان جو
عبدالمنصور خان کے نوکر تھے اسکو چھوڑ کر قایم خان کے پیچھے ہولیے بمجرد اجتماع اس جمع

(مطابق ۱۹ ستمبر ۱۷۳۹ء) سنہ ۲۲ جلوسی مین ملی صوبہ الہ آباد کی علحدگی نسبت بخش
کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مقام مالوہ مین ہوئی ظہور مین آئی جہانکہ
محمد خان اُسوقت موجود تھا ✦

ایک نقل جس سے حال اُسوقت کی کارروائی کا ظاہر ہوتا ہی شرایف عثمانی مین درج ہی
کہ جب محمد خان بندیل کھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو
قایم خان کی فوج مین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے
ایک قاضی مسمی محمد احسان کو لایا جسکی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کرلی تھیں
نواب نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا دہ قاضی
محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا۔ اُسوقت مین سلطنت کا ستارہ اوج پر تھا اور
یہہ کہاوت درست تھی کہ ہندوستان کا بادشاہ مثل خدا کے زمین پر رہتا ہی ✦
دہلی پہونچنے پر محمد خان نے پہلے حضور سے صوبہ الہ آباد مانگا مگر بادشاہ نے یہہ
حیلہ کیا کہ اب اُسکا دینا مصلحت نہین ہی بمجرد استماع اس جواب کے محمد خان نے
ہاتھ بڑھا کر خاص بادشاہ کے پاندان سے پان لئے اور جہان کھڑا تھا وہین بیٹھ گیا
صمصام الدولہ خان دوران خان اس کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ نواب غضنفر جنگ
اس کے کیا معنی محمد خان نے جواب دیا کہ جب تک مین نوکر تھا کھڑا رہا اب مین خدمت
سلطانی سے مستعفی ہوا ہون پھر کیون کھڑا ہوؤن بادشاہ نے محمد خان کو ٹھنڈا کرنا
کرنا چاہا مگر کچھ سودمند نہوا اُسی دن بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کی فوج کی تنخواہ

دربار کے وصول ہونے پر محمد خان حالات مصرحہ صدر کو پھر دوہراتا ہی +

بتاریخ ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ھ کو (مطابق ۲۳ ستمبر سنہ ۱۷۲۹ع) واپس آنے پر جمنا
کا عبور ہوا دریا بہت طغیانی پر تھا اور فوج کشتیون پر اُترنے کو تھی محمد خان کے اعلی
افسرون کے پاس گھوڑے نہ تھے کیسلئے کہ وہ بڑی چڑھائی سے ٹوٹ گئے تھے اور جو
گھوڑے خریدے تھے وہ ابھی تک نہ پہونچے تھے اسوجہہ سے یہہ لوگ سواری
سے مجبور تھے دربار پہونچنے پر محمد خان کو امید تھی کہ روشن الدولہ میرا کفیل ہوگا اور
مجھے اسناد واسطے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے بنام قایم خان دلوادیگا
پیر علیخان جو دربار میں محمد خان کا گماشتہ تھا اوس کے پاس وہ حکم تھا جس سے کہ
بادشاہ نے زمینداری و فوجداری سرکار گھوڑا کے دلیر خان کو دیدی تھی نہ کچھہ جواب
درخواست عطاے فوجداری اُرچ پر مرحمت ہوا تھا القصہ محمد خان دربار پہونچا پہونچنے
کے بعد گیارہ مہینے تک (اکتوبر سنہ ۱۷۲۹ع سے لغایت ستمبر سنہ ۱۷۳۰ع) محمد خان اُن بدسلوکیوں
جو اُسکے ساتھہ کی گئین بیان کرتا رہا مصنف سیر المتاخرین لکھتا ہی کہ بندیل کھنڈ
مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا تھا یہہ بات
بالکل صحیح نہیں ہی کیونکہ اگر کتاب تبصیرۃ الناظرین معتبر سمجھی جاوے تو اوس سے پایا
جاتا ہی کہ صوبہ الہ آباد سربلند خان مبارز الملک کو سنہ ۱۱۴۳ھ تک (مطابق جولائی سنہ ۱۷۳۰ع
سے لغایت جون سنہ ۱۷۳۱ع) عطا نہ ہوا تھا قبل اسکے محمد خان پر پھر نظر الطاف و کرم بند
ہوگئی تھی اور اُسے ایک سند واسطے نظامت مالوہ کے ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ھ کو

جو بجاے علاقہ تھا اُسکو نہ ملا صرف صوبہ مالوہ پر جسے مرہٹون نے تخت و تاراج کیا تھا اور جسمین اب بھی ہر وقت اُن کی حملہ آوری کا خدشہ تھا قناعت کی سند تقرری مالوہ کی رقم زدہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳ جلوسی ہجری مطابق ۱۱۴۳ھ – ۱۹ ستمبر ۱۷۳۰ء الفاظ سند کے یہ ہین بشروط بدستور معمول حسب الضمن ٭

روشن الدولہ کے ذریعہ سے یہ صوبہ حاصل ہوا تھا اور ایک لاکھ روپیہ جو خزانہ سے ملا تھا روشن الدولہ نے اپنے تصرف مین کیا دو ہزار روپیہ اسمین سے بطور رشوت فیلخانہ کے نوکرون کو دیا گیا تاکہ ان سے چار ہاتھی باسانی ملجاوین باقی روپیہ روشن الدولہ نے اپنے تصرف مین کر لیا ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کوکہ جیو سے کیا گیا تاکہ دعوی جاگیرات کا جلد تر تصفیہ ہو جاوے خزانہ شاہی سے پہلے تو ساٹھ لاکھ بعدہ بچاس لاکھ روپیہ مقرر ہوا تھا مگر بتدریج تعداد انعام کی بہت حقیر رہگئی حالانکہ راجہ جیسنگہ سوائی کو دو مہینے کی مہم کی بابت بتیس ۳۲ لاکھ روپیہ عنایت ہوا جسوقت محمد خان دہلی سے روانہ ہوا تب امیر الامرا خاندوران خان و روشن الدولہ نے یہ اقرار محمد خان سے کیا تھا کہ تمہارے متھرا یا اکبر آباد پہنچنے پر دستون کیواسطے جاگیرین اور سند واسطے فوجداری گوالیار کے تمکو دیجاویگی محمد خان گوالیار پہنچ گیا مگر ابھی تک کچھ انعام و اکرام نہ آیا منگل خان کو بوجہ نہ ایفا ہونے اُن وعدون کے دربار مین ابھی تک ٹھہرا ہوا تھا منگل خان کی جاگیرین پرگنہ جات مورانوہ و سبر سندیا دہلی کی اور میر محافی نیم کھار کی روشن الدولہ نے بہت عرصہ سے اپنے قبضہ مین

بیناق کردو نواب محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان بابت تقاضا ایک مطالبہ روپیہ کے جو روح الامین خان سے واجب الادا تھے اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا ہوا قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا اور محمد خان نے فرخ آباد کی راہ لی ٭

انشاء یار محمد مین ایک جگہ لکھا ہی کہ اسوقت مین اکبر خان نواب کا بیٹا الہ آباد مین بطور نایب کے محمد خان کا کام کرتا تھا اپنے سوانح عمری کی طویل بیان مین یار محمد نے یہہ بھی لکھا ہی کہ مین بھگونت راے کو چھوڑ کر بارادہ لینے ایک قلعہ کے نول سنگہ سے متفق ہوگیا تھا جب یہہ دونون اپنے مقصد مین ناکامیاب رہے تو پھر الہ آباد کو گئی نول سنگہ اکبر خان کا نوکر ہوگیا اور یار محمد نے بھی اپنے ساتھیون کو موقوف کرکے ایک عارف مسمی خوب اللہ کے مکان مین پناہ لی اکبر خان نے ایک عصابردار اُس کے لانیکے واسطے بھیجا مگر چونکہ یار محمد کا لڑکا نو مہینے کا اُسی دن مرگیا اِسوجہہ سے اُس نے جانے سے انکار کیا اسبات پر فساد ہوا اکبر خان نے زیادتی کرنا چاہی مگر بھائیون نے کہا کہ ہم عارف کے مکانپر کبھی حملہ نکرینگے وجہہ اکبر خان کے دخل دینے کی یہہ تھی سعادت خان برہان الملک نے استدعا کی تھی کہ یار محمد فراری کو گرفتار کرکے بھیجو غرضکہ اکبر خان اُسکو گرفتار نکرسکا بعد ایک ہفتہ کے ایک سند سربلند خان صوبہ دار حال کیطرف سے آئے جس مین تحریر تھا کہ روشن خان تراہی میرا نایب مقرر ہوا ٭

مہم مالوہ

۱۱۴۹ھ کے آخر مین دہلی پہونچکر محمد خان نے عرصہ دراز تک پیغام رسانی کی صوبہ الہ آباد

لیکن انہون نے شکستہ اور ناقص توپین حوالے کی من جملہ صرف تین فلوس کے
وزن کی گولی جا سکتی ہو اور انکا پلہ بھی بہت کم ہے مین انکی عوض مین خراب سے لونگا
ان مین نہ گاڑی نہ بیل وغیرہ تھے اور محمد خان کو مجبورانہ جیسی کہ وہ تھیں سے لینا پڑین
محمد خان کے گماشتہ سے کہا گیا کہ میر آتش کا حکم نسبت سپردگی ان اتواپ کی جنمین
ایک سیر سے تین سیر تک وزن کا گولہ پڑ سکے حاصل کرو محمد خان کا ارادہ ہوا کہ جسقدر
توپ مہیا ہو سکین لیکر روانہ ہووے چونکہ وہ بڑی توپ جو بادشاہ نے دی تھی اسکا
پیالہ خراب ہو گیا تھا اور دوسری جو پیشتر نجابت علیخان کے پاس تھی دربار کو
واپس کر دی گئی تھی لہذا ایک بڑی توپ کے واسطے جسمین چودہ سیر سے پندرہ سیر
تک کا گولہ پڑ سکے اور نیز دو کسیقدر چھوٹی توپون کیواسطے استدعا کی گئی یہ توپین قلعجات
اکبر آباد و گوالیار سے جہان بڑی بڑی توپین سلح خانہ مین موجود تھیں ملسکتی تھیں ٭
اکبر آباد مین تین چار سو سوارون نے ہر روز اپنے گھوڑے دغوانے کے لئے حاضر کئے
حاضری پر پندرہ یوم کی تنخواہ اور کچھ واسطے ضروریات کے ہر فرد لشکر کو پیشگی دیا گیا
محمد خان نے آٹھ ہزار دو سو سوار اور دو ہزار پانچسو پیادے جمع کئے یہہ فوج بطریق
ذیل تقسیم ہوئی تھی ٭
پانچسو سوار اور ایکہزار پیادے زیر حکم مقیم خان کے تھے - چار سو سوار اور سات سو پیادے
داؤد خان کے زیر کمان تھے - چھہ سو سوار اور چھہ سو پیادے ماتحتی مین سعادتخان
کے - دو سو پیادے بختاور خان کی کمان مین - اللہیار خان اور دمولپور بارے کے

زلی تعین اُس دعوی کے تصفیہ کے لئے منگل خان نے اصرار کیا تا کہ جاگیردار اپنی
طیاری کا سامان مہیا کر سکے دیگر جاگیرات مطلوبہ محمد خان حسب ذیل ہیں +
دس لاکھ دام واسطے منگل خان کے اُس کے وطن قصار کی مالگزاری سے - بیس لاکھ
دام واسطے عبدالنبی خان کے پرگنہ اونٹہ سے جو اُس کے باپ کے قبضہ میں بطور جاگیر
رہا تھا - دس لاکھ دام واسطے شیخ بیچی کے پرگنہ جات شیر گڈھ و تھانہ کی آمدنی سے جو اسکی
خاندان کی جاگیر تھی - پانچ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخان کے اُسکے وطن قنوج
کی آمدنی سے - پندرہ لاکھ دام واسطے سید شرف علیخان کے اُس کے وطن قنوج کی آمدنی
سے - پندرہ لاکھ دام واسطے سید جعفر حسین خان کی مالگزاری شاہ پور سے - دس لاکھ
دام واسطے کالیخان و شجاعت خان کے بدایون سے - پانچ لاکھ دام واسطے دلاور علی
خان اور رنگ آبادی کے مالگذاری کرنال سے جو قدیم الایام میں اُسکے آبا و اجداد
کی جاگیر میں تھا - پانچ لاکھ دام واسطے مصطفی خان کے مصطفی آباد سے پانچ لاکھ
جھوسی سے اور پانچ لاکھ چائل سے واسطے صداقت خان کے - پانچ لاکھ دام
واسطے حیدر علی خان کے پرگنہ اکبر آباد سے - نواب کے کارندوں کو ہدایت ہوئی
تھی کہ اِن معافی کے روپیوں کا سیاہہ نہ لیوین اگر وہ مشروط بہ بائی باقی نہوں
تاریخ پنجم جمادی الاول ۱۳ سنہ جلوس کو مطابق ۱۱۸۳ھ - ۵ نومبر ۱۷۶۹ع محمد خان
نے آگرہ سے لکھا کہ منجملہ اُن ساٹھہ توپوں کے جنکی سپردگی کا حکم ہوا تھا قلعہ دار نے
صرف اونتیس ضرب توپ حوالے کی ہیں باینہمہ کہ دو ہزار توپ سلحخانہ میں ہیں

فوج سے ہوئے دھولپور سے کچھ فاصلے پر چنبل کے قیام کیا مقیم خان و داؤد خان

و سعادت خان نے معہ توپ خانہ کے عبور کیا مگر آٹھوین کو باقی فوج دریائے چنبل سے

پار ہو سکی کیونکہ اُسوقت مین دریا پایاب نہ تھا اور کشتیان بھی چھوٹی اور تعداد مین کم تھین

نوین کو محمد خان بھی پار ہوا اور لشکر بھی اُس کے پیچھے روانہ ہوا وہان سے ایک رات

کوچ کرکے یہہ لوگ گوالیار داخل ہوئے محمد خان نے گوالیار پہونچکر مکرر درخواست واسطے

فوجداری گوالیار کے کی کیونکہ بغیر ایسے دباؤ کے ساہوکاران و دیگر افسران زیرکمان

محمد خان سے دلی مدد کی کچھ امید نہین ہو سکتی تھی محمد خان سے دہلی چھوڑنے کے پیشتر

وزیر نے فوجداری دینے کا وعدہ کیا تھا مگر جب اسے دہلی سے نکال پایا تو پھر اُسکی

عرایض پر کچھہ توجہ نکی جےسنگہ والی امبر و کلا ہس نے یہہ سنا کہ سند واسطے گوالیار

کے نہیں پہونچی فوج جمع کرکے کھنڈی نام سے جسے کہ اُس نے قلعہ بجور سے نکال دیا تھا

جنگ شروع کردی کہ ایکی فوج کو اپنے گھرون کے پاس نوکریان ملگئین لہذا جاکر تمامین

کے شریک ہوگئے اگر ساہوکاران و فوج زنا آشنا کو یہہ معلوم ہوجاتا کہ محمد خان فوجدار گوالیار

ہوگیا تو کبھی ہو سے ریاست اپنے ایک سے اور کہین نوکری کی تلاش نہین کرتے

لوبت سنگہ والی اُچھا اور اسکے بیٹے کنہیا و دراؤ و بدھ راجہ دتیا جےسنگہ

عالم نبودی و کلا رن بدھ دیا ناجه درجن سنگه راجه چندیری ٹاگا وغیرہ سب کے لیے دہلی

سے احکام آئے کہ بموجب حکم محمد خان کے کارروائی کرو سیہ نجابت علی خان فوجدار ایرچ

کو بھی حکم ہوا انگی آیا منجانب مہاراجہ ایھائی سنگہ والی مارواڑ جےسنگہ دیا سنگہ راٹھور

دلاور علی خان و دو ہزار سوار سے زیادہ لائے تھے - پانچسو سوار زیر حکم شایستہ خان و مصری خان
و خداداد خان و محمد خان و دیگر سرداروں کے جو کاہم سات سردار فیروز آباد و شکوہ آباد
کے تھے - فتح خان یوسف زئی و عبرت خان و دیگر سردار دو سو سواروں کے ساتھہ آئے
تھے اور اسیقدر سوار راجہ بہرپرشاد عامل راجہ جیسنگہ سوائی نے بھی زیر حکم متھرا کے چوبون
کے روانہ کئے تھے - ماسوائے ان افواج کے مئو و شاہجہانپور و شاہ آباد و کٹھر سے قریب
دو ہزار سوار کے آئے تھے نیز کچھہ سپاہ شاہجہان آباد سے آکر ملگئی تھی نواب
روشن الدولہ نے بھی پانچسو سوار و ایکہزار پیادے رومیون و عرب و حبشیون میں سے جو اسکے
نوکر تھے دینے کا وعدہ کیا تھا عمر خان و دلیر خان و یار محمد خان ولد دوست محمد خان و دیگر
اعلی سپاہیان روحین و نمروالہ و سہرنج نے خبر دی کہ ہم لوگون کے پاس بیس ہزار
سے زیادہ سپاہ طیار ہے حکم ہوا کہ ہم سے متعلم مروار دکا لایاغ مین ملجاؤ اگر یہہ لوگ
گوالیار کو طلب کئے جاتے تو دو مہینے کی تنخواہ پیشگی مانگتی اور روپیہ انعام کا خزانہ
سالانہ سے پیشتر گوالیا چھوڑنے کے صرف ہوجاتا محمد خان نے کوشش بلیغ کی کہ
روپیہ تا پہونچنے او جین کے یعنے دو ماہ آیندہ تک کفایت کرے

القصہ بتاریخ ۲ جمادی الاول ۱۱۴۲ھ مطابق ۲ نومبر ۱۷۳۰ء فوج کا کوچ ہوا اکبر آباد
کو چھوڑکر اس سے انیس میل کے فاصلہ پر جانب جنوب مقام راجاجو جو دریائے بان
یا اوٹنگن پر واقع ہے خیمہ زن ہوئی دوسری صبح کو یعنے ۳ ماہ مذکور مطابق ۳ نومبر ۱۷۳۰ء

(مطابق ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۲۱ء) سارنگ پور مین جو فاصلہ پچاس میل اوجین سے ہی داخل
ہوا اسکے آمد کا حال سنکر ملہار ہولکر نے جو بیس ہزار آدمیون سے گردنواح سارنگ کو
تباہ کر رہا تھا اپنا سب اسباب و رسد وغیرہ نربدا کے پار بھیجدیا اور ہلکے سامان سے
شاہجہانپور کا محاصرہ کرتا رہا جو سارنگ پور سے قریب گیارہ میل کے جانب گوشہ جنوب
ومغرب کے اور اوجین سے قریب اکیس میل کے جانب گوشہ شمال ومشرق کے واقع ہے
جسدن مسلمان سارنگ پور کے قریب پہنچے اور فوج ابھی کوچ کرتی چلی آتی تھی کہ ایک
گھنٹہ قبل از غروب آفتاب یکایک دشمنوں نے نکلکر مقابلہ کیا محمد خان عماری ہاتھیون
پر سے علیحدہ ہوکر پالکی مین سوار ہوا اور کچھ فوج اپنی کمان مین لیکر آگے بڑھا فوج
اعدا جب دستہ پھیل کر چارون طرف سے حملہ آور ہوئی مگر بہت جلد مثل کوّون کے
غلیل کے دیکھنے پر گریز کر گئے چھ آدمی غنیم کے فنا ہوئے انکے سر حاضر کئے گئے اور انکے
گھوڑے بھی گرفتار ہوگئے چونکہ رات آگئی تھی اسوجہ سے مفرورین کا تعاقب نکیا گیا
بتاریخ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۳۶ھ (مطابق ۱۷ جنوری سنہ ۱۸۲۱ء) فوج اسلامیہ سارنگ پور سے
شاہجہانپور پہنچے دوسرے دن قریب دیہہ تلوری کے مقام کیا سہ پہر کو جب دشمنون
نے صورت دکھائی تو چند دستہ ہاے سپاہ انکے مقابلہ کیواسطے آگے بڑھی محمد خان کے
بڑھنے پر مخالفون کے پانون اٹھ گئے تین کوس تک انکا پیچھا کیا گیا ستر آدمی تلوار و
برچھی سے مارے گئے مقتولین کے سر اور گھوڑے معہ چھ یا سات قیدیون کے حاضر
کئے گئے پھر رات گذرنے پر تعاقب موقوف کیا گیا اور فوج اسلامیہ لشکرگاہ کو واپس آئی

م نظام بھیجے گئے مہاراجہ آدے پور نے خبر دی کہ مینی راو مگراج دھبالی کو معہ فوج
ونو پنجانہ کے مندشوار کی جانب بھیجدیا ہے

جبکہ محمد خان گوالیار ہی مین تھا ایک تاکیدی خط مرسلہ خاندوران خان بدین مضمون
وصول ہوا کہ چونکہ [illegible] ون نے دریاے نربدا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا ہے لہذا ضرور ہے کہ تم
بیدرنگ ولتساہل کوچ کرکے بغیر قیام کرنیکے سرونج مین آگے بڑھو اور بوقت عبور دریا
دشمنون سے مقابلہ کرو اسعرصہ تک چار مہینے ضایع ہو چکے تھے بمجرد صدور احکام
مذکور کے مقیم خان آگے روانہ کردیا گیا اور بعد کچھہ مقابلہ اور مجادلہ کے سرونج تک بآرام تمام
پہنچگیا سعادت خان مندشوار کو اور داود خان سارنگ پور کو بھیجا گیا جب محمد خان مقام
مندھوری مین جو اٹھارہ میل طرف جنوب کے سرانے نوٹ کے اسطرف اوجین کی جانب
واقع ہے پہنچا تب ایک خط رقمزدہ جمادی الثانی ۱۱۴۲ھ (مطابق دسمبر ۱۷۲۹ع) مرسلہ
آصف جاہ نظام الملک وصول ہوا اُس امیر نے محمد خان کی تقرر کی مبارکباد دیکر یہہ
تحریر کیا تھا کہ دریاے نربدا پر ہم تم ملین تاکہ مخالفان اہل اسلام کے خلاف کارروائی
کرنے کا مشورہ کیا جاوے نظام الملک نے نزدیک ہندوان پور کے عبور کیا تاکہ فتنہ فساد
مقام ملاناکو دور کرے کیونکہ اسنے خیال کیا کہ ایسا موقع پھر کبھی مجھے نہ ملیگا اسوجہہ سے کہ
[illegible] حصہ صوبہ مین بہت کم جایا کرتا ہون محمد خان نے نظام الملک کی اس راے کو
پسند کیا اور سمجھا کہ چونکہ مرہٹون نے باغواے ہندوان ارادہ غارتگری مالوہ کیا ہے تو
[illegible] م الملک حامی دین اسلام ہوکر اُنکو نربدا ہی پر روک دیگا بتاریخ ۱۰ماہ رجب ۱۱۴۲ھ

ازدلانہ مہوشے یہہ بات کہ مرہٹوں نے چند تجار کو قصبہ اندرو کے نزدیک متعلقہ تند عسل سندیلی میں لوٹا غلط تھے ۔

اس عرصہ میں محمد خان مقام دھار پر ۱۰ شعبان ۱۱۴۳ھ کو مطابق ۱۴ فروری ۱۷۳۱ء پہنچگیا تھا۔ ۲۲ ماہ رواں کو یعنے ۱۹ فروری ۱۷۳۱ء علی الصباح مرہٹے دھار کے قرب وجوار میں نمودار ہوئے مسلمانوں نے چند کو قتل کرکے اُن کے سر کاٹ کر معہ اُن کے گھوڑوں کے حاضر کیئے سہ پہر کو لڑائی بند ہوئی دوسرے دن بوقت صبح ہلکر نے معہ فوج کے روبرو آکر سلیمان خان پر جو تین ہزار سوار کا افسر تھا پہلا حملہ کیا لیکن پسپا کردیا گیا سرزم خان [illegible] سوار کان میں ایکدست راست پر اور محمد عمر خان فوجدار مانڈو دست چپ پر بسرعت آگے بڑھے محمد خان نے بزودی آگے بڑھکر فوج خصم کو ہزیمت دی ماسوا مجروحوں کے چند سردار بچاس ترکسوار میدان جنگ میں چھوڑ دیئے گئے مسلمانوں کی طرف بارہ آدمی کھیت رہے دو کوس تک دشمنوں کا تعاقب کیا بعد پہر رات آنے کے غازی اپنے خیموں کیطرف واپس آئے دس روز تک یعنے آخر ماہ شعبان تک مطابق ۲۶ فروری ۱۷۳۱ء بازار جدال وقتال گرم رہا ۔

کچھہ عرصہ تک کوئی خبر نظام الملک کے روانگی کی برہان پور سے سننے میں نہیں آئی آخرکار ۴ رمضان یعنے مطابق ۵ فروری ۱۷۳۱ء کو ایک خط آیا اور محمد خان نے قصد روانگی لسوی مزید اکیا اس سے پیشتر کچھہ درنگ بوجہ عدم رسیدگی دلیر خان کے ہوئی تھی دلیر خان نے محمد خان کو اب لکھا کہ یار محمد پہر ہی کچھہ فوج و چند [illegible]

باست . ان ملک ... جوکہ نذوہ تھے کہ مرہٹے صرف ایک ترک سوار ایک تھیہ پا گاؤں میں
خراج جمع کرنے کیواسطے چھوڑ گئے تھے بعد محمد خان کی آمد اور اپنی شکست کے مرہٹے نربدا
کے اسطرف بخوشی چلے گئے ۱۲ رجب ۱۱۴۲ھ (مطابق ۲۰ جنوری ۱۷۳۰ء) کو جین یعنے
دار الفتح میں محمد خان کا لشکر وارد ہوا ❊

جاسوسوں نے خبر دی کہ مرہٹے اپنا اسباب نربدا کے اسطرف چھوڑ کر بارادہ غارتگری
قصبہ جات و دیہات مالوہ پار اترتے ہیں اور یہہ بھی اطلاع دی کہ اُنھوں نے قصبہ بولائی
کا محاصرہ کر لیا ہے بنابران بتاریخ یازدہم شعبان ۱۱۴۲ھ (مطابق ۸ فروری ۱۷۳۰ء) محمد خان
نے اپنے خیمے نصب کر کے پھر دھار کی طرف بڑھکر میدان پکڑا کل افواج امدادی میں سے کنور
بہادر والی اُرچھا کی کمکی فوج پہنچی تھی ❊

جب محمد خان دھار کیطرف گیا تو اُسنے اپنے بیٹے احمد خان کو معہ عظیم خان و یار محمد خان
و دلیر خان کی سرکردگی بارہ ہزار سوار و بیس ہزار پیادوں کے جانب سارنگ پور
و شاہجہاں پور بمقابلہ ہلکر روانہ کیا مخالف بعد تباہ کرنے پرگنہ بولائی کے مندسور کیطرف
چین پاکر ہٹ گئے یار محمد نے ملہار ہلکر سے خفیہ دوستی پیدا کر لی اور دونوں سرداروں نے
پگڑیاں تبدیل کیں حیلتاً یار محمد نے فوج کو جھند پور کیطرف بڑھایا اس نمکحرام یعنے یار محمد نے
ہلکر سے کہا کہ ملک اوجین غیر محفوظ ہے اُسکو لوٹو اگر تم کامیاب ہو تو وہاں سے محمد خان پر دھار
کیطرف حملہ کرو ملہار نے بتحریک یار محمد اوجین پہنچکر رکاب گنج میں دو یا تین مکانات پھونکدئے
نائب دمقیم خاں ، بمقابلہ مرہٹان نکلا اور بعد کچھ جنگ و جدل کے مرہٹے محمد خان کیطرف

دی تھی کہ اُنکے پیغام قبول کرکے اُنکو اپنی جانب متفق کرلو *

۲۰ رجب (مطابق ۱۰ جنوری ۱۷۳۱ع) کو نظام الملک نے پھر مقام گالنہ سے محمد خان کو لکھا کہ ۱۷ رجب یعنے ۱۵ جنوری ۱۷۳۱ع کو بمجرد دیکھنے تمہارے خط کے مین برہانپور روانہ ہوا۔ نظام الملک کو یقین تھا کہ محمد خان بالکل تساہل نکریگا اور ہم دونون ملکر نسبت تدابیر کے گفتگو کرینگے بقول شخصیکہ دولت ہم از اتفاق خیزد پھر ایک نامہ محمد خان کو اطلاع دیتا ہی کہ راجہ ابھائی سنگہ باجی راؤ سے صلح کیا چاہتا ہی پیلاکا شکوار و کنٹہ باندو او داجی پوار و انند راو نی نظام الملک کے ساتھہ عقد دوستی مستحکم باندھا تھا اور ترنبک راو دبہاڑیہ جو حال ہی مین اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا اِن لوگون کے ساتھہ کارروائی کر رہا تھا اِن رفقا کی فوج قریب بیس ہزار سوار کے ہوگئے جمنا براد رباجی راو کے پاس نو ہزار سوار تھے اور وہ نانا باری کی گھاٹی سے جو گجرات کی طرف سے بڑھا چاہتا تھا باجی راؤ کی کمان مین تین یا چار ہزار سوار تھے ہلکر تین ہزار سپاہ لیکر مالوہ کی جانب گیا تھا روز جمعہ بتاریخ یکم شعبان ۱۱۴۳ھ (مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۳۱ع) نظام الملک نے جو قریب دھامن گانون کے تھا محمد خان کے خط کا جسمین اُسنے لکھا تھا کہ مین مقام سدھوڑے مین پہونچا جواب لکھا چونکہ دھامن گانون برہانپور سے تین کوس پر شمار کیا جاتا تھا اِسوجہہ سے نظام الملک کو جلد نربدا پر پہنچنے کی امید تھی *

نظام الملک نے بہت عجلت نہ کی کیونکہ وہ بروز یکشنبہ یعنے ۱۷ شعبان ۱۱۴۳ھ

اپنے گھر چلا گیا ہی اور میرا بھی ارادہ شریک ہونے کا ہی آپ میرا انتظار کریں غرضکہ ۲۸ کو دلیر خان آپہونچا اور ۲۹ شعبان مطابق ۲۶ فروری ۱۷۳۱ع کو دونوں سرداروں نے ڈبل کوچ کرتے ہوئے نربدا کی طرف راہ لی دیگر اسباب تاخیر کی شاید یہہ تھی کہ محمد خان بغیر امداد کے کوچ کرنے کے قابل نہ تھا یا یہہ کہ بوجہہ اپنی شان کے اُسنے چاہا کہ ملاقات کیجائے مقررہ کو جائے کیواسطے حد سے زیادہ عجلت نہ کرے مرہٹے اوجین اور مندسور و دھار و دیپال پور سے کچھہ عرصہ کے لئے نکالدئے گئے اور اُن کے قلعجات سمتے نربدا مسمار کردئے گئے دوسرا خط مرسلہ نظام الملک وصول ہوا جس میں درج تھا کہ ہم نے دریا کو نزدیک غروان کے بتاریخ ۲۰ جمادی الثانی ۱۱۴۳ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۳۰ع برای الطفای [illegible] فتنہ و فساد ضلع بگلانہ عبور کیا ہم سنتے ہین کہ باجی راو گجرات جاتے ہوئے سلطانپور و نندربار پہنچ گیا ہی مین خیال کرتا ہون کہ کنہیا باندہ و پیلا گائیکوار بابت چوتھہ صوبہ گجرات کے میرے خلاف ہی مین مزوندا نہیں نکالدونگا اور چونکہ اُن مین جھگڑا و فساد باہمی ہی تو وہ خود مالوہ پر حملہ کرنے کا موقع نپا وینگے ۔

جاسوسون نے خبر دی کہ باجی راو کا بھائی نواپورہ کے راستے سے سورت و گجرات کی طرف کوچ کرتا ہی اسعرصہ مین باجی راو سلطانپور و نندربار کو چھوڑکر کھرگھن ہوتا ہوا مالوہ کو جاویگا اُسکا بھائی دوہلہ کی راہ سے اُسکا شریک ہو جاوے گا اور دونوں دیکھنے باجی راؤ اور اُسکا بھائی، ملکر کنہیاجی و پیلا گائیکوار کی تہانی مالوہ سے اُٹھا دینگے کنہیاجی و پیلا گائیکوار واو دانیوار نظام الملک سے گفتگو شروع کی تھی اور محمد خان کو نظام الملک نے صلاح

[illegible] ایبرہ [illegible] سنہ [illegible] مطابق [illegible] مارچ سنہ [illegible] ہوا
نظام الملک اکبر پور سے قلعات راجور و بداوانی کے فتح کرنے کو جو گھاٹ کی دوسری طرف
واقع تھی اور جہاں موہن سنگہ رہتا تھا روانہ ہوا ۴ شوال مطابق یکم اپریل سنہ ۱۷۳۱ع
سے محصوران قلعہ صلح کے واسطے بعجز و الحاح ملتمس ہوئے اور تجویز کی کہ قلعہ خالی کر کے
نظام الملک کے ایلچیون کو حوالہ کیا جاوے اس امیر کو ایک مہم تازہ خطرناک درپیش ہوئی
جسوجہہ سے اُسکو ملک کی اُوس نواح سے چلے جانے مین عجلت کرنا پڑی یعنی اُس نے
یہہ سُنا کہ باجی راؤ نربدا کو چھوڑ کر سورت و نربورہ کی جانب گیا ہی اسوجہہ سے ضرور ہوا
کہ نظام الملک بھی بغیر درنگ ایک لحظہ کے اورنگ آباد و دیگر پرگنہ جات و قلعات ضروری
کی محافظت کی فکر کرے اُس کے مخبرون نے بھی خبر مسطور کی تصدیق اسطور پر کی کہ ہملوگ
جس رات کو چلے تھے اُسکے دوسرے روز باجی راؤ کوچ کرنے کو تھا جمنا جی داموردر ہا
ہوکر بڑودہ سے بیس میل بجانب گوشہ جنوب و مشرق بمقام ڈھوئی مین پہنچ گیا ہی اور
اُسنے اپنے لڑکے کو لکھا ہی کہ باجی راو کوچ کر کے تاما بیاری کے گھاٹ کیجانب گیا ہی
وجہہ نظام الملک کے تردد و عجلت کی یہہ تھی کہ اُسنے سُنا تھا کہ میرے رفقا یعنی پیلاجی
گیکوار وغیرہ نے بتاریخ یکم اپریل سنہ ۱۷۳۱ع درمیان بڑودہ و مقام ڈبوئی واقعہ گجرات کے
شکست کھائی اودا جی و جمنا جی پنڈت مقید ہو گئے اِس شکست سے کل مقامات عہد و پیمان
جنمین ہر دو سردار یعنے نظام الملک و محمد خان بنگش کے بے سود ہو گئے محمد خان کو کنا بتاً
فائدہ پہنچا کیونکہ نظام الملک کو مجبورانہ بمقابلہ باجی راؤ میدان پکڑنا پڑا اور اسیوجہہ سے

مطابق ۱۴ر فروری ۱۷۳۱ء اپنی تبادیق کلان و توپ خانہ اور بھاری سامان کو پیچھے چھوڑ کر
ترنودر کو روانہ ہوا ۲۲ کو (یعنے ۱۹۔ فروری ۱۷۳۱ء) مقام سال گانون میں جو برہانپور
سے بائیس کوس کی مسافت پر ہی پہنچکر ارادہ کیا کہ کھرگھن کی راہ سے نربدا کو جاوے
محمد خان سے استدعا کی گئی کہ تو بہرا کی گھاٹی سے جو معمولی راستہ تھا آوے روز شنبہ
تاریخ ۲۳ کو نظام الملک بیس کوس پرگنات سے اکبر پور کی جو نربدا پر واقع ہی پہنچا پیش
خیمے دوسرے دن جانے کو تھے اور ۲۵۔ (یعنے ۲۲ر فروری ۱۷۳۱ء) کو امید اکبر پور
پہنچنے کے تھے نظام الملک کے داروغہ نے بوقت واپسی خبر دی کہ محمد خان ہنوز اکبر پور
کے گھاٹ کے قریب پڑا ہوا ہی اگرچہ ملاقات کا بہت اشتیاق تھا مگر نظام الملک نے
خیال کیا کہ بوجہہ شان و شوکت کے محمد خان باقی ماندہ مسافت دو کوچ مین طی کریگا
محمد خان بجواب ایک خط منجملہ دیگر خطوط کے شکایت کرتا ہی کہ کنہیاجی و جمناجی و دیگر
مددگاران نے کچھہ فوج بھی میری کمک پر نہین بھیجی نظام الملک اُس کی دلجمعی کرتا ہی
کہ یہہ لوگ بہت دور پر نزدیک مانڈوی کے ضلع سورت مین ہین کچھہ عرصہ نظام الملک
کا ایک قلعہ کے لینے مین صرف ہوا اور عرصہ تک ملاقات مقررہ بسبب وجہہ سے ظہور مین
نہ آئی ہمکو خبر اُن حالات کی جو وقوع مین آئے نہین معلوم ہوئی ہی بجز اسکے کہ دونوں صاحبوں
نے (یعنے نظام الملک و محمد خان) بالاتفاق مرہٹون کی سرکوبی کے واسطے
کارروائی کی محمد خان نے جو رپورٹ خدمت بادشاہ میں ارسال کی اسمین نظام الملک
کی نہایت درجہ تعریف لکھی کہ یہہ بڑا نمک حلال و فرمانبردار رعایاے سرکار دولتمدار ہی

راہ گم کی تھی اب ہماری فوج سمندر کے خلیج کے کناروں پر آئی +

بیشتر ہماری فوج درمیان جنگلوں اور ممالک غیر متصرفہ خاندیس و سورت و کوکن کی گذری

جہاں بوجہہ کثرت اشجار کے راہ ملنا ممکنات سے تھا جب یہہ لوگ سورت میں داخل ہوئے

مخالف دشمن کہ جناب جو قلمرو انگریزی میں تھے ہٹا دئے گئے اور پھر وہانسے بھی کوکن کی طرف

جو دکن کی سرحد ہے پس پا کر دئے گئے تب اعدا ایک مقام پر جہاں سے کہ تل کوکن سے

گھاٹ کے قریب کے ملک میں جانے کا راستہ ہے پکڑ لئے گئے شکر ہے خدائے ذو الجلال کا

کہ صوبہ گجرات باجی راؤ کے دست برد سے امن و امان میں رہا مالوہ کو بھی کچھہ مقام خوف

و خطر نہیں ہے اور قلعہ سورت جو خانہ خدا یعنے مکہ کا دروازہ ہے کافران بد کیش کے قبضہ سے

نکال لیا گیا +

جب محمد خان نظام الملک سے ملنے گیا تھا اسوقت اُسنے اپنے بیٹے احمد خان کو

بھمری مقیم خان واسطے فتح کرنے قلعجات کالکلی و جھکلدہ کے جو نربدا کے دست راست

پر واقع ہے اور جا اور دانپور کے صدر مقامات تھے بھیجا تھا ہر دو مقامات مذکورہ صدر مضبوطی

میں مشہور تھے خصوصاً جھکلدہ جسمیں چار قلعجات و عمیق کھائیاں ہیں اور تین طرف جنگل جو تھے

جانب دریائے نربدا تھا چونکہ اُن قلعہ جات کی افواج نے مقابلہ سخت کیا اسوجہہ سے

محمد خان نے ارادہ کیا کہ خود اپنے لڑکے کی کمک پر جاوے اور بتاریخ یکم شوال ۱۱۴۱ھ

(مطابق ۲۹ مارچ ۱۷۲۹ع) کو اکبر پور چھوڑکر دو روز میں نزدیک کالکلی کے جا پہنچا ایک حملہ

میں اُس قلعہ کو لیکر پھر یہہ لوگ دوسرے دن جھکلدہ کے محاصرے کے واسطے آگے بڑھے

مالوہ کچھہ عرصہ تک غارتگری مرہٹان سے پناہ مین رہا باجی راؤ دوکن مین لڑائی مین اپنا بچاؤ کرتا رہا +

گرانٹ ڈوف لکھتے ہین کہ کوئی بڑی لڑائی درمیان باجی راؤ و نظام الملک کے اپریل سنہ ۱۷۳۱ع تا وقوع صلح باہمی (یعنے لغایت ماہ اگست سنہ رواں) نہین ہوئی نظام الملک اخیر خط مین محمد خان کو حال فتحیابی باجی راؤ بطریق ذیل لکھتا ہی کہ باجی راؤ نے بڑودہ کا محاصرہ کرلیا تھا جہانکہ اُسی کے قوم کے لوگ رہتے تھے مگر فوج ہلاسیہ کی آمد کی خبر سُنکر مرہٹون نے محاصرہ اُٹھا کر سورت کی طرف راہ لی اور بخیال فاصلہ کے اپنے آپ کو امن سمجھکر گرنتہ کلا کو تاراج کرنے کیواسطے لوٹ پڑے +

یہہ خبر سُنتے ہی نظام الملک لکھتا ہی کہ مین نے اکبرپور کے گھاٹ کو چھوڑکر مانڈو کے قلعہ کے نزدیک سے گذر کیا اور اپنا بھاری ساز و سامان و بڑی توپین برہانپور روانہ کردین کوچ بر کوچ کرتا ہوا مین دریا پر پہونچا اور چونکہ توپون کا پار اترنا بہت دشوار تھا اُنہین پیچھے ہی چھوڑ دیا بعدہٗ لشتابی ہرچہ تمامتر بندر سورت مین پہونچا اور تیسری مرتبہ مالوہ مین بھاری اسباب جو مانع عجلت تھا چھوڑ دیا اگرچہ بھوک اور پیاس سے عاجز آگئے تھے مگر ہماری فوج آگے بڑھتی گئی سواری کا ملنا بہت دشوار ہوگیا دو تین روز تک بہت کثرت سے آدمی ضائع ہوئے بہت عرصہ تک جنگل و بیابان مین گذر ہوا اور بعد عبور گھاٹ کے ہماری فوج نے دشمنون کے قریب پہنچکر یکایک اونپر حملہ کیا فوج غنیم کے پاؤن اوکھڑ گئے توپ خانہ و گولی نے جماعت کثیر مفرورین کو قید کرلیا علی الخصوص رات کو جب دشمنون نے

ور بادشاہ کے تغیر تو بالکل اِن معاملات کو نہیں سمجھتے ہین چونکہ نکم اپریل ۱۷۲۱ء کی شکست
سے اتفاق درمیان نظام الملک اور محمد خان کے ٹوٹ گیا تھا اِس سبب سے یہہ شکایتیں
بے سود تھیں ذیل ہونچے خط کے قلعجات لیلئے گئے تھے اور زمین کے برابر کردئیے
گئے تھے ۔

محمد خان قلعہ کوٹھی کے لینے کیواسطے روانہ ہوا جو ماوائے بھیلان کا رہنے کا مقام تھا
س قلعہ مین چار گڑھیان تھین اور اُنکے گرد ایک عمیق خندق پانی سے بھرا ہوا تھا
ہر طرف سے ڈھالو پہاڑیان اور دشوار گذار راستے تھے شب و روز بندوق وبان
وغیرہ و تیر و رہکلہ و توپ کی لڑائی ہوتی رہی پہلا مورچہ چھین لینے پر اہل قلعہ عہد و
پیمان کے واسطے درخواست کی اور اُنکی درخواست منظور ہوئی یہہ قلعہ توڑا نہ گیا کیونکہ
دشمنون کی دست برد و غارتگری سے اُسکی وجہہ سے پناہ رہا کرتی تھی جب محمد خان
ان قلعجات کے لینے مین مصروف تھا اُسنے سُنا کہ ملہار ملکر ممالک مالوہ و مندسور
مین لوٹ مار کر رہا ہی فوج شاہی نے قریب و جوار مین سارنگ پور و شاہجہانپور و دھار
کے اُسکا مقابلہ کیا تھا تب وہ تھوڑے عرصہ کیواسطے علاقہ جے پور مین چلا گیا تھا
اُسوقت مین تھوا ایک مرہٹہ سردار نے کانتھہ کے گرد پیش کے دیہات کو غارت
کیا یہہ دونون سردار (یعنے ملہار و تھوا) متوارہ سے متفق ہوگئے کہ شاہجہانپور
و اُت کے درمیان کی راہ کو لوٹ مار کرین اطلاع اِن واقعات کی شیخ امان اللہ مہتمم
شاہجہانپور جاگیر نظام الملک و نیز داؤد خان چیلہ نایب فوجدار سارنگ پور کی جانب سے

[illegible] کے عوض جب محصور ہوکر عاجز آ گئے تو ہم نے
جو سنگار ہوئے تین ہزار آدمی زن و مرد مطیع فرمان ہوئے اور رہا کر دیئے گئے فصیل
و خندق و برج [illegible] کر دیئے گئے اور کنجیاں سونے کی بطور علامت فتح و ظفر کے
بادشاہ کے روبرو حاضر کی گئیں جب مسلمان نزدیک جیکلد کے پڑے ہوئے تھے
اُسوقت مین باجی راؤ مقام جالنہ کی طرف لوٹ مار کر رہا تھا اور راجہ ابھائی سنگھ
اسکا مقابلہ کر رہا تھا محمد خان چاہتا تھا کہ بعد صاف کرنے اُن مقامات و منہدم کرنے
قلعجات کے اوسطرف کی راہ لی ؁
اودا جی کے قلعون پر دخل کرنے سے نظام الملک نے شکایت کا دفتر کھولا اوس نے
پیشتر محمد خان کو لکھ بھیجا تھا کہ اودا جی اور اُس کے دوست باجی راؤ کے دشمن ہین اور
اونکے ساتھ سلسلہ پیام جاری کرنے مین لحاظ کی کارروائی کرنا چاہئے اگر کوئی
آدمی ہلکر کا قلعون مین ہووے تو اُسکو گرفتار کرنا چاہئے ورنہ حملہ وغیرہ ملتوی رکھنا
چاہئے کیونکہ اُن قلعون کو دینے اودا جی وغیرہ کی فہمایش بات کے لئے ناراض کرنا
کسیطرح قابل تحسین نہیں ہی قبل ازین بکسال راجہ ادھراج [illegible] راجہ جیسنگھ سوائی
والی جیپور نے اُن قلعون کو خالی کر لیا تھا مگر وہ بھی قایم نرہا بعد انکے قدم اُن پر
مستقل ہوئے اگلے نظامون نے اُس مقام کے واسطے جو اُجین سے کچھ فاصلہ پر
گوشہ مین واقعہ ہی اپنے آپ کو تکلیف نہ دے اُنپر دخل کرنے سے تکلیف تو بہت ہی
اور فائدہ بہت کم ہی علاوہ اِن باتون کے ایسے وقت مین [illegible] دست اندازی ہلکر [illegible]

لیکن دوسرے دن جب نواب شاہجہانپور داخل ہوا تو داؤد خان نائب سارنگ پور نے
اطلاع دی کہ اگر آپ بہت جلد میری امداد نکرینگے تو ملہار مجھے تنگ کریگا الغوث الغوث!
اِس خبر کے آدھی رات کو ملہار راؤ اور کنور بہادر اور پسران راجہ چندیری فوج ہراول کے
مقابلہ پر متعین کئے گئے اور سپاہ روانہ ہو کر سارنگ پور میں جو شمالی رخ پر انیس میل کے
فاصلہ پر شاہجہانپور سے واقع ہو غروب آفتاب کے یکگھنٹہ بعد داخل ہوئے افواج
ہنوز کوچ کر رہی تھیں یا عبور ندیا میں مصروف تھیں کہ ناگاہ ملہار اور انتو معہ دیگر مرہٹوں
کے نمودار ہوئے مسلمان لوگ فوراً برسر مقابلہ ہوئے اور غروب آفتاب کے ایک گھنٹہ بیشتر
تک لڑائی ہوتی رہی مرہٹے بھاگ اٹھے اور افواج اسلامیہ نے چار میل تک انکا تعاقب
کرکے بہت سے مار لئے محمد خان معہ سپاہ کے آدھی رات میدان جنگ میں رہکر اپنے
آدمیوں کو تعاقب کے لئے ہدایت کرتا رہا اور خیمے اور ساز و سامان اعدا کا جسکو مرہٹے
ویران میں پڑا چھوڑ گئے تھے لوٹتا رہا جب متعاقبین مقام سنیر کے نزدیک جو قریب
[illegible] میل کے [illegible] سارنگ پور کے واقع ہے پہنچے تو ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ [illegible]

[illegible]

آئے تھے اُسوقت مین بھی فتحسنگھ داول بانسی و دیگر مرہٹان نے نربدا کو عبور کیا تھا لیکن
پر ہندوستانی افواج نے اُنکا مقابلہ نہ کیا تھا اور یہہ لوگ ملک مانڈو کو غارت کرتے ہوئے
بادی گڈھہ کے راستہ سے اپنے وطن کو چلے گئے تھے +

محمد خان لوٹ کر بتاریخ ۱۲ ذیقعد ۱۳ سنہ جلوسی کو (مطابق ۹ مئی ۱۷۳۱ء) اوجین پہنچا
محمد خان شکایت کرتا ہی کہ میرے سوا اور کوئی شخص دیسی خواستگار مرہٹون کی شکست
کا نہین ہی سب سے بڑی مصیبت یہہ تھی کہ محمد خان کی فوج نے بغاوت کر کے اپنی تنخواہ
کی بقایا طلب کی اُسوقت محمد خان نے اُنکو کسی نہ کسی طرح سے رضامند کر لیا پھر راجہ
کنور سنگھ ولد راجہ اجیت سنگھ پرگنہ محمد پور کو اور سید فتح علیخان بارہ پرگنہ بھداور
کو بدین غرض بھیجے گئے کہ اِن مقامات کو مخالفون سے محفوظ رکھیں اور اُن کی راہ اُنکی
بند کر دیں انور خان اوجین ہی مین چھوڑا گیا اور مقیم خان کو حکم ہوا کہ جو کوئی دشمن
اوجین مین آوے اُسے نکالدو بعد اِس انتظام کرنیکے محمد خان نے ۱۹ ذیقعد (یعنی
۱۵ مئی ۱۷۳۱ء) اوجین کو چھوڑا ادھر اودرجن سال حاکم کوٹہ و کنور بہادر والی ارچھا و پسران
راجہ چندر بہی سے درخواست کی گئی کہ محمد خان کی کمک کو فوج اپنے زیرنگان لیکر اتھوبیر
(جو اُسوقت مین کالنہ کے نزدیک ایک ہزار فوج سے پڑا ہوا تھا) اور ملہار بیر (جسنے
چترگڈھ و نواح سارنگ پور مین سر شورش اُٹھایا تھا) چڑھائی کرو یہہ بات سرداران
مذکور الصدر نے نامنظور کی +

۸ ذوالحجہ کو (مطابق ۳ جون ۱۷۳۱ء) محمد خان کالنہ کے نزدیک پہنچگیا اتھوبیر جگہ

[illegible]

یہاں شاہی فوج اسکے پیچھے ہی تو یہہ لوگ ہٹتے تھے [illegible] پرگنوں میں [illegible]
بھاگ کر نہیں آیا ہے اور اگر فوج ان کے علاقوں میں چلی آئی تو وے اپنے حرجہ کی بڑی
شکایتیں کرتے تھے اسطرح ہر ایک معاملہ حالت ابتری میں چھوڑ دینا پڑتا تھا اور ملک کا
از سر نو انتظام غیر ممکن تھا۔

رام پورہ کے زمیندار ملہار ہلکر سے سازش رکھتے تھے اور ملک کی غارتگری میں ہوتا
و معاون تھے جب فوج شاہی انکا تعاقب کرتی تھی تو راجہ جے سنگہ سوائی دربار میں [illegible]
ہوتا تھا اور محمد خان بنگش [illegible] [illegible] خان اپنے بچاؤ کے لیے جو کچھ ہوا تھا
اوسکا بیان کرتا ہے۔

[illegible] تھا [illegible] راجہ اور مہراج نے فیصلہ کیا تھا
[illegible] ایک [illegible] کے [illegible] خان کے
[illegible] اپنے گھر کو پھری [illegible] سا [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہوا راجہ جے سنگہ سوائی کے آدمی [illegible] کے پا [illegible]
[illegible] نے اسکو شہر آکر
[illegible] کرنیکی اجازت [illegible]
[illegible] مہراج جو آکر [illegible]
[illegible] صوبہ مالوہ پر
[illegible]

[illegible] بنگال میں محمد [illegible] نے مرہٹوں اور لوٹنا سمیت [illegible]

[illegible] روپیہ کی ضرورت ہے اور میری فوج کے طلوند طریق باغیانہ

[illegible] بھی غیر ممکن الوقوع ہے آپ میری روپیہ اور نیز فوج سے مدد

[illegible] ضروری عرائض کا مرحمت نہ ہوا *

[illegible] سے اور بھی زیادہ ہو گئی تعین کہ صوبہ مالوہ تمام و کمال جاگیر

[illegible] کر دیا گیا تھا جنگی خان دوران خان روشن الدولہ اسی کا

[illegible] [illegible] شکایت دربار میں کرتے تھے مگر دنداں بھی

[illegible] واسطے نہ بچی تھی کہ اپنا پاؤں رکھے اور

[illegible] تالاب سے جو اوجین سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے وصول نہ ہوتا آخر کار اِسنے سید نیق اللہ خان کو گھیر لیا اور اُس کی رسد بند کر دی کیونکہ
سنگھ محمد خان کے ہندوستان میں آمد و رفت کے راستہ میں تھا اِسو جہسے وہ محمد خان
بہت ستاتا تھا تروار جو بطور ایک دروازہ کے ایک وقت میں ایک آدمی کی گذر کے لائق ہے
کھلا ہوا راستہ زنگروٹوں کے واسطے تھا بعد اوسکے جو راستہ تھا اُسے بعد دربار راجہ نے
بند کر دیا تھا سات یا آٹھ مرتبہ چیتر سنگھ کے آدمیوں نے قاصدوں کو تروار کی گھاٹی میں
لا تھا اور اُن کے خطوط لے لئے تھے طرف دو قاصد بعد دے دینے خطوط کے
خان بچاکر بھاگ گئے تھے اِس تکلیف کے رفع کرنیکے واسطے محمد خان نے پھر درخواست
کہ میرا لڑکا اکبر خان فوجدار تروار وہاں اور مقرر کیا جاوے یا اگر یہہ ناپسند ہووے تو
شخص ہنگال کی قوم کا متعین کیا جاوے کہ راستہ آمد و رفت کا برابر کھولدے یہہ عرضداشت
دربار میں وجہہ نامنظور ہوئی کہ شاہ آباد حال میں راجہ چیتر سنگھ سے لے لیا گیا ہے اور اب اُسکا
ملک تروار بغیر کسی قصور کے نہیں لیا جا سکتا ہے بطور دوسری تجویز کے نواب نے اسپر کیا
سنگھ کی جاگیر و منصب چھین لینا چاہئے تاکہ اور لوگ اس بات سے سبق حاصل کریں
آئندہ ناقرمانی حکم سلطانی میں نکریں بعد کئی مرتبہ لکھنے کے جو ٹال بہانہ تھا محمد خان نے
راجہ چیتر سنگھ کے مقابلہ کے واسطے جنگی کاروائی کرنے کا مصمم قصد کیا +

... کے دوسرے سال کے شروع میں ۱ اکتوبر - نومبر ۱۸۴۴ء محمد خان نے
... کو کوچ کیا جو قریب پچاس میل کے شمال میں مروح کی ہے اظہار یہہ کیا کہ میں دربار کو
... تاریخ ۳ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۸۴۴ء کو فوج نے دیہہ

کمی ادا کیا کرتا تھا بابت [illegible] روپیہ راجہ گردھر بہادر کو علاوہ چار ہاتھیوں کے ادا

محمد خان نے بالعوض نقصان رسانی کے اس جاگیردار کو فائدہ پہنچایا بہت [illegible]

تو اس نے زمینداروں پر لگان اضافہ کیا اور روپیہ وصول کرکے جاگیردار کو دیا

پرگنہ کا دیہہ [illegible] خان کا، جاگیرات عبد الرزاق خان و خواجہ معتبر خان

تھا بندوبست اور جس سے کہ محمد خان کا ارادہ ہوا کہ دھونی کو جاگیر راجہ ہوا

چھوڑا سے جب محمد خان نے دیکھا کہ کوئی [illegible] جانا ت پر چھوڑ

کرتا تھا ایک نایب بھی جگہ پر چھوڑ کر دربار کو روانہ ہوا جس میں آتے ادھر

آباد [illegible] میں بھی جس کی فوجداری راجہ جتر سنگھ نے ابھی تک نہیں چھوڑی

تھے عتیق اللہ خان نایب محمد خان سے [illegible] کی بھی بندوبست کرتے اس

کو [illegible] خان [illegible] کو پہنچ گئیں اور کچھ تنگ نہیں ہوکر اس وجہ

واپس بلایا گیا ۔

[illegible] کی جس کی [illegible] سے محمد خان [illegible] کی کہ [illegible]

[illegible] محمد خان [illegible]

[illegible] کے قریب [illegible]

[illegible] سے [illegible] کے قبضہ میں [illegible]

[illegible] ہوا [illegible] اس حکم [illegible]

برہمی کہ مرہٹے دیہات کھچن و اوہان کو سوتی میں کثیر التعداد تھے اگر [illegible] میں یہہ لوگ

چوتھہ یعنی چہارم ہی کہا کرتے تھے مگر اُنھوں نے مالوہ و گجرات کے نصف حصہ دیہات

تین حصوں سے بھی زیادہ لیے چونکہ اس سال (یعنی سنہ ۱۱۴۴ھ) اُنہوں نے [illegible]

گجرات بالکل سلامتی میں تھا تو ایک لاکھہ سوار مالوہ میں لائے فتح سنگھ [illegible]

جادون و [illegible] اور [illegible] باجی و دیگران کے [illegible] ہزار سے زیادہ سوار [illegible]

ملا ساتھ کے قریب مشرقی [illegible] سے جانب چندیری [illegible] کوس [illegible] سے

قائم کیا تھا اور باجی راؤ و ملہار و دیگران معہ فوج تیس ہزار سوار کے قصبہ اسوارہ میں [illegible]

گئے تھے اور بھی فوج قریب بارہ ہزار کے تھی جسنے نربدا کو عبور نہیں کیا تھا دوسری فوج

جو دس سے بارہ ہزار تک خیال کیجاتی تھی مالوہ کی جانب گڑھ کے راستہ سے

بڑھ رہی تھی اسطرح سے کل افواج اعدا اسی یا نوے ہزار چہار طرف سے بڑھتی آتی تھیں

وقت مرہٹوں نے نربدا کو عبور کیا تو زمینداروں نے اپنے گماشتے بھیجے کہ تعداد

[illegible] کی جاوے گی مقرر کر لیویں تب روپیہ ادا کر دیا گیا اور پھر یہہ راجہ [illegible] علاوہ

[illegible] اپنے گھروں میں [illegible] سے [illegible] و دیگران

[illegible] خراج [illegible] راجہ [illegible]

[illegible] خراج اُنکو دیتا تھا اُسکا [illegible] کر لیا زمیندار [illegible]

[illegible] کے ساتھ [illegible] بدلی اور اتحاد کر لیا +

لیکار کا محاصرہ کر لیا گانوں والوں نے اپنے قلعہ کی طاقت پر بھروسا کرکے مقابلہ کیا اور تین پہر تک لڑے آخرکار بھاگ اُٹھے اور وہ چھوٹا قلعہ سپہ سواری نے لیا گیا فوج قلعہ میں جماعت کثیر کام آئی یا بہت سے نیم بسمل سمجھکر چھوڑ دئے گئے دوسرے دن چاندور پرجہان ایک مضبوط قلعہ تھا اور جہاں کے زمیندار شرارت میں مشہور تھے حملہ کیا گیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی انجام کار یہہ قلعہ بھی قبضہ میں آگیا اور جانبین سے بہت سی جانیں تلف ہوئیں ٭

مسلمان لوگ پھر چرگون کی طرف گئے یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر واقعہ تھا اور ایک جنگل اور متعدد دھسون سے محیط تھا قلعہ کے محافظ اپنی تعداد پر بھروسا کرکے اُن جھاڑیوں اور گھاٹیوں میں چلے گئے چوبیس دن تک صبح شام لڑائی ہوتی رہی یہانتک کہ دشمن صلح کے خواستگار ہوئے اور صلح ہوگئی تب فوج شاہی بھاندھر کو جو کہری سنگھ نبیرہ چترسنگھ کا مضبوط قلعہ تھا پھری کہری سنگھ رات کو بھاگ گیا اور اُسکا قلعہ لے لیا گیا دو تین اور قلعجات اسیطرح پر حیطہ تصرف میں آئے ٭

شاہ آباد مسکن چترسنگھ پر سب سے پیچھے حملہ کیا گیا لوگ بیان کرتے تھے (شاید کچھہ مبالغہ ہو) یہہ قلعہ مثل قلعہ گوالیار کے مضبوط ہے بعد تھوڑے عرصہ کے چترسنگھ نے مقابلہ کرنا چاہا اور محمد خان نے اوسکو بلا لینے کی کوشش کی یہہ بات قرار پائی کہ چترسنگھ محمد خان کی [illegible] تا شہر یک ہووے اتنے میں خبر پہونچی کہ باجی راؤ نے ایک تازہ حملہ کیا [illegible] اُس دن کے جو کوچ کے لئے مقرر ہوا تھا چترسنگھ نے اپنی [illegible] منظور کیا گیا لیکن رات کو چترسنگھ

آلمر لینے

اور روپیہ کو [illegible] چاہتا ہے لڑائی واسطے مقابلہ مرہٹون کے صادر ہو تو فوج بھیج اور روپیہ بھی
جاوے اور اگر صلح منظور ہووے تو مین اسی کی مطابق عمل کرون *

محمد خان نے ۱۷۳۸ء کے موسم برشگال مین سرونج مین بود و باش رکھی اور اپنی [illegible]
حضرت مین دہلی کو واسطے مدد ہی کے لکھا کرتا تھا وہ پیشین گوئی کرتا ہے کہ اگر مرہٹے
لئے تو دوسری سال نربدا کے کنارون سے اکبر آباد و الہ آباد و قریب علاقہ بہار تک
پھیل جاوینگے اور آخرکار اجمیر پر گر پڑینگے صوبہ مالوہ کی آمدنی فوج کی تنخواہ کے لئے بھی
کفایت نہین کر سکتی ہے جس برس مین نے خاندان سلطانی کی خدمت کی لیکن جو کچھ
روپے پس انداز کیا تھا سب خرچ ہو گیا ہے میری جاگیرین بھی بندیلون کے ہاتھ مین ہین
جب مین مالوہ کو بھیجا گیا تھا تو وزراے مجھہ سے سخت قسمین لی تھین کہ جب تک صوبہ مذکور
انتظام پر ہو جاوے تب تک اپنی جاگیرون کے چھوڑانے کی کوشش نہ کرنا عرصہ
مین جان نثار خان فوجدار کو ڈالنے عرصہ تین برس سے بہنڈا سے زرکثیر وصول کیا
دیگر پرگنہ جات اندری سنگرام کو بطور امانت سپرد کر دی گئی بغیر چالیس ہزار
چالیس ہزار پیادون کے انتظام نہین ہو سکتا ہے اور میرے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے کہ
پیادون کی تنخواہ ادا کر سکون بدین وجہ مین ۸ لاکھ روپیہ ماہواری اور [illegible]
[illegible] فوج [illegible] ہنگام غالب ہون مرہٹون کے پاس چار یا پانچ افواج
ایک دوسرے سے پانچ یا چھہ میل کے فاصلے سے پڑی ہوئی ہین اور یہی انتظ

[illegible] کی جاوے اگر میری بات مین [illegible] ہو [illegible] ایسے حالات

خان جو میری ریاست میں اعلیٰ درجہ کا مرتبہ و قدرت رکھتا ہے میرے بعد

میرا اپنا جو معاملہ اسکو سمجھا جائے پیلا جاؤں اور تمہارا ملک زندگی بھر رہا ہو کے بحث

سے عمر و رسی کی مرضی کے مطابق عمل کرینگے ۔

جب محمد خان نے سنا کہ دشمن کھلاسا کی جانب بڑھتی جاتی ہیں تو لودہ ڈنگر کو

فوراً ترتیب دے کر کوچ کرکے سرونج پہنچا یہ قرار پایا کہ کل علی الصباح دشمنوں پر حملہ

کیجئے کی نسبت خبر ملی کہ تعداد میں تیس ہزار تھے تب یہ خبر ملی کہ تمہارے اسوا

دیال اور ہچا بیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہو کر جھابوا کو شے کمنڈل شہر آکر سرونج

فصیل کے اندر آ پہنچا یہ بیس ہزار آدمی ہندستو لر داوجین و شاہجہانپور میں جاکر

و مغرب سرونج کی پھیلی ہوئی ہیں ۔

یہ صحیح بات تھی کہ اگر محمد خان کھلاسا کو جاتا تو دشمنوں کو شکست دے کر واپس آنے

لے میں دس سے پندرہ دن تک صرف ہوتی اور اس کی عدم موجودگی میں

مرہٹہ سردار سرونج و بھیلسا و دیگر قصبہ جات کو لیتا محمد خان نے اس وقت

تمام مرہٹہ سرداروں کو بلا کر لڑائی کے متعلق مشورہ کیا اور

یہ عہد و پیمان ہو جانے کے مرہٹی گروہ سے چلے گئے اور

دن کے بعد جب یہ معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے حسب منشا مرہٹوں کے محمد خان

معلوم تھا کہ محمد خان نے بیجا نے باوجود اسکے سے انکار کیا

بھیلا دربار میں پہنچ جاتا تمہارے گماشتوں کی سازش سے ہوا خانہ زاد خان لکھتا ہے

میں نے بڑی سعی و کوشش سے پرگنہ اکبرپور کا عطیہ سنہ ۱۱۲۶ فصلی سے ازسرنو

[illegible]ل کیا ہے حالانکہ حضور فرماتے تھے کہ چند سال ہوئے کہ یہہ پرگنہ صرف ایک فصل کے واسطے

عطا کیا گیا تھا اور افسران دیوانی بھی اعتراض کرتے تھے کہ وہ خالصہ بھی ہو گیا ہے خط

اسیوقت میں لکھا گیا تھا خان دوران خان بڑے شد و مد سے اپنی دیانتداری کا بیان

کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سوائے اس جاگیر اضافہ شدہ کے جسکی قیمت ایک کروڑ دام تھے

اور جو سیدوں کی عملداری میں سنہ ۱۳ع لغایت سنہ ۲۰ع مجھکو عطا ہوئی تھی میں نے کچھہ

میں پایا ہے علاوہ اسکے اور کوئی چیز مجھکو حرام کے برابر ہے پھر مجھکو موقوفیوں اور اسامیوں

جاگیروں پر تقرر کرانے سے کیا ملیگا جب تم مالوہ پر متعین ہوئے تھے تو بوجہ دوستی

کے میں نے اپنے ایک خاص رشتہ دار کو جسکو پہلے وہ جگہ نامزد ہوئی تھی بڑی مشکلوں سے

علیحدہ کرایا تھا ۔

[illegible] ایک فرمان خاص دستخطی بادشاہ سرونج میں پہنچا جسمیں محمد خان کو اطلاع دی گئی تھی

[illegible] جنگ جوائی تمہارا جانشین مقرر ہوا تم مستقر الخلافت اکبرآباد میں حاضر ہو وہاں

[illegible] دولت بھی [illegible] شکار کھیلنے کے لئے محفوظ جنگلات شیو لی میں جو نزدیک دہلی کے ہے تشریف

[illegible] میں اطلاع اپنی روانگی کی کچھہ پیشتر تاریخ [illegible] جمادی الاول (مطابق

[illegible] محمد خان کو [illegible] یہہ خطوط مرسلہ عالم خان [illegible] وہ خطوط مرسلہ [illegible]

مرہٹوں کو کام آئے میں بھی اُس کی ماتحتی مین کام کرونگا ... مین
... خان سے گرنا ان طرف سے آنکو جمع کیا مقابلہ اسکے کیا آسان ہوگا
... فوان سے ملک کے ایک گوشہ کو نجات حاصل ہووے اگرچہ ...
... ہو دین اگرچہ یہہ معاملات اس طرح پر چند روز اور چلے گئے تو یہہ مفسدہ بہت
... تک پھیل جاویگا بدین وجہ یہہ بہتر ہے کہ مرہٹوں کی دست اندازیان انکی
... ملا دین سرچشمہ باید گرفتن بہ بیل چو پر شد نہ شاید گذشتن بہ پیل
... عوض ملک سابق کے خطوط دیا ہے تمام چند رشید اران کے دین ... آئے
... نظام مقرر ہوا چاہتا ہے ہم لوگ اسکی آمد کا انتظار کرو اور محمد خان ... سے مدت
... مطلع کرکے جرات انگیز خطوط مرہٹوں کو بھیجے گئے اگرچہ نظام الملک سے
... محمد خان نے عرض کی تھی مگر اس نے بھی کچھ اشارہ نہ کیا تب کچھ فاصلہ سے مدد
... حاصل کرنے کی کوشش کی گئی از روئے ایک پرچہ مورخہ ۲۰ رمضان ...
... سنہ ... جلوس میں نواب نے سترہ ہزار روپیہ الہ آباد کے صرافوں
... ساہوکاروان دکانداران آفاغنہ کو کابل میں رہتے تھے بھیجا اُسنے ...
... کر وٹ بھرتی کرو مگر کوئی شخص بھرتی ہونے نہ آیا
... خان نے عرایض کے جواب میں دربار سے ایک ملامت آمیز خط ... سا
... مضمون تھا کہ تم نے مرہٹوں کو تمام ملک میں پھیل جانے دیا اور تمہارے ...

کچھ عرصے کے بعد اس کے پاس ایک فرمان مرسلہ بادشاہ بدین مضمون پہنچا کہ خبر ہو کہ
رہٹے سرونج و ہمدار کے درمیان میں اور زمینداران فرقہ اسیت سکے لوٹنے میں معروف
بار مدۃ الملک اعتماد الدولہ قمرالدین خان اُنکے مقابلہ کے واسطے مقرر کیا گیا ہی اور تم بھی
کے شریک ہو اعتماد الدولہ نے بھی ایک خط اسی مضمون کا محمد خان کو لکھا تھا

بنگش خان وزیر الممالک کے ہمراہ ظہیر الدولہ مجاہد جنگ معہ بھائی کے اور خان فیروز جنگ
آصف جاہ نظام الملک اور امراء وزیر کے آئے اور جب اکبر آباد پہنچے تو محمد خان
سے ملنے اور اُنکا استقبال کرنے کے واسطے نکلا دوسرے دن وزیر نواب کے گھر آیا اور
مقرر ہوا کہ اس مہم میں شریک ہو محمد خان اس جنگ کو بطور جہاد کے سمجھکر شریک ہونے
رضامند ہوا تب ہمیری خان فیروز جنگ و مجاہد جنگ کے محمد خان نرور کے اُسطرف
وہ دانگر کی طرف جو کلارس کی جنوبی طرف واقع ہی بڑھا وہان سُنا کہ کافرون نے
دریا کو عبور کیا ہی لیکن راجہ جیسنگھ سوائی نے اِسوجہہ سے کہ اُنکی راہ مسدود نکر سکا
اسباب مکان پر اپنی ملک کو روانہ کر دیا اور خود بھی ایک منزل اُسطرف کو روانہ ہو چکا ہی
...ن میں ایک خط راجہ جیسنگھ سوائی کا آیا تھا محمد خان کو اسوجہہ سے کہ موسم
... آگیا ہی اسوقت کچھہ نہین ہو سکتا ہی تاکید اً اسپ آنے کو لکھا محمد خان بمطابق
...ا اور ستمبر میں وزیر سے پھر مل گیا۔
...نے واسطے سرکوبی انبیر اگر نرور کے کوچ کیا جس کے اغوا سے خان نثار خان فوجدار

بار میں محمد خان کا قائم مقام تھا پہنچ گئے تھے احکام منیم خان کے نام جاری

سپاہ اور جملہ دیگر تعلقات کو راج ادھراج کے نوکروں کے حوالے کرکے محمد خان کو

[illegible] ۹ ماہ رمضان کو (مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۷۳۰ء) نواب کا خاندان و متعلقین اپنے گھر

روانہ ہوئے منگل خان نے جو آدمی جمع کیے تھے وہ برضائے بادشاہ راج ادھراج

(جی سنگھ سوائی) کے نائبوں کے حوالے کر دیے گئے تب محمد خان مالوہ کو چھوڑ

کر آباد میں بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی (مطابق ۲ دسمبر ۱۷۳۰ء) پہنچا جہاں کہ وہ

سے نگیا تھا ۔

علاوہ روپیہ کے تنگی اور فوج کی تمام ناکامیابی کی تین وجوہ تھے جو محمد خان کی

ناکامی کا باعث تھی (۱) شکایتیں جاگیرداروں کی جو محل میں رسوخ رکھتی تھی (۲) جملہ چیز

ہمواری پر جسکا معاون اسکا دوست حافظ خدمتگار خان اور دیگر اشخاص تھی (۳) ب

اور میان محمد خان و نظام الملک کے جس کے اعمال پر چند ذی استیاز شخصوں کا محمد

نظر رکھنا تھا بعدہ مرہٹوں کا حملہ بڑھنا محمد خان کی بیانات کی صداقت کرتا ہو

ظاہر ہو کہ محمد خان نے قلیل سپاہ و روپیہ سے اگر زیادہ نہیں تو اسقدر کو کام

[illegible] امیر الامراء نے بعد کل فوج سنبھالنے کے انجام کو پہنچایا ۔

مہمات بمقابلہ مرہٹان

(شوال ۱۱۴۴ھ لغایت ۱۱۴۹ھ مطابق ۱۷۳۲ء لغایت ۱۷۳۶ء)

راجہ کے قلعہ پر طلوع آفتاب کے ۲ گھنٹہ بعد سے بہت رات تک گولہ اندازی ہوا

ن مین قلعہ کے خندق کے نزدیک جو مکانون کے گرد تھے توپخانے قایم کردے گئے بھگونت

ریلی مین بھاگ گیا اور سوتھر مین جو ایک مضبوط جگہ اسی کے قبضہ مین تھی پناہ گیر ہوا

محمد خان دریاے جمن پر نزدیک گھاٹ چارکھاجری کے خیمہ زن ہوا اور فوج مغرور کے

ت مین لگی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان نے کچھ روپیہ لیکر اس معاملہ کو

خاص اسکے خطوط مین کچھ بیان نہین ہے کہ یہہ معاملہ کیسے انجام کو پہنچا معلوم

محمد خان مظفر خان کی مہم مین جو ۱۹ سنہ جلوسی مین (مطابق ۱۱۴۲ھ - ۱۱۴۳ھ

۱۷۳۰ع) ہوئی شریک نہ تھا اور نہ مہم قمرالدین خان مین جو ۱۷ سنہ جلوسی مین (مطابق ۱۱۴۸ھ -

۱۱۴۹ھ) ہوئی شرکت رکھتا تھا اُسوقت مین محمد خان کو ایک خطرناک مرض پیدا ہوا

چودہ روز تک اُسنے سوای آب برنج کے نہ کچھ کھایا نہ پیا ٭

۱۱۴۸ھ مین (مطابق مئی ۱۷۳۵ع - مئی ۱۷۳۶ع) یا ۱۱۴۹ھ مین (مطابق مئی

۱۷۳۷ع) محمد خان نے بادشاہ کو خبر دی کہ پسر باجی راو معہ دیگر افسران کے بند

اور کچھ لوگ معہ ۲ یا ۳ ہزار سوارون کے جمنا کے کنارون پر آگئے تھے اور بہت

مقامات تحقیق کئے جہان پر کہ دریا پایاب تھا اور یہہ بھی افواہ ہے کہ یہہ لوگ دوآب

قصد رکھتے ہین بجواب اسکے بادشاہ نے تحریر فرمایا کہ پسران چھترسال

رکھتے ہین اور اُنہون نے دشمنون کو راہ دی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو

[illegible] آباد سے [illegible] اور [illegible]

لوگ دریائے [illegible] کے زمیندار [illegible]

[illegible] یا زمین [illegible]

[illegible] کے باشندوں سے جنگ [illegible]

[illegible] گولا [illegible] اور شاید [illegible]

[illegible] مطابق ۹ جنوری [illegible] کو نواب محمد خان کی فوج نے دریائے

[illegible] کی تاریخ [illegible] شوال [illegible] تھی لیکن

[illegible] کے قریب ہو گئے [illegible] سے باشندگان [illegible]

[illegible] مخالف ہو گئے دشمن کی فوج [illegible] وقت [illegible]

[illegible] ہو گئے

[illegible]

[illegible]

[illegible] نالفت میں [illegible] کرینگے

یا دھاں [illegible] کی شہر [illegible] سوائی [illegible] کے دونو [illegible] سے

[illegible] کی [illegible] یہہ ہے کہ اُس صوبہ کا بچاو کیا جاوے اور شہرین

[illegible] شہرہ اور نام ہے وہ [illegible] قائم رہے [illegible]

[illegible] اگر آپ خانگی تردوات سے نجات پاو

نے بھی محمد خان کے ساتھ جواب [illegible] کیا

[illegible] محمد خان سے جو [illegible] کے جواب میں [illegible]

[illegible] کے دکن کی ریاست کی جس کی آمدنی ایک صوبہ

صوبہ دہلی اور تمام نظامت اکبرآباد کی [illegible]

[illegible] راجپوت [illegible] کے ساتھ موافقت ظاہر کرتے

[illegible] تک کی [illegible] ایک ہندوستان

[illegible]

[illegible]

[illegible] کرینگے

[illegible] راجہ

[illegible] سکے

[illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible] کہیں گر جانے کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس وقت کے نامور [illegible] الملک [illegible]

[illegible] کی شرطیں یہ تھیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] لگے [illegible]

[illegible] سلطان [illegible] سردار خان [illegible]

[illegible] بیگم [illegible] اسکے [illegible] دہلی کے

[illegible] کی درمیان میں [illegible] انگریزی [illegible] اور مال و اسباب لوٹا

[illegible] بادشاہ کے [illegible] کی حفاظت کے لیے [illegible]

[illegible] بنگال اور پٹنہ کی درخواست کرتا اور [illegible]

[illegible] تھا اسی کی [illegible] سے [illegible]

[illegible] دینے کا وعدہ کیا لیکن اس نظر سے کہ [illegible] جنگ [illegible]

[illegible] یہ امر پوشیدہ رکھا جاوے کوئی سند عطا سے صوبہ کی

[illegible] صرف ایک تحریر [illegible] بادشاہ کی بعوض سند کے حاصل کرلی

[illegible] میں [illegible] استقلال [illegible] ہی عرصہ کے بعد [illegible]

[illegible] جاتا کہ قاسم خان [illegible] اعظم آباد [illegible]

[illegible] صوبہ بنگال عطا ہو کر [illegible]

[illegible] علی وردی خان کے حضور میں [illegible]

[illegible] خان نے بھیجا تھا دینے کا وعدہ اور

[illegible] تحریر کرنے کا اقرار کیا لیکن [illegible]

اونکا توپ خانہ اور نشان بردار ہاتھی سے لیا گیا اس عرصہ مین شیخ الہ یار پہونچ گیا اور شاہ نواز
نے بائین طرف سے دشمن کا مقابلہ کیا غنیم کی فوج کے سوار یہہ خیال کر کر کہ فتح حاصل ہو چکی ہی
گھوڑون سے اتر کر ایک خشک تالاب کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تھے جب اہل اسلام قریب پہونچ
گئے سائیس بھاگ گئے صرف لعل بکرماجیت اور جسونت سنگہ اپنے گھوڑون پر سوار ہو پائے بقیہ
آدمی پیدل بھاگ کر ادہر ادہر چھپتے پھرتے تھے اور شیخ الہ یار کی فوج اُنکے تعاقب مین
تھی بہت سے گھوڑے بسبب ناہمواری زمین تالاب کے گر پڑے اور اپنے سوارون کو بھی گرا دیا
شیخ دین محمد بلگرامی کو بسبب اُس کے کہ وہ زرہ بکتر کے بوجھ مین دبا ہوا تھا اور گھوڑا بھی اُسکا شائستہ
نہ تھا ایک گروہ دس راجپوتون کے گھیرا اور گھوڑے پر سے اُسکو کھینچ لیا اسپر بھی اُس نے
دو آدمیون کے سر کاٹ ڈالے اور تیسرے پر اُسکی تلوار ٹوٹ گئی باقی ماندہ سات مین سے ایک آدمی
نے چاہا کہ شیخ دین محمد کے ساتھ کشتی کرے کہ اس عرصے مین سید محمد ملازم شیخ الہ یار اپنے
گھوڑے پر سوار آپہونچا اور اُسکو چھوڑانا چاہا لیکن دین محمد نے اُسکو منع کیا اور کہا کہ تم مت بولو
بلکہ گرنیوالون مین سے دو شخص بھاگ گئے اور ایک شخص ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور دین محمد نے اُسکے ایک لات
مارا کہ وہ مر گیا باقی ایک راجپوت کو سید محمد نے زخمی کیا اُس راجپوت نے اپنی تلوار ڈال کر
جی بچائی —

احقر کی عمر اُس زمانہ مین پندرہ یا سولہ برس کی تھی اپنے ہاتھی پر سے اُس معرکہ کو دیکھ رہا تھا
دو کوس تک برابر تعاقب کیا گیا یہانتک کہ وہ لوگ بھی پہر کے پہاڑون تک بھگا دیئے گئے صبح کو
ہو ... شمار کی گئی ... کی جانب ... زخمی ہوئے تھے اور سات ...

[illegible] سپاہی کا نذر [illegible] بادشاہ نے حکم دیا کہ محمد خان کو ہتھیار سمیت حاضر ہونے
کی اجازت ہے جب محمد خان روبرو حاضر ہوا پہلے اپنے بادشاہ کو آداب بجا لایا اور بعد اسکے بادشاہ
کی طرف پھر کر اپنا خنجر [illegible] نذر پیش کیا بادشاہ نے اسے ہاتھ میں رکھکر واپس کیا تب محمد خان
[illegible] اپنی طرف جا کر [illegible] بادشاہ نے کہا کہ بھائی میرا محمد بیگ تمہارے [illegible]
[illegible] خان اور محمد خان [illegible] لوگوں
[illegible] بیگ پیچھا کرنے کے بدلے
[illegible] محمد خان [illegible] مجھ سے زیادہ
[illegible] نہ پہنچ جاتے اور مجھ کو افسوس ہے
[illegible] تھوڑی دیر کے بعد ایک خلعت
[illegible] گراں بہا اسکو عطا ہوا خلعت کو پہنکر محمد خان آداب
بجا لایا لیکن [illegible] اسکا سبب دریافت
[illegible] سپاہی کا کام نہیں ہے یہ کام امیروں اور وزیروں
[illegible] کے بعد محمد خان
[illegible]
[illegible] میدان میں
[illegible] محمد خان کے ہمراہ [illegible] تیز و چالاک تھا
[illegible] اسکے

جان سے مارے گئے تھے

نادر شاہ کا حملہ

جب نادر شاہ نے فروری [illegible] مطابق [illegible] ہجری میں ہندوستان پر حملہ کر کے کرنال کی قریب
بادشاہی فوج کو شکست دی اور لڑائی سے ایک روز پیشتر محمد شاہ بادشاہ نے نواب محمد خان
بنگش کی خدمت میں [illegible] دی تھی یہہ امر لڑائی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ محمد شاہ میدان جنگ
میں آیا نواب محمد خان کو بادشاہ کے شریک جنگ ہونے کا نہایت ملال ہوا اسی بیچ کی [illegible]
میں نواب محمد خان [illegible] جا کے [illegible] نادر شاہ نے اپنے [illegible]
محمد خان کو بلوا کیا بادشاہ نے آدمی بلانے کو بھیجا لیکن محمد خان نے کہلا بھیجا کہ میں بیمار
ہوں [illegible] آخر کار نادر شاہ کے [illegible] محمد شاہ کی خواہش سے بھیجے گئے
محمد خان [illegible] کہا کہ یہہ میرا آخری [illegible]
اور چار آئینہ اور خود اور دستار [illegible] دربار شاہی کو روانہ
محمد خان کا بیٹا [illegible] بھی اپنے باپ کے ہمراہ تھا محمد خان سے [illegible] کہ اس [illegible]
[illegible] آدمی تھا [illegible] ترکی یا پشتو کا ایک لفظ [illegible]
[illegible] پوچھا نادر
[illegible] نادر شاہ کے [illegible] جنگ کی تلوار [illegible]
[illegible] محمد خان [illegible] کی اطلاع کی اور یہہ بھی [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے انکار کرتا ہوں کہ میں ایک سپاہی ہوں

کی نسبت یا مطلوب ہو اگر محمد خان مقرر کیا جاوے تو ہم نادرشاہ کا مقابلہ کریں جب محمد خان نے
بادشاہ سے اس بارہ میں گفتگو کی تو اول تو درخواست منظور کی گئی لیکن پھر نامنظور ہوئی - جب
باجی راؤ نے نادرشاہ کے چلے جانے کے بعد تمام راکین کو واسطے برہمی تدابیر خاندان تیموریہ کے
متفق بندوبست کرنا چاہا تو محمد خان بھی منجملہ ان دکنی [illegible] کے تھا جنکے نام تحریریں بھیجی گئیں نواب محمد خان نے
[illegible] معقول جواب دیا اگرچہ خود اُسکو اعتراف تھا کہ دنیاوی امور میں اُسکو بہت کم حظ حاصل ہے [illegible]
[illegible] ایک شعر شاعر کا جسکا نام یہ ہے سرفراز
[illegible] عالم خراب ہو سکے تشنہ مثل سراب ہے جو مکین ہے نقش
بر آب ہے جو محمد خان مثل حباب ہے [illegible] ۱۷۴۰ء میں باجی راؤ کے مرنے پر ان سب تدابیر کا خاتمہ ہو گیا

اکبر خان کی وفات

قریباً اسی وقت کے (۱۱۵۲ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء) نظام الملک اور غازی الدین خان کو سکا
[illegible] منظور ہوا اور محمد خان کو صوبہ الہ آباد پر بحال کر دینے کا وعدہ کیا لیکن خلاف اپنے
وعدہ کے صوبہ الہ آباد امیر خان عمدۃ الملک کو دیدیا اسوجہ سے محمد خان کو نظام الملک اور
اسکے بیٹے سے رنج پیدا ہو گیا محمد خان بلا حصول اجازت چھوڑ کر اپنی ریاست کو چلا آیا
قمر الدین خان [illegible] مع فوج کثیر کے ساتھ اس حکم سے بھیجے گئے کہ محمد خان کو اسکی ریاست
سے نکال دیں [illegible] تھا [illegible] اکبر خان و احمد خان اپنے بیٹوں
کو مقابلہ کے لئے بھیجا اکبر خان کے ساتھ دس ہزار سوار تھے اور احمد خان کے ساتھ پانسو سوار
اور ایک سو [illegible] علاوہ اسکے سپاہی بھی بہت کثرت سے تھے لشکر زدہ راہ صلح علیحدہ

موجود تھے نادر شاہ نے ایک پہلوان کو بلایا جو بڑا قد آور جوان تھا اور محمد شاہ سے کہا کہ اُن کے لشکر
کون کشتی لڑے گا محمد خان نے اُسکے ساتھ لڑنے کا قصد کیا لیکن شیخ زادہ نے کہا کہ میں لڑونگا
تو محمد خان نے اُسپر ہنس کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ فوج کی ہنسی ہو لیکن شیخ زادہ نے ایک نہ سُنی محمد شاہ
کو اِس امر سے بہت تردد ہوا اور پسینہ اُسکے بدن سے ٹپکنے لگا اور اُس نے جناب باری میں دعا کی پہلے
جوڑ کو دیکھکر فارسی جوان نے کہا کہ میں اُسکو اپنے نیزے کی نوک پر اُٹھا کر پھینکدونگا — دونوں پہلوان
نے ایک دوسرے پر گھوڑے دوڑائے فارسی پہلوان نے کئی دفعہ قصد کیا مگر شیخ کو نہ چھو سکا آخر کو اُسکا
بھالا شیخ کے جوشن میں گھس گیا اور فارسی نے اُسکو گھوڑے کی پیٹھ سے اپنے نیزہ کی نوک پر مثل
ایک منٹ کے اُٹھا لیا اور کسیقدر خون اُس کے بدن سے نکل آیا نادر شاہ ہنسنے لگا اور دوسری جانب
والوں کے چہروں پر آثار خجالت کے نمایاں ہوتے تب اُسنے زخمی ہونے کی حالت میں سوار کے سر پر
ایک تیر چلایا جو اُس کے خود اور اُسکی زرہ سے گذرتا ہوا اُس کے گھوڑے کی پیٹھ سے گذر کر زمین پر
گرا فارسی جوان ایک منٹ تک اسطرح نیزہ کو ہاتھ میں لئے ہوئے گھوڑے پر ٹھہرا رہا شیخ نے اُسی
حال میں کہ نیزہ اُسکے بدن میں چبھا ہوا تھا آواز بلند کہا کہ آؤ اور اِس شخص کو ہٹاؤ کیونکہ یہہ مردہ ہے
نادر شاہ نے شیخ کی نہایت تعریف کی اور اُسکو ایک خلعت عطا فرمایا — سائون بمطابق صفر ۱۱۵۲ ہجری کی
۵ مئی ۱۷۳۹ء کو نادر شاہ تمام مال و اسباب سمیٹکر دہلی سے روانہ ہوا محمد خان کے خطوط میں
نادر شاہ کے حملے کا حال بہت کم بلکہ نہیں ہی غالباً اسکی وجہ یہہ ہے کہ وہ اُن دنوں میں ...
حاضر رہا اور خطوط کے لکھنے کا موقع اُسکو بہت کم ملا صرف ایک تحریر میں جو باجی راؤ کے نام بھی ہے
لکھتا ہے کہ جب نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تو کابل کے افغانوں نے یہہ لکھا کہ ہم کو صرف ایک

[illegible] کی طرف [illegible] نواب محمد خان علی محمد خان اور راجہ

ہرنند سے [illegible] کرکے [illegible] کیونکہ اگرچہ ہرنند نے حریف تک کی خاطر جگہ اسکو دیدی تھی

لیکن تاہم [illegible] نواب محمد خان نے فخر الدین خان وزیر کو علی محمد روہیلہ کی سفارش میں خط

لکھا اور یہہ درخواست کی کہ آپ اپنے بیٹے سعد اللہ خان کو راجہ ہرنند کی مدد کے لئے نہ بھیجیں اور

یہہ [illegible] محمد خان بادشاہ کا مطیع فرمانبردار ہے اور ہر سال دربار میں حاضر ہوتا ہے اور ۱۱۶۲ھ میں

جب [illegible] آپ کے بھائی نے [illegible] پر چڑھائی کی تھی اسوقت میں یہہ [illegible]

تھا [illegible] اور [illegible] اس نے خاطر [illegible] کی جانب سے ایسی

خدمات [illegible] کیا جاتا [illegible] ایسے وقت میں کہ باغی لوگ

[illegible] اگر [illegible] ان سے کوئی قصور [illegible] درگذر کرکے معاف کیا جانا چاہیے

محمد خان [illegible] اس بارہ میں اصرار

کرنا لیکن [illegible] اس مضمون کے پہنچے کہ وزیر کو

[illegible] کرنگا کہ وہ

راجہ [illegible]

[illegible] راجہ ہرنند [illegible]

[illegible] شاہ اختیار کو یہہ پیام

[illegible] کہ وہ شخص [illegible] اور مطلوب ہیں [illegible] عبد اللہ خان اور اسکے ہمراہ

بھیجدیگا [illegible] وزیر [illegible] حصہ میں رحمت خان اور راجہ کے

میں ہندوستانی فوجوں کا مقابلہ ہوا محمد خان نے اپنے سرداروں کو ہدایت کی تھی کہ جس جگہ اکبر
گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ میں نہ جانے دیا کیونکہ محمد خان کو یہ خیال تھا کہ اکبر خان ایک نوجوان
اور تیز مزاج آدمی ہے ایسا نہ ہو کہ جوش میں آکر غنیم کی فوج میں گھس جائے اور مارا جائے اس سبب
پٹھانوں نے اصرار کر کے اکبر خان کو میدان جنگ میں ہاتھی پر سوار کیا احمد خان کا ہاتھی اس طرف
بڑے زور سے آ رہا تھا اکبر خان نے چلا کر کہا کہ ہاتھی کو پیچھے رکھو تم اپنا ہاتھی میرے برابر کر
دو اکبر خان کے مزاج میں نہایت سختی تھی [illegible] سمجھتا تھا لیکن اس پر بھی اپنے بڑے بھائی احمد خان
کو کبھی خیال میں نہیں لایا کرتا تھا اور اس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ محمد خان کے مرنے کے بعد میں ہی
جانشین ہوں گا احمد خان کو بھائی کے اس سخت الفاظ کا نہایت ملال ہوا اور اپنا ہاتھی علیحدہ کر کے
دور کو لے گیا لڑائی شروع ہوئی اور دونوں طرف سے بہادر جو بہت سے تھے مقتول ہوئے اور پٹھانوں کو
فتح حاصل ہوئی تب احمد خان نے اسی رنج کی حالت میں توپوں کے منہ اکبر خان کی طرف پھیر کر
چلانے کا حکم دیا ایک گولہ توپ کا اکبر خان کے دماغ میں ہو کر گذرا اور اکبر خان اسی جگہ مر گیا اس کی
نعش کو گھر لائے محمد خان کو اکبر خان کے مرنے کا نہایت [illegible] اور تین روز تک [illegible]
لشکر [illegible] اور [illegible]

محمد خان کا عمل احمد خان کی طرف سے
بادشاہ کی حضور میں سفارش کی سعی کرنا

سنہ ۱۱۵۹ ہجری مطابق [illegible] سنہ ۱۱۶۰ [illegible]
بھیجا گیا اور اسے حکم دیا گیا کہ علی محمد خان روہیلہ کو نکال دے اس مہم کے وقت [illegible] علی محمد

سری نگر اور سرمور بہت سے اپنے بھائی کو صلح کے واسطے بھیجا تھا برف کے گرنے کی وجہ سے روہیلہ رودرپور کو چلے گئے تھے اور جلد آنولہ کو لوٹ کر آنیوالے تھے محمد خان اپنی تحریرات میں اُس رائے کا ذکر کرتا ہے جو اُسنے اس بارہ مین دی تھی کہ چونکہ آب و ہوا نہایت خراب ہے اور پیداوار کم ہے لہذا اُسکا تصفیہ کر لینا چاہیے محمد خان کا بیان ہے کہ ارکین دولت معاملہ کا طے ہونا مثل فتح کے سمجھے اور اُسنے علی محمد خان کو یہہ رائے دی کہ وہ دربار مین اس امر کی اطلاع دی کہ مین آپکے خوش کرنے کے لیے پہاڑ چھوڑ کر آنولہ لوٹ آیا۔

نرائنداس کا نجیب علی خان کی لشکر کو لوٹنا

نرائنداس راجہ جیسنگہ سوائی کا ایک افسر جو بعد اوہ مین انتظام قایم رکھنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا نرائنداس کے قیام کی حالت مین اُسکی فوج نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے باغی ہوکر نجیب علیخان کے لشکر کو لوٹ لیا نجیب علیخان قمرالدین خان وزیر کی ماتحتی مین ایک افسر تھا جو اُسوقت کربا مین تحصیل کرتا تھا نواب محمد خان نے جو اُسوقت مین شکوہ آباد کا فوجدار تھا امر سنگہ اور شایستہ خان کو نرائنداس کے پاس اس فہمایش کی غرض سے بھیجا کہ وہ سب مال و اسباب جو لوٹا گیا ہے واپس کرے بردل خان معہ کچھہ آدمیون کے نجیب علی خان کی امداد کے واسطے بھیجا گیا اور جعفر خان بخشی کو بھی جو بیرون جات پر تھا تعاقب جانے کی ہدایت ہوئی منگل خان بھی اسی غرض سے بھیجا گیا جب منگل خان سرائے جہت مل پہونچ گیا اور جعفر خان اٹاوہ کے قریب گیا تو نرائنداس جمنا کے پایاب گھاٹون سے بھاگ گیا منگل خان اور جعفر خان نے اُسکا تعاقب کیا اور ایک ہاتھی اور ماتھی کے نقارہ اور چند بکلیاں اور توپ مین معہ گاڑی اور بیل کے اُس سے

پاس پہنچ گیا تھا اور چھ روز سے اُس کی لشکر میں مقیم تھا تب وہ رخصت ہوا اور راجہ بیس بیس یا
دو بیس بیس کوس کی منزلیں کر کر علی محمد خان کی فوج کے قریب پہنچا جو اونلے سے آٹھ کوس پر
پڑی ہوئی تھی اثنا درمیان میں محمد خان نے علی محمد خان کو یہہ لکھا کہ اسوقت میں روپے کا خیال
نہ کرنا چاہیے بلکہ معاملات کو طے کر دینا چاہیے میں نے تمہاری فوج کو کبھی نہیں دیکھا ہے یقیناً وہ
اچھی ہو گی لیکن وہ دوستوں کی امداد سے [illegible] سے بوجہ احسن انجام پا سکتے ہیں مگر چاہیے کہ
اپنے مقامات کا استحکام کر کے اور آدمی اور روپیہ کی فراہمی کا بندوبست کرنا چاہیے اپنے سب آدمیوں
کو سب جگہ سے بلا کر ایک ناکہ پر تعینات کرنا چاہیے کوئی غنیم یا مخالف زمین کو کہیں اٹھا نہیں لیجا
سکتا اور جب دشمن اپنی پاہر جاوے تو تھانہ جات پھر بدستور قائم ہو سکتے ہیں اگر فوج جا بجا منتشر
رہیگی تو ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتا اگر ایک گروہ کو فوج کی شکست ہو گئی تو باقی سب بیدل
ہو جاوینگے میں نے اِن سب امور کا تجربہ کر لیا ہے جہاں تک ممکن ہو نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا چاہیے
لہذا اس آفت سے نجات پانے کے لئے روپیہ خرچ کر دینا چاہیے اگر کسی طرح معاملہ طے ہوا اور ایک لاکھ
لکھ بھی خرچ کرنے پر بھی کام نہ نکلے تو صفدر جنگ کے ساتھ بھی عرض کرنا چاہیے یہہ معاملہ راجہ
جی کی شکست پا کر مقتول ہو جانے کی وجہ سے ختم ہو گیا محمد خان نے وزیر سے بامکان
اپنے علی محمد خان کی سفارش کی اور یہہ کہا کہ علی محمد خان کا ارادہ لڑنے کا نہ تھا اور یہہ مصیبت
جو پیش آئی اس میں اسکا کوئی قصور نہ تھا اور وہ اب بھی اطاعت کے لئے موجود ہے نواب محمد خان
خود کتاب میں اس طرح ختم ہوئی جس میں پانچویں رمضان سنہ [illegible] ہجری مطابق ۲ ستمبر سنہ [illegible] کو بعد میں
الور میں شکست کا ایک [illegible] پہنچا تھا سچ ہے پہاڑی لوگ ہر جو کے پیچھے بھاگ گئے تھے اور [illegible]

اودہ کو جو برسون تک فتحگڈہ مین مقیم رہا تھا بھیجی مہدعلیخان نے کہا کہ مجھے اس مزہ کے انبہ کھانے کا اتفاق نہین ہوا اور اوسنے چند قلمین اُس درخت کی مانگین نواب شوکت جنگ نے قلمین دینے جانے کی اجازت دی لیکن جس روز سے اُس درخت مین سے قلمین لیگئین اُسی دنسے وہ صل درخت خشک ہونا شروع ہوا اور ایک سال کے اندر بالکل خشک ہو کر جاتا رہا۔

محمد خان کی وفات اور اُسکا چال چلن

محمد خان کی وفات کا زمانہ آپہنچا تھا اسی سال سے اُسکی عمر تجاوز تھی کہ اُسکے گلے مین ایک پھوڑا نکلا بادشاہ نے یہہ خبر سنکر ایک خط عیادت مین بھیجا اور اپنے خاص طبیبون مین حکیم علوی خان کو روانہ کیا لیکن حکیم صاحب کے علاج نے کوئی نفع نہ بخشا اور دوسری ذیقعد ۱۱۵۶ھ ہجری سے مطابق ۹ دسمبر ۱۷۴۳ء کو محمد خان نے داعی حق کو لبیک کہی جب محمد شاہ نے محمد خان کی وفات کا حال سنا تو یہہ تاریخ کہی دستون باب ملک ہند اُفتاد مرنے سے کوئی تین گھنٹہ پیشتر نواب نے اپنی طاقت خداداد ظاہر کرنے کی غرض سے اپنا تیر و کمان بستر سے اُٹھایا اور چھت پر اِس زور سے نشانہ لگایا کہ تیر چھت کی کڑی مین گھس گیا حیات باغ واقع موضع بیکپور خورد پرگنہ بہادر پور مین جو مئو دروازہ کوئی آدہ میل پرجانب غرب واقع ہی نواب محمد خان دفن کیا گیا مقبرہ ایک بلند چبوترہ پر واقع ہی اور ایک بہت بلند گنبذ سے مسقف ہی جو ہر چہار جانب سے چند میل کے فاصلہ سے نظر آتا ہی یہہ مقبرہ نواب نے اپنی حالت حیات مین بنوایا تھا اور اُس کے گرد اُسکے ایک باغ لگوایا تھا جسمین ہر قسم کے میوہ دار درخت جو دہلی مین ملسکتے تھے موجود تھے اس باغ کی آب پاشی کے لئے چالیس کوئے بنوائے گئے تھے اور بارہ گانون کا محاصل اُس مین صرف

لے لینا چاہین نہایت دشواری سے ایک قاز عخطی نجیب علیخان سے حاصل کر کے وزیر کو بھیجی گئی

انبہ کا قصّہ

بطور مثال اُن لوگون کی عادات کے مین یہان پر ایک قصّہ فرخ آباد کے عجیب انبہ کے درخت کا لکھتا ہون ایکدن محمد خان شکار مین محمد شاہ بادشاہ کے ہودج کی خواصی مین تھا بادشاہ نے ایک انبہ تناول فرمایا جو وزن مین آدہ سیر کا اور نہایت خوشرنگ اور خوش مزہ اور پتلے رس کا تھا بادشاہ نے گٹھلی محمد خان کو عنایت فرمائی محمد خان نے اُسکو نہایت احتیاط سے اپنے رومال مین لپیٹ کر اپنے بیٹے قایم خان کے پاس جو اسوقت فرخ آباد مین تھا بھیجدیا قایم خان نے اُسکو نہایت عزت کے ساتھ لیا اور اسکے استقبال کے لئے سو ۱/۲ روز تک گیا جسمین ہوکر قبل کاسگنج کے آباد ہونے کے دہلی کی راہ تھی وہ گٹھلی حیات باغ مین رکھی گئی جہان کہ اب محمد خان کا مقبرہ ہے جب وہ درخت پرورش پاکر باروَر ہوا تو باوجودیکہ اُسکا انبہ اصل انبہ کے درخت کے پھل کے نصف ہوتا تھا تاہم فرخ آباد مین اُسکا مثل نہ تھا جب اُس درخت مین پھل آتا تھا تو ایک کمپنی بجمیون کی اُسکے گرد بغرض حفاظت پھیلائی جایا کرتی تھی اور جب پھل آنیکا زمانہ ہوتا تھا تو تیس سیر دودہ ہر روز اُس کی جڑ مین ڈالا جایا کرتا تھا وہ درخت ناصر خان کے مقبرہ کے سرہانے جو سابق مین صوبہ دار کابل کا تھا نصب تھا نواب مظفر جنگ نے (۱۷۷۱ء لغایت ۱۷۹۶ء) اوسکی قلم حاصل کرنا چاہی نہایت ہی دقت سے نواب مظفر جنگ کے باغ والون کو ایک درخت مل پایا جو علی باغ مین رکھا گیا اور گولہ عنبہ کے نام سے مشہور ہوا ایک مرتبہ نواب شوکت جنگ نے (۱۸۱۳ء لغایت ۱۸۲۳ء) حیات باغ کے درخت کے چند انبہ حکیم مہدی علیخان جبکہ وہ محمدی ملک

اُسکے بیٹھنے کے لیے اور وہی کھانا اُسکے کھانے کے لئے ہوتا تھا اور آنیوالے لوگون کو
اِس بات کا تعجب ہوتا تھا کہ اسقدر دولت اور مقدرت والا آدمی اور اسقدر اُسکی سادہ عادتین جب
کوئی شخص وارد ہوتا تھا تو نواب ہر روز کسی چیلہ کے نامزد کرتا تھا کہ زرق برق ہوکر اُسکی خدمت
مین حاضر رہے ایک مرتبہ نواب امیر خان عمدۃ الملک مع اپنے ساتھیون کے پورب
سے آتے ہوئے فرخ آباد مین ہوکر گذرا اُسکے ساتھی ایسے زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھون
مین کاجل لگاتے تھے دانتون مین مسّی ملتے تھے ہاتھہ پیرون مین مہندی لگاتے تھے
انگوٹھی چھلّے اور چاندی کے تعویز اور کانون مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی
بھی یہی وضع تھی اُس کا خیمہ لکھولا باغ مین نصب ہوا جو نواب قایم خان نے قبل
اپنی مسند نشینی کے لگایا تھا قایم خان امیر خان کی ملاقات کے لئے گیا کیونکہ دہلی مین
اُس سے ملاقات تھی امیر خان نے قصد کیا کہ نواب محمد خان کی ملاقات کے لئے
جاوے قایم خان نے کہا مین آج باباخان (اپنے باپ) کو اطلاع کردون تو کل
آپکو لیچلونگا چنانچہ قایم خان اُٹھ کے گیا اور اپنے باپ سے جاکر کہا دوسرے
روز دیوانخانہ ایک سپید چاندنی سے آراستہ کیا گیا اور ایک سادہ گاؤ تکیہ رکھا گیا اور
محمد خان نے ایک سادہ نیچی ٹوپی جیسی کہ اُس زمانہ مین مئو مین پہنی جاتی تھی سر پر رکھی
اُسکے سامنے ایک پاندان رنگین لکڑ ہیکا اور ایک پھول کا اُگالدان رکھا گیا امیر خان
پہونچا اور نواب محمد خان کے برابر بیٹھلایا گیا اور ذرا سی دیر کے بعد نواب محمد خان نے
پاندان مین سے ایک بنا ہوا پان نکالکر اور ایک لکڑی کے عطردان مین سے ایک شیشی عطر کی

ہوتا تھا روشنخان چیلہ خاص اوسکی نگرانی پر متعین تھا جب کہ مقبرونکی بنیاد کھودی جاتی تھی
تو ایک لوہے کا گز پانچ من کا وزنی پایا گیا معماروں نے چاہا کہ اُسکو قبہ کی چوٹی پر نصب کرین
لیکن روشنخان نے کہا کہ پانچ من لوہا بہت آسانی سے ملسکتا ہے اور اُسنے ایک کلس سونیکا
بنوا رکھا ہے تب وہ لوہے کا گز باغ کے دروازہ پر ڈالدیا گیا اور نوجوان لوگ ہر روز بطور قوت آزمائی
کے اُسکے اُٹھانے کے لئے جایا کرتے تھے سنہ ۱۷۹۶ء عہد نادر جنگ مین کسیطرح وہ ٹوٹ گیا اور
ٹکڑے اُسکے سنہ ۱۸۳۹ء تک اُسی دروازہ پر پڑے تھے اور ہندو اُسکی پوجا کرتے اور یہہ کہتے تھے کہ
یہہ بھیم سین کے بھالے کا سر ہے نواب محمد خان نے آخر تک اپنی سادہ وضع اور سپاہیانہ
طریقون کو نہین چھوڑا اُسکی عادت تھی کہ اپنی حیثیت سے زیادہ کوئی کام نہین کرتا تھا غرور اُسکے
پاس ہوکر نہین نکلا اور خود آرائی اُس مین نہین تھی وہ ہمیشہ بالکل سادہ کپڑے پہنتا تھا اُس کے
دیوانخانے اور مکان مین صرف چٹائی کے صفون کا فرش تھا اور اُس پر پٹھان اور چیلے اور
اور لوگ بیٹھتے تھے نواب خود کبھی کبھی گدی پر بیٹھتا تھا اور کبھی وہ بھی نہین ہوتا تھا پٹھان
جب حاضر ہوا کرتے تھے تو یہہ کہا کرتے تھے اجی نواب سلام علیک اور انہین صفون پر بیٹھ جاتے
تھے اور کھانے کے وقت پانچ سو یا چھہ سو پٹھان ایک ہی دسترخوان پر کھاتے تھے ہر ایک
شخص کو برابر حصہ دو آدھ آدھ سیر کے وزنی اور ایک پیالہ گوشت اور ایک رکابی پلاؤ کچھہ ہوتا تھا برابر
ملتا تھا اور یہی کھانا نواب کے سامنے ہوتا تھا پٹھان اکثر کالے عدس کا پلاؤ کھاتے تھے اور یہی
نواب کو بھی مرغوب تھا اُسکو چپاتی پسند نہین تھی کہتے ہین کہ اُسکے باورچی خانہ کا خرچ پانسو
روپیہ روز کا تھا جب کوئی امیر دہلی سے نواب کے پاس آتا تھا تو کوئی نئی بات نہین کیجاتی تھی وہی چپاتی

ہر وقت کی عورتین تھیں ان مین سے بہتون نے اپنے مالک کا چہرہ تمام زندگی مین ایک ہی مرتبہ
دیکھا تھا لیکن تمام عمر اُنکو ماہوار تنخواہ جو ابتدا مقرر ہوئی تھی برابر ملتی رہی سترہ سو محل مین سے
کوئی نوسو نواب کی زندگی مین مرچکی تھین جنکی قبرین بلند باغ مین تھین جہان کوئی مرد نہین
دفن کیا جاتا تھا قایم خان کے وفات کا حال معلوم ہونے کے تھوڑے دنون کے بعد محمد خان
کی بیوہ بی بی صاحبہ نے نہایت ہوشیاری کا کام کیا کہ بڑے محل کے دروازے کھلوا دیے
اور اُن داشتہ عورتون سے یہہ کہلا بھیجا کہ تین دن کی مہلت تم کو دیجاتی ہی اس عرصہ مین اگر تم
نکلجانا چاہو تو نکلجا سکتی ہو تم مین سے جو رہنا چاہیگی اُسکو جو کی روٹی اور گزہی کا کپڑا ملیگا کیونکہ
نہ محمد خان نہ قایم خان زندہ ہی جو تمہاری پرورش کرے قریب چارسو عورتون کے اپنا مال
ومتاع لیکر چلی گئین صرف چار عورتین بی بی صاحبہ کی جو کی روٹی پر پڑی رہین۔

چیلون کا بیان

مسلمانون مین غلامون کا رکھنا اور بالعموم یہی طریقہ ہے لیکن میرے نزدیک بہت کم ایسے لوگ
ہونگے جنہون نے آخر تک اس طریقہ کو ایسی کثرت سے اختیار کیا ہو جیسے محمد خان نے غلامون کو
برابر والون پر واسطے نیابت صوبہ کے ترجیح دیجاتی تھی غلام نوجوان کی سپہ سالاری کرتے تھے
اور محمد خان کے یہان ایک باڈی گارڈ بھی غلامون کا تھا منجملہ اسباب ترجیح کے ایک یہہ سبب تھا کہ اسکی
برادری کے یعنے مئو کے پٹھانون نے ایک مرتبہ اُسکو بہت تنگ کیا تھا یعنے ان مین سے بہتون
کے پاس مستاجری کے پٹہ پرگنون کی تھی اور جب کبھی محاصل کی بابت انسے مطالبہ کیا جاتا تھا تو وہ
مستعد جنگ کے ہوتے تھے لیکن روپیہ نہین دیتے تھے اگر کوئی ان مین کا تعلق باقیداری کے

تھا لکر عطر پان محمد خان کو دیکر رخصت کیا نواب امیر خان کو اس فقیرانہ مدارات پر ہنسی آئی اسنے
راہ مین قایم خان سے کہا کہ اگرچہ تمہارا باپ باون ہزاری ہے لیکن ایک دہقانی سا معلوم
ہوتا ہے تم کیون نہین اپنے باپ کو سمجھاتے قایم خان نے اسبات کو مذاق مین ٹالدیا امیر خان کے
چلے جانے کے بعد نواب محمد خان نے اپنے چیلے جعفر خان بختی کو جسکے نام سے محلہ بزریا جعفر خان
ابتک مشہور ہے حکم دیا کہ ایسی دعوت کرو کہ ہمارا نام دہلی مین برائی کے ساتھہ نہ لیا جاوے جعفر
نے کئی ہزار چاندی کے برتن بنالے اور کئی ہزار روپے کی قیمتی سنہری کمخواب کٹوا کر اپنے تمام باغ
مین سرخ بانات کا فرش کروایا شہر کے تمام گانیوالے طایفہ بلوائے گئے اور نہایت نفیس
کھانے پکوائے گئے نواب محمد خان نے امیر خان سے کہلا بھیجا کہ جعفر خان کے یہان آج آپکی
دعوت ہے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد امیر خان کے ساتھہ کئی آدمیون نے چاہا کہ چاندی کے
ظروف خالی کر کر صاحب خانہ کے ملازمون کے بحفاظت سپرد کرین لیکن جعفر خان نے انکار کیا
اور کہا کہ یہ خدمتگذارون کا حق ہے اور سنہری کمخواب سب نشہ لیون کو دیدی گئی یہ حال
دیکھکر نواب امیر خان نے محمد خان کی تعریف مین بہت مبالغہ کیا دوسری ملاقات مین نواب محمد خان نے
ایک خوشنما تحفہ پیش کیا اور معذرت کی کہ مجھسے آپ کی کچھہ خاطر تواضع نہین ہوسکتی کیونکہ
مین ایک سپاہی آدمی ہون نواب محمد خان بہت حسن پرست تھا اسکے باہیس لڑکے اور بایس
لڑکیان تھین جو جوان ہوئی اور انکی شادیان ہوئین اگر محلون کی تعداد پر خیال کیا جاوے تو کہا
جاسکتا ہے کہ وہ سلیمان ثانی تھا لوگ کہتے ہین کہ اسکے محلات مین ستر سو عورتین تھین اسکے علاوہ
نوا کہا نسے سو سو عورتون کے علیحدہ تھے جسمین کا بھی بیاہ کوئی راجپوت نہ برہمن مستثنی تھا

نہیں ہوئی تھی جو باقی رہے اُنکی اولاد ابتک موجود ہے اور غضنفر بچہ کے لقب سے مشہور ہے
یعنے اولاد غضنفر کیونکہ محمد خان کا لقب غضنفر جنگ تھا نواب محمد خان کی زندگی میں یہہ لوگ چیلے
نہیں کہلاتے تھے بلکہ طفل سرکار کہے جاتے تھے اعتبار کے کام اُنکے سپرد ہوتے تھے نواب کا
تمام خانگی انتظام اُنکے سپرد تھا اور تمام سامان اُنکے تفویض رہتا تھا اُنمیں سے بہت چیلے کے لئے
بادشاہ کے حضور سے خطاب نوابی کا حاصل کیا تھا جو چیلہ جس ذات کا ہوتا تھا اُسی ذات کی
لڑکی کے ساتھ اُسکی شادی کیجاتی تھی مثلاً راجپوت چیلہ کو راجپوت لڑکی اور برہمن کو برہمن یہہ طریقہ
نواب احمد خان غالب جنگ کی عہد تک (۱۷۵۰ء لغایت ۱۷۷۱ء) جاری رہا اُسکی بعد سب
آپسمیں ایسے مخلوط ہوگئے کہ اب اُن میں کوئی قوم کا امتیاز نہیں ہوسکتا اُن چیلوں میں سے بعض
بڑے بڑے راجاؤن کی لڑکے بھی تھے جو اپنی بدنصیبی سے گرفتار ہوکر مسلمان کر لئے گئے تھی
چنانچہ شمشیر خان مسجد والے کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک نامور راجپوت تھا
شیر دل خان گوجر تھا بیر دل خان کورد داؤد خان برہمن وقس علیٰ ہذا نواب محمد خان ہمیشہ اپنے چیلوں سے
کہا کرتے تھے کہ روپیہ پیسہ مال و اسباب و جواہرات جمع ہوسکے جمع کرو تاکہ تنگی کی وقت
تمہارے کام آوے لیکن جو شخص کسی گاؤں میں پختہ عمارت بنواتا تھا وہ فوراً ملازمت
سے علیحدہ کردیا جاتا تھا بجز خام اینٹوں و گارے کے مکانوں کے اور کسی عمارت کے بنانے کا حکم
نہ تھا ہر چیلہ کو اجازت تھی کہ ایک کمرہ بطور دیوان خانہ کے بنالیوے صرف یاقوت خان جان بہادر
اِس ممانعت سے مستثنیٰ تھا جسکا عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں جو چیلے کم عمر تھے اُن کی تعلیم کے لئے ایک
مکتب کہلاتا تھا شاہ نامہ مقرر تھا جب کوئی لڑکا پڑھنے لکھنے لگتا تھا تو وہ نواب صاحب کے روبرو پیش

قید کیا جاتا تھا تو تمام پٹھان مسلح ہو کر آمادہ جنگ ہو جاتے تھے اور اُنکو چھوڑا لیتے تھے اسی
سبب سے نواب محمد خان نے مقدرت حاصل ہونے کی چند سال کے بعد بہت سار وپیہ افغانستان
کو بھیجا اور بنگش قوم کو جو اُس ملک مین آباد تھی اِس امر پر تحریص کی کہ وہ اُس ملک کو چھوڑ کر شہر
فرخ آباد مین آباد ہون منجملہ اُنکے اُسنے اٹھارہ شخصون کو منتخب کر کر جمعدار کیا ہر امر مین اُنکی رعایت
ملحوظ رہتی تھی اور نواب اُنکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اپنی لڑکیون کے ساتھہ اُنکی شادی کی تھی
اور شہر مین گنگا کے کنارہ مکانات بنوانے کے لئے اُنکو زمین دی تھی کہ وہ قطعہ آجتک بنگش پورہ
کے نام سے مشہور ہے ایک اور یہہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ راجپوتون اور برہمنونکی لڑکی پکڑ پکڑ کر
مسلمان کی جاتی تھی بعضے تو برضامندی لی جاتی تھی اور بعض باداے قیمت اور کچھ باقیدار و نکے
لڑکے ہوتے تھے جو گرفتار کر کر مسلمان کئے جاتے تھے اسطور پر ہزارون لڑکے جمع کئے گئے اور اُنکو دین اسلام
کے احکام تعلیم ہوئے اُنہین شخصون مین سے فوجکی سپہ سالاری اور پرگنونکی تحصیل کے لئے منتخب کئے جاتے تھے
محمد خان کو اپنے چیلونکی تعداد بڑھانیکا نہایت شوق تھا تمام عاملون اور صوبہ دارونکو حکم تھا کہ جسقدر ہندون کے
لڑکے سات برس سے تیرہ برس کی عمر تک کے ملسکین اُنکو بھیجدئے جاوین جبوقت ہوشیار ہو جاتے
تھے تب پولس یا فوج مین بھرتی کئے جاتے تھے یا خانگی کامون پر مامور ہوتے تھے جب کوئی عامل کسی مفسد
گانون سے لڑتا یا اُسکا محاصرہ کرتا تھا تو جسقدر لڑکے اُس کو ملسکتے تھے پکڑ کر نواب کے حضور مین
بھیجدیتا تھا بعضے اپنی خواہش سے بھی مسلمان ہو جاتے تھے اسطرح پر ہر سال سو دو سو لڑکے مسلمان
ہو جاتے تھے اور محمد خان کے آخر دم تک کوئی چار ہزار چیلے ہو گئے اُن مین سے بہت سے نواب
کی زندگی مین ہی لڑائیون مین مارے گئے اور بہت سے لاولد فوت ہوئے کچھ کی شادی

نہین ہے لہذا یہہ مشتبہ ہے کہ یاقوت خان نے سات گنج آباد کئے ۔

کاسگنج جسکو یاقوت گنج بھی کہتے ہین یہہ ایک نہایت مشہور قصبہ ضلع ایٹہ کا ہے جسکی مردم شماری سنہ ۱۸۷۲ء مین پندرہ ہزار سات سو چوسٹھہ تھی ایٹہ سے بجانب شمال بفاصلہ انیس میل کے واقعہ ہے ۔

علیگنج جو پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین ایٹہ سے چوبیس میل بجانب مشرق اور فرخ آباد سے بیس میل گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے سنہ ۱۱۴۳ ہجری مطابق ۶ جولائی سنہ ۱۷۳۰ لغایت ۲۵ جون سنہ ۱۷۳۱ء مین یہان کا قلعہ تعمیر ہوا اس قلعہ کا معمار غالباً وہی محمد آدم محمد خان ہے جس نے فرخ آباد کا قلعہ تعمیر کیا جسکا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہین ۔

گوڑیاگنج شاید یہہ وہی گوڑیاگنج ہے جو پرگنہ اکبر آباد ضلع علیگڑھ مین علیگڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔

خداگنج یہہ قصبہ کالی ندی کے کنارہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین کانپور کی سڑک پر فرخ آباد سے سترہ میل گوشہ جنوب اور مشرق مین واقع ہے اسکا قدیمی نام سنولی ہے یاقوت خان نے اس گنج مین علاوہ بازار کے ایک پختہ سرائے بنوائی جسکا بہت بڑا دروازہ اور ایک مسجد دروازہ پر تھی تاریخ تعمیر [illegible] مطابق ۳۰ مارچ سنہ ۱۷۲۹ لغایت ۱۸ مارچ سنہ ۱۷۳۰ء یہہ دروازہ سنہ [illegible] مین بغرض بنائے جانے سڑک جنگی فتحگڑھ کے گرادیا گیا ۔

بہی گنج یہہ ایک چھوٹا سا بازار بجوانب سڑک پرگنہ کسنی بہی گنج ضلع مین پوری مین بیور اور چھبرامئو کے درمیان مین واقع ہے ۔

کیا جاتا تھا اور نواب کی طرف سے سو روپیہ ایک ڈھال ایک تلوار بطور خلعت کے عطا ہوتی تھی

اِن چیلوں مین سے اٹھارہ برس سے بیس برس کی عمر تک کے پانسو جوان نواب نے منتخب کر کر ایک

رجمٹ طیار کئے تھے اُنکے پاس لاہور کی بندوقین اور سلطانی بانات کی وردی اور باروت کی گوجین

رہتی تھین اور ہر ایک کے پاس سو گولی اور ڈھائی سیر باروت رہتی تھی ایک دن یہہ رجمٹ جمنا کے

کنارے قلعہ دہلی کے نیچے کھڑے کئے گئے بادشاہ قلعہ کی دیوار پر بیٹھا اور محمد خان بادشاہ کے

قریب ادب سے کھڑا تھا محمد شاہ نے اُن لوگون کو کسی جانور کے اوپر جو دریا مین حرکت کرتا ہوا نظر آیا تھا

بندوق چلانے کا حکم دیا اور اُن کی مہارت دیکھکر بادشاہ ایسا خوش ہوا کہ اُن سب کو خود لے لینا چاہا

محمد خان نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ سب کے سب برہمن اور راجپوت ہین اور دہقانی بات چیت اور

تلوار لگانے کے سوا اور کچھ کام نہین کر سکتے بادشاہ نے اِس عذر کو منظور فرما کر ایکہزار روپیہ بطور

انعام کے اُنکو تقسیم کرنے کے لئے بھیجدیا اب ہم محمد خان کے خاص خاص چیلوں کا بیان معہ اُنکے

متعلق واقعات کے جو معلوم ہو سکے شروع کرتے ہین ٭

یاقوت خان کا بیان

جس لڑائی مین عبد اللہ خان گرفتار ہوا اُس لڑائی کے دوسرے روز محمد خان کے ایک دوست

عظیم خان بڑے خیل نے محمد خان کو ایک خواجہ سرا بطور نذر کے دیا محمد خان نے اُسکا نام یاقوت

خان رکھا اور محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے اُسکے واسطے خطاب خان بہادر کا حاصل کیا مشہور ہے

کہ یاقوت خان کو نظارت کا عہدہ تھا اور اُسکے مہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے ٭ یاقوت سرخرو بطفیل محمد است

یاقوت خان عمارت کی تعمیر یا قصبات کی آبادی کی مخالفت سے مستثنیٰ تھا نواب کہا کرتا تھا کہ اسکو اولاد

اُسکی نعش کو لیکر علیگنج بھاگ آیا اور وہین وہ دفن ہوا اُسکا مقبرہ ایک احاطہ کے درمیان واقع ہے قلعہ کی فصیل کے نیچے اور اُسکے گرد ایک چھوٹی دیوار کنگرہ دار ہے یہہ مقبرہ اور اُسکی چہار دیواری منجملہ ایک ویران مقبرونکے ہے جو اُسکے کنارے ایک اونچی جگہ پر واقع ہے مگر نہایت دلچسپ مقام ہوا ہے اِس بیان مین کہ یاقوت خان محل مین ایک کٹھیا ٹھاکر انگریا کا تھا میرے نزدیک یاقوت خان اور بازبہادر خان چیلہ مین اشتباہ ہو کر مغالطہ واقعہ ہوگیا —

گزیٹیر کے صفحہ ۲۰۰ مین مرقوم ہے کہ خان بہادر کی کوئی اولاد نہین تھی یہہ امر غالباً صحیح ہے کیونکہ وہ خواجہ سرا تھا لیکن صفحہ ۹۶ مین بخت بلند خان کو اُسکا بیٹا لکھا ہے تاریخ فرخ آباد نامہ مصنفہ کالی راے کے صفحہ ۲۰ کی پندرھوین سطر مین درج ہے کہ کیسری سنگہ نام کٹھیا ٹھاکر انگریا کا جو مسلمان ہوگیا بازبہادر خان کے نام سے مشہور تھا اور وہ بخت بلند خان کا باپ تھا نہ یاقوت خان خان بہادر دلیر خان اُسکا حال ہم سابق مین بیان کر چکے ہین اُسکے نام سے ایک قصبہ دلیرگنج مشہور ہے جو فرخ آباد سے نوابگنج قایمگنج کی سڑک پر گوشہ شمال و مغرب مین واقعہ ہے —

شمشیر خان یہہ چیلہ سنہ ۱۱۶۱ الغایت ۱۱۶۲ء مین پرگنات بداؤن و سہسوان و مہر آباد کا عامل مقرر ہوا ایک زمانہ مین اُسکے پاس پرگنات موسی نگر بلہور اکبرپور شاہ پور قنوج تھے یہہ سب قصبہ باستثناے قنوج کے اب کانپور کے ضلع مین ہین ایکمرتبہ عبدالمنصور خان صفدر جنگ فیض آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے نانامئو گھاٹ واقعہ پرگنہ بلہور مین گنگا اُترا شمشیر خان نے کہا کہ جب تک اُس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہونچے معاوضہ نہ دیدیا جاوے تب تک میرے حدود ریاست مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہون یہہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور اُسنے ایک

یاقوتگنج یہہ قصبہ پرگنہ بھوجپور ضلع فرخ آباد مین فرخ آباد سے سات میل گوشہ جنوب و مشرق میں
واقعہ ہے کالی راے مورخ کہتا ہے کہ پانچ گانون یعنی جکھا جیا وٹی مقرب پور مصطفی آباد
معروف گوال گانون ــــ اور ایک حصہ محلہ کمیم کا ویران ہوکر یہہ قصبہ آباد ہوا چونکہ یہان ایک فقیر
میان نوری شاہ نام یا بقول بعض کے خواجہ سرا رہتے تھے اور اونہون نے ایک سراے بنوائی تھی
اِس سبب سے اِس قصبہ کو سراے نوری بھی کہا کرتے تھے یاقوت خان کے وقت میں وہ سرا
ویران ہوگئی اور اُسنے دوسری سراے پختہ وہان تعمیر کرائی اِس قصبہ مین اب تک ایک بہت
پرانی مسجد موجود ہے اوسپر یہہ تاریخ ثبت ہے ـ تاریخ مسجد عالی بنا رحمت فزا ٭
از لطافت نور بخش فیض زا ٭ سال تاریخش خرد گفت اندرین ٭ فرض او اشد اندران بہر خدا
جس سے ۱۱۸۶ ہجری نکلتے ہین مطابق مارچ ۱۷۷۲ لغایت مارچ ۱۷۷۳ع ـ

دریاگنج یہہ قصبہ پرگنہ اعظم گڈہ ضلع ایٹہ مین علیگنج اور پٹیالی کی سڑک پر ایٹہ سے اٹھائیس میل گوشہ
شمال و مشرق مین واقع ہے اثار بڑی گڑھی کے جو گنگا کے سابق کنارے پر واقعہ تھی اب تک موجود
ہین سابق زمانہ کے چیلے کہا کرتے تھے کہ میان خان بہادر نے پچیس لاکھ روپے اِن گانون کے
آباد کرنے اور اپنے مکانات کے بنانے اور باغات کے نصب کرنے مین صرف کیا مکان جسمین بخشی
معز الدولہ رہتے تھے خان بہادر کا ہی بنوایا ہوا تھا کالا باغ بھی خان بہادر نے ہی لگوایا تھا
اور اُس مین ایک بارہ دری بھی بنوائی تھی جس مین نواب مظفر جنگ مدفون ہوئے ۱۲۱۱ع لغایتہ
۱۲۱۲ع یاقوت خان اپنے آقا قائم خان کے ہمراہ نومبر ۱۷۴۸ع کی پر آشوب لڑائی مین مارا گیا
جو روہیلون کے ساتھ دوری رسول پور مین متصل بداون کے ہوئی تھی کہتے ہین کہ اسکا ہاتھی

مقیم خان ۔ جس زمانہ مین نواب محمد خان صوبہ مالوہ کا حاکم تھا تو دس چیلہ کے پاس پرگنہ اوجین کا تھا یہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جنکو صفدر جنگ نے مقید کرکر دہلی بھیجا تھا اور وہان وہ مقتول ہوے اوسکی مہر پر یہہ مصرعہ کندہ تھا ۔ نہ فلک از نام محمد مقیم ۔ مقیم خان نواب محمد خان کے ساتھ بہت ابتدا سے تھا اور بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین اوسکے بیٹے اعظم خان اور سلیمان خان تھے ۔

جعفر خان یہہ شخص نواب کا بخشی تھا اوسکا مکان محمد زمان شاہ کے تکیہ کے قریب تھا محمد زمان ایک فقیر تھا جسکو نواب احمد خان نے دہلی سے لاکر پرورش کیا تھا بعد اوسکے جعفر خان کے مکان مین نواب بہت جایا کرتے اور بود و باش اختیار کی یہہ چیلہ بھی منجملہ اُن پانچ چیلوں کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوے فرخ آباد مین اب تک اس چیلے کے نام سے ایک محلہ نزدیک جعفر خان مشہور ہے ۔

اسلام خان یہہ بھی منجملہ اون پانچ چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوئے پرگنہ بھوجپور مین ایک موضع اسلام گنج ہے اور پرگنہ امرتپور کو بھی اسلام گنج کہتے ہین یہہ مین نہین جانتا کہ اسی چیلہ کے نام سے مشہور ہوے یا اور کسی وجہ سے اسکا ایک بیٹا عثمان خان تھا ۔

سردار خان یہہ بھی منجملہ اون چیلون کے تھا جو دہلی مین مقتول ہوے ۔

داؤد خان اسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پہلے یہہ برہمن تھا اور منجملہ اون چیلون کے تھا جو نواب کے ابتدا سے عمر سے اُسکے ساتھ تھے اور اسی سبب سے بی بی صاحبہ اوس سے پردہ نہین کرتی تھین ہم پیشتر اسکا ذکر کر چکے ہین کہ یہہ شخص ۱۱۳۰؁ لغایت ۱۱۴۰؁ مین ایک سرکش راجہ کو پادشاہ محمد شاہ اکبر ثانی کی خدمت مین بھیجا تھا ۱۱۲۰؁ لغایت ۱۱۲۱؁ مین وہ پرگنہ

ساہو جی نے سوا اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا۔ نواب نامدار سلامت شمشیر خود را در میان کن
وگرنہ آب نہ خواہد ماند ترجمہ نواب نامدار سلامت اپنی تلوار کو میان مین کرو ورنہ اوسکی آب جاتی
رہیگی۔ محمد خان نے اپنے دیوان صاحب رائے کو جواب ترکی بہ ترکی لکھدینے کا حکم دیا
منشی نے اوسی خط کی پشت پر سطر جیہر جواب لکھا۔ نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در
معرکہ میدان بے خون چشیدہ بمیان نمی آید۔
نواب نامدار سلامت [illegible] مردون کی میدان جنگ مین بغیر خون پئے اپنے میان کو نہین
اوتی۔ صفدر جنگ نے یہہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھ مقابلہ کرے لیکن اوسکے
مشیرون نے اوسکو لڑنے کی رائے نہین دی اور یہہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا
اُن لوگون نے یہہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوئے تو کہا جائیگا کہ چیلون کے ساتھ لڑے
تھے اور اگر خدانخواستہ تو دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کی لئے بدنامی کا ٹیکا آپ کے ماتھے رہیگا
چنانچہ وہ اُس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلا گیا شمشیر خان کے افسرون نے اسکی
خاص فوج کا اسباب لٹ گیا کہتے ہین کہ اسی تاراج کی وجہہ سے [illegible] کے حکام [illegible] خان کے
خاندان مین باہم ملال پیدا ہو گیا شمشیر خان کی وجہہ سے [illegible] کرتے تھے [illegible]
اب شمشیر اون معاملات مین جو قائم خان کی وفات کے بعد پیش آئے [illegible] شریک [illegible]
پانچ چیلون کے ساتھ گرفتار ہوکر دہلی بھیجے گئے [illegible] وہین مارا گیا جسکا مفصل
حال ہم عنقریب بیان کرینگے اوسکے پانچ بیٹے تھے حسن علی خان رحیم علیخان عمر علیخان کاظم علیخان
رسول علیخان شمشیر گنج ایک قصبہ اوسکے نام سے پرگنہ [illegible] ضلع مین [illegible] آباد ہے

اوسکا پوتا ... م خان عہد نواب شوکت جنگ مین سنہ ۱۸۱۳ء لغایت سنہ ۱۸۲۳ء خاص محل کی ڈیوڑھی پر
متعین تھا روپیہ روزانہ اسکا وظیفہ تھا اوسکی اولاد سے ایک شخص غریب خان نام ۱۸۳۹ء تک
زندہ تھا لیکن نان شبینہ کو محتاج تھا جب محمد خان کو نواب سعادت خان صوبہ دار اودھ برہان الملک
کے ساتھہ لڑائی کا اتفاق ہوا تو نواب محمد خان نے اپنے چیلہ سعادت خان کو بھی چڑانے کے لئے
برہان الملک کا خطاب دیدیا۔ محاصل ملک گوالیر کا جو اوسوقت عمر خان گوالیر کے تعلق تھا اسکے عوض
مین ادا ہوتا تھا۔

نیکنام خان یہہ منجملہ اون چار چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین صیغہ تعمیرات
فرخ آباد خاص کا اونکے تعلق تھا اوسکی مسجد اور کنوان اور قلعہ اور باغ سنہ ۱۸۳۹ء تک موجود تھی اوسنے
ایک مسجد چھبرامئو مین بھی قریب مقبرہ صدر جہان کے تالاب کے کنارے بنوائی تھی اوسکا سجع
یہہ تھا سہ مستم از لطف محمد نیکنام۔ ہم پیشتر بیان کرچکے ہین کہ یہہ شخص فیض آباد مین قایم خان
کو نواب سعادت خان برہان الملک کے پیچھے سے چھپا لینے کی خدمت پر مامور ہوا تھا سنہ ۱۸۲۰ء لغایت
سنہ ۱۸۲۱ء مین وہ پرگنہ بھوجپور کا عامل رہا۔

جہان خان یہہ بھی بخشی تھا اور منجملہ پرانے چیلون کے تھا جس سے بی بی صاحبہ پردہ نہین کرتی تھین اوسنے
پرگنہ بھوجپور مین جہان گنج اوسیکا آباد کیا ہوا ہے جو فرخ آباد اور چھبرامئو کی سڑک پر فرخ آباد سے نو میل
جانب جنوب واقع ہے اوسکی بیٹی رحمت خان نے جو نواب احمد خان کا بخشی تھا شہر فرخ آباد کے مئو
دروازہ پر ایک مسجد بنوائی۔

کمال خان یہہ شخص کمالگنج کا بانی جو کانپور کی سڑک پر بفاصلہ ۹ میل گوشہ جنوب و مشرق مین فرخ آباد کے

شمش آباد کا عامل مقرر ہوا اور جس زمانہ مین نواب محمد خان کے پاس صوبہ الہ آباد تھا اُسوقت
جونپور اور بنارس کی تحصیل اُسکے سپرد تھی اور نایب فوجدار سارنگ پور واقع ملک مالوہ کا بھی رہا ہے
پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین داؤد گنج اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

بھورے خان اس چیلے کی نسبت ایک نقل مشہور ہے جسکو ہم بیان کرتے مین اور جس سے ناظرین پر یہہ
واضح ہوگا کہ چیلون کو کیسے اختیارات حاصل تھے ایک روز بھورے خان دربار مین دیر کر حاضر ہوا جب
وہ آیا تو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دیکھی ایک تکیہ جو نواب محمد خان اور قایم خان کے درمیان مین رکھا تھا
اُسکو ہٹا کر وہ نواب اور نواب کے بیٹے کے بیچ مین بیٹھ گیا قایم خان کو نہایت غصہ آیا اور اُس نے کہا
کہ آپ نے چیلون کو اسقدر مُنہہ لگا ہے کہ وہ مطلق میرا ادب نہین کرتے محمد خان نے جواب دیا کہ مجھکو اِنکے
ساتھ اتنی ہی محبت ہے جتنی اپنے بیٹون کے ساتھ قایم خان کو یہہ جواب سنکر نہایت طیش آیا اور اُسی
حالت مین وہ وہان سے اُٹھکر اپنے مکان امیٹھی کو چلا گیا تب محمد خان نے بھورے خان کو تنبیہ کی
اور کہا کہ مجھکو تیرا اعتبار جاتا رہا کیونکہ جب میری زندگی مین تم لوگ میرے بیٹون کا ادب نہیں کرتے
تو خدا جانے بعد میری وفات کے تم سے کیا کیا وقوع مین آئیگا بھورے خان نے دست بستہ ہو کر
عرض کیا کہ خدا تعالی نہ کرے کہ مین آپ کی وفات کے دن کو دیکھوں یہہ شخص صوبہ الہ آباد مین نواب
کا نایب تھا۔ ۱۱۴۲ھ مین جو لڑائی مقابلہ راجہ چھتر سال کے مقام اچھولی ہوئی اُسمین بھورے خان
مقتول ہوا۔

سعادت خان جس زمانہ مین نواب مالوہ کا صوبہ دار تھا تو یہہ شخص ملک مالوہ مین مندسور کا عامل تھا
جو اُجین سے جانب جنوب واقعہ ہے اُسکی مُہر پر یہہ الفاظ کندہ تھے۔ بے لطف محمد سعادت نبود

دونون ملنے سے زیادہ ایک پرگنہ مین نہین رہتا تھا موقوفی اور بحالی فوراً ہو جایا کرتی تھی یہہ جواب
سنکر نواب نے کہا کہ اس مسخرے سے کہدو کہ تو ایک برس کے لئے مقرر کیا گیا۔

۱۹ رستم خان یہہ شخص ۱۷۴۸ع مین قایم خان کے ساتھہ دوڑی کی لڑائی مین مارا گیا۔

۲۰ عبدالرسول خان وہ ۱۷۵۰ع مین اجپولی کی لڑائی میں مارا گیا۔

۲۱ حاجی سرفراز خان یہہ شخص احمد خان کے بخشیون سے تھا اور الہ آباد کی مہم اور پہاڑ کی طرف سے
بازگشت کی ذکر مین اسکا بیان کیا جائیگا۔

۲۲ جانثار خان یہہ اوجین صوبہ مالوہ مین مقیم خان کا نایب تھا نواب کے ناخوشی کی وجہہ سے اوسکے
بید لگائے گئے تھے چونکہ وہ نہایت نازک تھا لہذا پہلے ہی ضرب مین مرگیا۔

۲۳ رحمت خان رحمت گنج اوسکا بسایا ہوا ہے لیکن یہہ نہیں معلوم کہ کہاں ہے اوسکو سواری والا کہتے
تھے اور ایک سوارون کی رجمنٹ کا وہ افسر تھا۔

۲۴ کرم خان یہہ ہاتھی خانہ کا داروغہ تھا اوسکی مہر پر یہہ سجع کندہ تھا بفضل محمد کرم نامدار۔

۲۵ جواہر خان یہہ داروغہ اصطبل کا تھا۔

۲۶ سلابت خان یہہ میر عمارت تھا۔

۲۷ شمشیر خان ثانی یہہ مرغ خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۸ مہتاب خان یہہ باورچی خانہ کا داروغہ تھا۔

۲۹ نامدار خان یہہ شخص قوم کا گھیلوار تھا کرساکن موضع جلیسر اپرگنہ شمش آباد معرلی تھا اور ابتک اُسی
موضع میں اوسکی اولاد زندہ ہے اور ایک مسجد اوس کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہے اور گانون بسے

واقع ہے ۲۰ نشلہ لغایت ۲۱ نشلہ عمین سیہری اور جالون کا عامل تھا وہ نواب قایم خان کے ساتھہ ڈورسے کی لڑائی مین مارا گیا۔

۱۴ روشن خان حیات باغ اور نواب کے مقبرہ کی عمارت اوسکی تعلق تھی روشن گنج اسکا آباد کیا ہوا ہی جو چھبر اسو کی سڑک پر کسی جگہ واقع ہے سمت معلوم نہین۔

۱۵ دلاور خان اوسکا لقب چھوٹے تھا اور وہ داروغہ دیوانخانہ کا تھا غالباً یہہ وہی شخص ہوگا جسکا کہ ایک مقام پر اورنگ آبادی کرکے ذکر ہوا ہی۔

۱۶ پردل خان یہہ گور راجہ سرولی کا بیٹا تھا اور اونٹ خانہ کا داروغہ تھا۔

۱۷ فخرالدین خان یہہ فوج کا بخشی تھا اور اسکو فخرالدولہ بھی کہتے تھے ۱۷۷۱ء مین نواب مظفر جنگ کی مسند نشینی پر اسکو ایک بہت ممتاز عہدہ ملا اور مقتول ہونے سے ایک سال پیشتر تک وہ نایب رہا وہشت باغ مین جو مئو دروازہ پر ہے ایک علیحدہ مقبرہ مین مدفون ہوا دروازہ مین گھستے ہوے بائین طرف تھوڑے ہی فاصلے پر اوسکا مقبرہ ہی۔

۱۸ علاول خان پہلے اسکا نام کیسری سنگہ تھا اور یہہ جیتر سنگہ تھم شیلا ٹھاکر ساکن ضلع براون کا بیٹا تھا موضع براون اور بابرپور مین اب تک اوسکی اولاد موجود ہی اس کی نسبت مشہور ہی کہ کسیقدر مسخرا تھا ایک مرتبہ محمد خان نے اوسکو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا جب کہ علاول خان روانہ ہوا تو گھوڑے پر دم کیطرف مُنہہ کرکے بیٹھا تو نواب محمد خان نے کہا کہ اس مسخرے سے پوچھو کہ اسطرح سوار ہونے سے اِسکا کیا مطلب ہی تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ مین یہہ دیکھتا ہون کہ میرے پیچھے کوئی دوسرا عامل تو مقرر ہوکے نہین آتا اِسکا سبب یہہ تھا کہ عامل بہت جلد بدلتے رہتے تھے اور کوئی شخص

کے قبضہ مین تھا اگر کوڑیا گنج خان بہادر کا آباد کیا ہوا ہی قرار پاوے ضلع علیگڈہ میں ایک قصبہ
ہی نواب کی ریاست کوئل علیگڈہ مین بابہ میل تک تھی عوام کا بیان ہے کہ پرگنہ مارہرہ ضلع ایٹہ ۱۷۴۸ء مین
بجاگیر سادات سی ٹھیکہ پر لیا گیا لیکن جو تحریر اوسکی بابت ہوئی اوسکے باضابطہ ہونے مین کچھہ فتور تھا
یہہ امر کہ بعد اون محمد خان کے قبضہ مین تھا ہم کو تاریخ گل رحمت سے معلوم ہوا کیونکہ جب فرخ آباد کے
ایک عامل اور چند زمینداروں سے ایک لڑائی ہوئی اوسوقت مین داود خان نے شاہ عالم خان حافظ
رحمت خان کے باپ کو قتل کروا ڈالا تھا۔ واقعات سے جو اوپر بیان کئے گئے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے
کہ نواب محمد خان اپنے ماتحتون پر کامل نگرانی رکھتا تھا۔ وقتاً فوقتاً اونکو تبدیل کرتا رہتا تھا۔ اور پختہ
عمارت کی تعمیر کی ممانعت رکھتا تھا اسوجہہ سے اوس کی پوری حکومت تمام ریاست پر رہتی تھی۔ اور
اوسکے احکام فوراً تعمیل کئے جاتے تھے۔ صاحب راے نے جو نواب محمد خان کی تحریرات کو جمع کیا ہی
اوسمین سے حالات مندرجہ ذیل منتخب ہوکر درج کئے جاتے ہیں (قنوج) محمد شاہ بادشاہ کے جلوس
کی دوسری سال دو ہزاری ۱۷۲۰ء لغایت جنوری ۱۷۲۱ء مین فوجداری سرکار قنوج کی نواب کے
بیٹے قائم خان کے نام تھی۔ بعد ازان جب راجہ گردھر بہادر صوبہ الہ آباد سے منتقل کیا گیا تو اوسنے
یہہ درخواست کی کہ مجھکو میرے وطن کے قریب کوئی ریاست عطا فرمائی جاوے جسمین میرے لواحق
سکونت اختیار کرین اوسوقت فوجداری قنوج کی گردھر بہادر کو عطا ہوئی اوسکی وفات کے بعد وہ ایک
سے دوسرے کو منتقل ہوتی گئی یہانتک کہ راجہ بھدورنا نے اوسکو پایا جب محمد خان کو ۱۷۳۵ء ہجری مین
صوبہ الہ آباد دوبارہ عطا ہوا تو اوسنے اپنے وطن کی ریاست کو غیر شخصون کے قبضہ مین چھوڑنے سے
انکار مین زیادہ مبالغہ کیا لہذا وہ جاگیر اوسکو عطا ہوئی۔ صاحب راے لکھتا ہی کہ اوسوقت حاصل اوسکا

جانب مغرب آثار گنج یا قلعہ کی جو اُس نے بنا تھا موجود ہین ۔

نامدار خان ثانی ۔ سلیمان خان ۔ خوشحال خان ۔ فولاد خان ۔ نصر خان ۔ شیر دل خان عرف ہرا جت

ناہر دل خان ۔ حفیظ اللہ خان ۔ لطف اللہ خان ۔ بخت بلند خان ۔ فضل خان ۔ مشرف خان

مبارک خان ۔ نجم الدین خان ۔ دل مست خان ۔ بارا خان ۔ بہادر خان ۔ تقی خان ۔

نواب کے ملک کا بیان

ہم نہین جانتے کہ وہ ملک جسکا محمد خان فی الواقع وقت وفات حکمران تھا کیونکر حاصل ہوا تھا محمد شاہ نے اپنے جلوس کی پہلی سال اُسکو پرگنہ بھوجپور و شمس آباد جو بطور جاگیر کے دیا تھا وہی ابتدا اور اصلی ریاست محمد خان کی تھی ۔ رہا باقی ملک اوسکی نسبت یہہ مثل صادق آتی ہے جس کی لاٹھی اوسکی بھینس نواب کے ملک کی وسعت کے بیان مین یہہ قطعہ کسی شخص نے لکھا ہے ۔۔۔ **قطعہ**

میان دو آب و میان دو کاف ٭ شدہ حاصل ملک جملہ معاف

شنو و قصبہ کول و کوڑا حد دو ٭ بدریا ے گنگ و جمن انصراف

اس قطعہ مین حدود کے بیان کرنے مین نہایت مبالغہ کیا گیا ہے اور گنگا پار کے پرگنہ متروک ہوے ہین ۔ بالفعل کے ضلعون کی تقسیم شرقی و غربی پر خیال کرنے سے اسطرح پر حدود ظاہر ہوتے ہین کہ اگر ایک خط فرضی مستقیم موضع شکوہ آباد واقع کنارہ گنگ سے موضع سلیمان نگر ملاقع کنارہ جمنا تک کھینچا جاوے تو ضلع کانپور کا نصف شمالی حصہ اور تمام ضلع فرخ آباد اور تمام ضلع مین پوری باستثنا ایک پرگنہ کے تمام ضلع ایٹہ باستثنا ے دو چھوٹے چھوٹے پرگنون کے جو گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہین اور قریب نصف ضلع بداون اور اس پار گنگا کے اور ایک پرگنہ ضلع شاہجہانپور کا محمدی

ندہ پور اکبر آباد و سکندر پورہ کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ وہ نواب کے قبضہ میں تھے - ایکسال
اکبر آباد و سکندر پور کا محاصل پنیشہ یا ستر ہزار روپیہ پر پہونچا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ۱۱۴۶ الف
مطابق ۱۷۲۹-۱۷۳۰ع مین خشک سالی ہوگئی تھی کو یل اور سکندرہ کی نسبت بیان کیا گیا ہے
کہ ۱۱۴۶ الف مطابق ۱۷۲۹-۱۷۳۰ع مین نواب کے قبضہ مین تھے -

(سکیٹ) جب سے کہ اس خزانے کی محافظت کا اہتمام جو جنت البلاد و بنگال سے آتا تھا
محمد خان کے سپرد ہوا یہہ قصبہ فرخ آباد مین شامل ہوا سکیٹ کا محاصل فوجدار اٹاوہ کی جاگیر کو جو کہ
ایک لاکھ روپیہ بیان کیا گیا ہے -

(کوراولی) قایم خان کو سترہ یا اٹھارہ لاکھ دام اس پرگنہ سے بطور تنخواہ فوجداری قنوج کے
ملتے تھے -

(شکوہ آباد) ظاہرا یہہ پرگنہ بطور مضافات اٹاوہ کے محمد خان کے قبضہ مین تھا اور کرہل اوسمین
شامل نہ تھا بھونگام و تالگرام ۱۱۴۶ء مین خاندوران کی جاگیر مین تھے -

(آنولہ) یہہ پرگنہ ایک زمانہ مین امیر خان عمدۃ الملک کی جاگیر مین تھا +

محمد خان کی زوجہ اور اولاد کا بیان

محمد خان کی نکاحی بی بی صرف ایک تھی جسکا نام مالحہ با نو یا رسیہ بانو تھا اور بی بی صاحبہ کے
لقب سے مشہور تھی اور قاسم خان بنگش کی دختر تھی بی بی صاحبہ کا ذکر پیشتر اوپر ہوچکا ہی اور آیندہ
بعد بھی اکثر ذکر آویگا اُسکے دو لڑکے تھے قایم خان جو بعد نواب کے جانشین ہوا اور دایم خان جو
بچپنے مین مرگیا - اور دو لڑکیاں تھین روشن جہان جو روشن خان بنگش کو منسوب تھی اور ایک

اُمیدوار چند سال تھا اور جمع ... بیس لاکھ دام تھے لیکن اضافہ ہوکر ایک کرور دام تک نوبت پہنچ
گئی تھی (شاہ پور) یہہ پرگنہ ۱۱۳۹ ہجری مطابق ۲۶ اگست ۱۷۲۶ع لغایت ۲ اگست ۱۷۲۷ع
مین تبدیل کمنڈ کے جانے کے قبل محمد خان کے قبضہ مین تھا بعدازان وہ داخل خالصہ ہوکر صرف ایک
فصل کے لئے عطا ہوا لیکن باوجود داخل خالصہ ہوجانے کے محمد خان نے چند سال تک اُسپر یون ہی
قبضہ رکھا اور بعد اُسکے پھر واگذاشت کرالیا یعنی خاندوران خان کی وساطت سے دسوین رمضان المبارک
۱۱۴۳ ہجری مطابق تیرھوین فروری ۱۷۳۱ع کو وہ پرگنہ فصل ربیع ۱۱۳۸ فصلی سے مطابق مارچ ۱۷۳۱ع
مستقل طور پر عطا کیا گیا چونکہ یہہ علاقہ سرحدی تھا اِسواسطے لُٹیرون کے انتظام مین جو راجہ بندو سنگھ
چھچھنڈے والے کی ریاست مین پناہ لئے ہوئے تھے کسیقدر وقت واقع ہوئی —

(اٹاوا) محمد خان اخیر عمر مین اٹاوہ کا فوجدار تھا راج ادھراج جے سنگھ سوائی نے ۱۱۴۴ ہجری
مطابق مارچ ۱۷۳۲ع لغایت مارچ ۱۷۳۳ع مین اوسکو وہان سے بیدخل کیا —

(جلیسر) اِس پرگنہ مین جو جاگیرین کوکل تاش خان کی تھین اونکی بابت بوساطت راجہ جیسنگھ
سوائی کے یاقوت خان کے نام سے ایک پٹہ حاصل کیا گیا تھا لیکن نواب نصیر الدولہ سعادت خان
ظفر جنگ کو اوس مین انکار ہوا اور اسی وجہہ سے بادشاہ نے دوسری ذیقعد سنہ ۱۲ جلوس مطابق
۲۰ دسمبر ۱۷۳۰ع کو محمد خان کے نام ایک فرمان بھیجا اور محمد خان نے وہ پٹہ واپس کیا —

(سوج وعلی کھیڑہ) سوج خان دوران خان امیر الامرا کی اور کھیڑہ فتح خان
ور کی جاگیر تھی —

(برنان سوہار) یہہ موضع جاگیرداروں سے یاقوت خان نے دس لاکھ دام پر ٹھیکہ لیا تھا

وزیر نواب کو منسوب ہوئی تھی لیکن نواب احمد خان نے شادی روک دی اور یہہ کہا کہ جب تک
لکھنو کے خاندان کی کوئی لڑکی میرے بیٹے محمود خان کو نہ ملیگی تب تک خان خانان کی لڑکی
لکھنو نہ جائیگی چھوٹا عبدالنبی خان یہہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا جب عبدالنبی خان قائم جنگ
کے ساتھہ لڑائی کے لیے ہاتھی پر سوار ہوتا تھا تو اوسکو چھینک آئی اور ایک بلی رستہ کاٹ گئی
ان بدشگونون سے نواب عبدالنبی خان زندہ نہ لوٹا اوس تاریخ سے چھینک اور بلی اسکے بھی
عبدالمجید خان کی چڑہ ہوگئی اگر کسی ملازم کو چھینک آتی تو وہ باہر مکان کے جا کر چھینکتا تھا
کسی ملازم کی یہہ مجال نہ تھی کہ بلی کا نام زبان پر لا سکے اگر کسی ضرورت سے بلی کا نام لینا
ضرور ہوتا تھا تو مچھلی کہکر بیان کیجاتی تھی نوکرون کو اس بات کی بھی سخت تاکید تھی کہ کسی کی
موت کا ذکر اوسکے سامنے نکرے اگر کسی دوست کی موت مین نواب بلایا جاتا تھا تو ملازم اسطور پر
بیان کرتے تھے کہ فلانے شخص کے گھر مین شکر جیشی ہوگئی کیونکہ معمول ہی کہ مرتے آدمی کے
حلق مین شربت ڈالا کرتے ہین اگر تیجے کا ذکر کرنا منظور ہوتا تھا تو ملازم اسطور پر کہا کرتے تھے
کہ فلان شخص کے یہان آج بڑی دھوم دھام ہی - جب نواب عبدالمجید خان کہین سوار
ہوتا تھا تو کچھہ روپیہ اپنے خانسامان کو دیا کرتا تھا اور خانسامان کو حکم تھا کہ ایک روپیہ
چار آم بیچنے کو کسی دوکان دروازہ پر بھی دیوے کہ وہ سوار ہوتے وقت نظر پیش کرے
اور چار آنہ کسی باغبان کو دیے جاتے تھے تا کہ وہ گلدستہ سوار ہوتے وقت پیش کرے یہہ نیک
شگون سمجھے گئے تھے - چند روپیون کی کوڑیان بھنوائی جایا کرتی تھین اور دو دو پیسے کی کوڑیون کے
ڈھیر الگ الگ رکھے جاتے تھے اور خانسامان کو حکم ہوتا تھا کہ تمام فوج کو آگاہ کر دے کہ نواب صاحب

اور جو بغیر شادی کے مرگئی بی بی صاحبہ کا انتقال ۲۸ ذیقعد ۱۲۰۳ ہجری مطابق ۵ اپریل ۱۷۸۹ء کو ہوا اور علٰحدہ مقبرہ مین بہشت باغ نواب احمد خان کے مقبرہ سے گوشہ جنوب اور مغرب مین مدفون ہو مین شہر مین ایک بہت خوشنما مسجد اوسکی بنائی ہوئی ہے جو بی بی صاحبہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے بلکہ وہ محلہ بھی اسی نام سے مشہور ہے علاوہ اِسکے ایک اور محلہ بی بی گنج مئو دروازے کے قریب بی بنا ہوا ری اوس زمانہ کی اوس سے ظاہر ہوتی ہے کہ محمد خان کے سات بیٹے لڑائی مین مارے گئے اور نو بیٹے مرگ مفاجات مین مرے اور صرف چھ بیٹے اپنی موت سے مرے محمد خان کے اون بیٹوں کے نام جنکی اولاد کتاب مین درج کیجاویگی حسب ذیل ہے۔

(قایم خان) یہہ ۱ سنہ ۱۱۵۶ھ مطابق سنہ ۱۷۴۳ء مین اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا ذکر آگے کیا جاویگا اوس نے کوئی اولاد نہین چھوڑی۔

(دوسرا احمد خان) ۲ سنہ ۱۷۴۹ء مین جانشین ہوا اور سنہ ۱۷۷۱ء مین وفات پائی۔

(تیسرا مرید خان) ۳ جو مرتضیٰ خان نمبر ۴ کا حقیقی بھائی تھا قایم خان کے ساتھ لڑائی مین مارا گیا تین لڑکے اوس نے چھوڑے۔

(چوتھا) ۴ مرتضیٰ خان یہہ بحکم نواب مظفر جنگ خلف احمد خان نمبر ۲ کے بہادر گنج محل مین بحالت قید قتل کیا گیا۔ اوسنے سات لڑکے چھوڑے تھے۔

(پانچوان اکبر خان) یہہ شخص سکندرہ راو مین مارا گیا اوس نے دو لڑکے چھوڑے کہتے ہین کہ ان لڑکون مین سے ایک خان خانان خان تھا جسکی لڑکی سعادت علی پسر نواب شجاع الدولہ

نوان اسمعیل خان یہہ منجملہ ادن پانچ شخص کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اسنے چار بیٹے چھوڑے

دسوان کریم داد خان یہہ بھی منجملہ ادن شخصون کے تھا جو الہ آباد مین مقتول ہوئے اس سنے دو بیٹے چھوڑے۔

گیارھوان امام خان اسکو بی بی صاحبہ نے قائم خان کے بعد جانشینی کے واسطے نامزد کیا تھا اور پانچ مہینے اور چند روز تک اوسنے مسند نوابی پر حکمرانی کی وہ گرفتار ہوکر بشمول حسین خان اور فخرالدینخان و اسمعیل خان و کریم داد خان کے الہ آباد بھیجا گیا اور وہان ۱۷۵۰ء مین بحکم صفدر جنگ مقتول ہوا اسنے دو بیٹے چھوڑے۔

بارھوان خدا بندہ خان یا خداوند خان۔ بعض شخصون نے اسکو بھی جانشینون کی فہرست مین درج کیا ہی لیکن ظاہرا یہہ امر صحیح نہین ہی بلکہ لوگون نے خوشامد کی راہ سے اُسکے بیٹے امین الدولہ کے خوش کرنے کے لیے جو ۱۸۴۸ء سے لغایت ۱۸۵۷ء تک ذی اختیار نائب تھا یہہ روایت مشہور کر دی تھی۔

خدا بندہ خان نے نوین ذی الحجہ ۱۱۹۲ہجری مطابق ۲۷ دسمبر ۱۷۷۸ء دہلی کے قلعہ مین وفات پائی اوسکی بیٹی امراؤ بیگم کی نواب مظفر جنگ سے شادی ہوئی تب پرگنہ سکراوہ اوسکی جاگیر مین ملا تھا اوسنے ایک بیٹا چھوڑا۔

تیرھوان منصور علیخان۔ اس شخص کی ایک لڑکی تھی۔

چودھوان ہادی داد خان۔ یہہ شخص قایم خان کے ساتھہ مارا گیا اوسکی کوئی اولاد نہ تھی۔

پندرھوان بہادر خان۔ یہہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا اوسنے دو لڑکے چھوڑے۔

کی سواری آتی ہی اور فوج راہ کی حفاظت کرے چنانچہ خانساماں کا معمول تھا کہ وہ نواب کی تمام رعایا سے جسمین پنچ اونچ ہر ذات کی آدمی تھی کہدیا کرتا تھا کہ نواب صاحب کی سواری آتی ہی تب نواب ایک گھوڑے پر جو چاندی کے زیور سے آراستہ ہوتا تھا سوار ہوتا تھا ایک خدمتگار چونری ہلاتا ہوا سامنے چلتا تھا اور چار یا آٹھ مصاحب یابُوون پر سوار پیچھے ہوتے تھے جب نواب اپنے دروازہ پر پہنچتا تھا تو مہارام روپیہ بطور نذر کے پیش کرتا تھا اور پان فروش ایک دونا پان کا پیش کرتا تھا جسمین سے چند پان نواب کھا کر باقی خانساماں کے حوالے کردیتا تھا۔ باغبان پھول پیش کرتا تھا جسمین سے ایک پھول پسند کرکے نواب اپنی پگڑی مین رکھہ لیتا تھا جب سواری واپس آتی تھی تب خانساماں موافق حکم کے سب فوج کو موجود کردیتا تھا ہر شخص کو ایک ڈھیری کوڑیون کی بطور انعام کے دیجاتی تھی اور ہر شخص سلام کرکے رخصت ہوتا تھا جب صاحبزادون مین سے کوئی عبدالمجید خان کے ملنے کو آتا تھا تب مذاق کی راہ سے ناک مین آہستہ سے تنکی کرکے خواہ مخواہ چھینک بلائی جاتی تھی اور اوسوقت نواب سے معافی کی درخواست کیجاتی تھی لیکن نواب عبدالمجید خان اس سے اور زیادہ غصہ ہوا کرتا تھا اور صاحبزادون سے کہا کرتا تھا کہ آپ میرے پاس کبھی نہ آیا کرین تب صاحبزادے مُنہہ مین رومال دیکر ہنسا کرتے تھے۔

ساتوان حسین خان یہہ شخص الہ آباد مین صفدر جنگ کے حکم سے مقتول ہوا۔

آٹھوان قمرالدین خان کے ایک بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ شخص قائم خان کے ساتھہ مارا گیا دوسرے طور پر یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ الہ آباد مین مقتول ہوا اس نے ایک لڑکی چھوڑی۔

سے سکہ زد در بحر و بر از اوج ماہی تا بماہ ثانی تیمور و بابر حضرت شایستہ شاہ + بخشی فخر الدولہ نے
ان روپیہ مین سے ایک روپیہ احمد خان کے پاس بھیجا اور ان تمام حالات کی اطلاع کی۔ احمد خان
بھی نہایت مضطرب ہوے کہ مبادا یہہ حالات بادشاہ کے گوش گذار ہون بخشی کو حکم دیا کہ شائستہ
خان کی جاگیر ضبط کر لے اور جہانتک اس قسم کے روپیہ اوسکو مل سکین اسکو حاصل کر کر ضائع کرادے
اور شائستہ خان کو قلعہ مین محبوس کرے لیکن چند ماہ کے بعد شایستہ خان پھر آزاد ہو گیا۔

محمد خان کے بیٹون کا حال

سنا گیا ہی کہ امیر دوست خان والی کابل کے اسقدر لڑکے تھے کہ وہ خود اپنی اولاد کو پہچان نہین
سکتا تھا۔ بلکہ جب کسی نوجوان کو عمدہ لباس اور عمدہ سواری پر دیکھتا تھا تو وہ پوچھا کرتا تھا کہ
یہہ نوجوان میرا بیٹا ہی یا نہین کچھہ اسی کے مشابہ نواب محمد خان کی کیفیت تھی ایک دن اپنی
ایک کتخدا بیٹے کو زنانہ محل مین دیکھہ کے نواب محمد خان نے بی بی صاحبہ سے دریافت کیا
یہہ کونسا محل ہی۔ بی بی صاحبہ نے ایک دوہتڑ اوسکے منہہ پر مار کر کہا کہ تمکو کیا ہو گیا ہی یہہ تمہاری
لڑکی ہی۔ وہ بیٹیین جنکی جوان ہو کر شادی ہوئی یہہ تھین

ا۔ بی بی روشن جہان حقیقی بہن قائم خان کی تھی اسکی شادی . . . نواب رزد خان بنگش
اشترزئی سے ہوئی لیکن اوس کی کچھہ اولاد نہین۔ روشن آباد جو سمت مغربی مین جو کہ قدیم سڑک
پر گوشہ شمال و مغرب مین فرخ آباد سے ۹ میل پر واقع ہے بازار اسی کا بنوایا ہوا ہے وہان
ایک چھوٹی سی مسجد بھی اوس کی بنائی ہوئی ہی جو اب نہایت خراب خستہ حال مین ہی اور روز بروز
گرتی جاتی ہی اور جسکے نقش سب جنپر تاریخ کندہ تھی مٹ چکے ہین۔ اُسکے قریب ایک کنوان بھی

سولہوان۔ شادی خان۔ جب مرہٹون نے اپریل۔ مئی ۱۸۰۱ء مین مظفرگڑھ کا محاصرہ کیا تھا اوسوقت یہہ شخص ایک توپ کا گولہ کھا کر مارا گیا اوسنے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

سترہوان۔ صلابت خان ۱۸۴۸ء تک زندہ تھا اسنے چار لڑکے چھوڑے۔

اٹھارہوان۔ نام آور خان اس نے چھہ لڑکے چھوڑے۔

اونیسوان۔ محمد امین خان۔ اس شخص نے ایک زمیندار کو گالی دی تھی اسپر اوس زمیندار نے تلوار سے اوسکو مار ڈالا میان علیم اللہ شاہ پیرزادہ نے جو دروازہ قلعہ پر جان علیخان کی مسجد مین رہتا تھا اوس زمیندار کو قتل کیا امین خان نے دو بیٹے چھوڑے تھے۔

بیسوان۔ عطاء اللہ خان۔ ایک روز نواب روشن خان بنگش اشترزئی نواب محمد خان کا برادر نسبتی بھبلپور سوارہ مین شیر کا شکار کھیلتا تھا اتفاقاً اوس کی بندوق کی ایک گولی عطاء اللہ خان کے جالگی اور وہ مرگیا۔

اکیسوان عظیم خان یہہ شخص محمد خان کے بعد بہت دنون تک زندہ رہا اور دس لڑکے چھوڑے

بائیسوان شایستہ خان یہہ شخص بھی ۱۸۴۸ء تک زندہ تھا ایک لڑکا چھوڑا۔

زمانہ عالمگیر ثانی مین (۱۷۵۴ء لغایت ۱۷۵۹ء) نواب احمد خان دو سال تک دربار مین حاضر رہا اور بخشی گری سلطنت پر معمور تھا جب احمد خان کہین چلا جاتا تھا تو شایستہ خان مکان مین بیٹھ کر تاج شاہی سر پر رکھا کرتا تھا اور جس طرح بادشاہ دربار عام مین بیٹھا کرتا تھا اوسی طرح وہ گولا لاباری کیتا تھا اور خدمتگارون کو حکم ہوتا تھا کہ اوس کے حضور مین مثل بادشاہون کے آداب عرض کرین۔ کئی ہزار روپیہ شاستہ شاہی آنہ کے ڈھلوالئے گئے جسپر یہہ سکہ درج تھا

۶- بیگم صاحبہ - یہہ ارادت علیخان بنگش پسر شجاعت علیخان کو منسوب تھی اسکے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا اور نہ کوئی اولاد چھوڑی -

۷- بی بی کافیہ حقیقی بہن اسمٰعیل خان نمبر ۹ کی اور شایستہ خان نمبر ۲۲ کی تھی اور رستمخان بنگش کو منسوب تھی اسکے بھی کچھہ اولاد نہ تھی -

۸- نامعلوم الاسم زوجہ مصطفیٰ خان اور حقیقی بہن حسینخان نمبر سات کی تھی اسکے کوئی اولاد نہ تھی -

۹- بی بی دولت خاتون - یہہ خداداد خان بنگش اشتر زئی کرلانی کو منسوب تھی اور منور علیخان مصنف کتاب لوح تاریخ کی پردادی تھی اوس کا شجرہ یہہ ہے -

خداداد خان و دولت خاتون

سکندر علیخان

سرفراز علیخان

منور علیخان　حیات علیخان　حسین علیخان　سعادت علیخان　شجاعت علیخان　ایک دختر

وفات [illegible] پیدایش [illegible]

کہتے ہین کہ بی بی دولت خاتون بہت خوش مزاج اور سخی تھین اپنے باپ محمد خان کے مقبرہ کو جو حیات باغ مین واقع ہے اوسی نے مرتب کرایا اوسنے میان عطا کریم شاہ سلونے کے ہاتھ پر بیعت کی - جب نواب مظفر جنگ نے تمام خاندان کی پنشن روک لی تو وہ دہلی بادشاہ کی حضور مین گئی اور بادشاہ نے بنگش گھاٹ کا محاصل اوسکو معاف کیا جب مظفر جنگ سے اور الخلف ان

ہی جسکے ایک کنارہ پر ایک پتھر پڑا ہی اور اوسپر کچھ کندہ ہی اب کوئی کوئی لفظ اوسکے پڑھنے
مین آتے ہین ۱۸۸۳ء مین اوس پتھر کا کندہ پڑھا گیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہہ مصرعہ کندہ ہو
چہ شیرین آب چاہ روشن آباد ۔ کالی رائے اپنی تاریخ کے صفحہ ایک سو تیرہ مین لکھتا ہی کہ اس
مصرعہ سے ۱۲۳۹ ہجری نکلتے ہین (یکم مئی ۱۸۲۳ء لغایت ۲۰ اپریل ۱۸۲۴ء) عرفی بی روشن
جہان کو شہر کی بی بی بھی کہتے تھے اور وہان کے دیہاتی اب تک یہہ عقیدہ رکھتے ہین کہ
اوسکو بھوت پلید اوتارنے کی طاقت ہی کہتے ہین کہ وہ قائم خان کے مقبرہ واقع قائم
باغ مین جو فتحگڑھ مین ہی مدفون ہوئے چنانچہ اسکا ہم پیشتر بھی ذکر کر چکے ہین اوس کی صرف
ایک حقیقی بہن تھی جو بارہ تیرہ برس کی ہو کر ناکتخدا مر گئی ۔

۲- بی بی رحمت النسا یہہ عنایت علیخان کو بعد وفات اوسکی زوجۂ اول بی بی فاطمہ جو
دختر ہمت خان اور بھانجی محمد خان کی منسوب تھی اس لڑکی کا کوئی حقیقی بھائی نہین تھا
اسکے دو لڑکے تھے سلطان علیخان اور رستم علیخان ۔

۳- کریم النسا ۔ بعد وفات رحمت النسا نمبر دو کی یہہ بھی عنایت علیخان کو منسوب ہوئی
اسکے بھی کوئی حقیقی بھائی نہ تھا دو لڑکے اسنے چھوڑے مراد علیخان اور اعظم خان ۔

۴- نامعلوم الاسم ۔ یہہ اپنے چچا زاد بھائی شجاعت علیخان پسر عنایت علیخان کو منسوب تھی
جو بطن اول سے تھا اس لڑکی کے نہ کوئی حقیقی بھائی تھا نہ اسنے کوئی اولاد چھوڑی ۔

۵- بھوری خانم ۔ یہہ اپنے چچا زاد بھائی محمد علیخان بنگش کو منسوب تھی جو حقیقی بھائی
شجاعت علیخان کا تھا اسکے کوئی حقیقی بھائی نہین تھا امیر علیخان اور قطب علیخان اسکے دو بیٹے تھے

سے استفراغ نہیں کیا لیکن اوسکو کچھ شبہہ زہر کا نہ تھا آخر کار جب زہر نے اپنا اثر
کیا اوس وقت ہر طرح علاج کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا شام کے وقت اوسکا پلنگ
باہر نکالا گیا اور اوسکے پوتے سرفراز علیخان نے اپنے ہاتھ سے ایک دوا اوسکو
دی لیکن چونکہ اوسکے دانت بند ہو گئے تھے وہ دوا حلق سے نہ اوتری اور ۱۰ ربیع الاول
۱۲۲۲ہجری مطابق ۱۸ مئی ۱۸۰۷ء کو بی بی دولت خاتون نے اس جہان فانی سے رحلت
کی خود نواب نامر جنگ اور سرفراز محل خاتون دولت کے مکان پر آئے اور اپنے قفل
دروازون پر لگادیے اور پہرہ تعینات کردیا تلاشی ہونے کے بغیر کوئی آجا نہ سکتا تھا
دوسری صبح کو امین الدولہ خلیفہ خداداد خان نے غسل میت کے بعد وسے کہا کہ میری خالہ
کو ضرور کسی شخص نے زہر دیا ہے لیکن اسکے سوا اور کچھ اوسنے نہین کہا [illegible] اپنے ہی
مکان مین وہ دفن کی گئی بعد اسکے نامر جنگ نے اوسکا تمام مال و دولت کو ضبط کر لیا اور
سرفراز محل کے سمجھانے پر [illegible] علیخان کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا بعد اوسکے
سرفراز علیخان اوسکا نواسہ اس پر مجبور کیا گیا کہ کچھ ذخیفہ لیکر لادعوی لکھدے۔
سرفراز علیخان نے لوگون کے کہنے سننے سے قاضی کے یہان جاکر راضی نامہ داخل
کردیا ۱۲۲۲ھ لغایت ۱۲۲۴ھ مین جب بی بی دولت خاتون نے اپنے شوہر خداداد خان
سے برہم ہو کر بیت نواب احمد خان کے یہان جو اوس وقت مسند نشین حکومت تھے جانے کے
لیے کہا خداداد خان اپنی بی بی سے لڑکر دکن چلا گیا اور وہان سے خط و کتابت تو اوسنے
جاری رکھی لیکن پھر واپس نہین آیا اور وہان پٹھانون کی ایک بستی مین جسکو کریا کھنڈ

سے صلح ہوگئی تو وہ پھر واپس آئی اور موضع برنہ خود پرگنہ بھوج پورا ور نو سو بگھہ خام اراضی
موضع کھنڈیہ پرگنہ کپل مین اور تالاو والا باغ جسکو نولکھہ بھی کہتے تھے اوسکو جاگیر مین ملا-
سکندر علیخان اپنے بیٹے کے مرنے پر بی بی دولت خاتون نے فقیری اختیار کی صرف سفید کپڑے
اور جاڑون مین ایک کمل اوس کی پوشش اوسکے مزاج مین بہت عزت تھی اور اپنا وقت
صرفہ کا ستغنیا اپنے بیٹے کے مقبرہ مین عبادت مین مشغول رہنے مین صرف کرتی تھی منجملہ
دیگر کمالات کے اوسنے معارف اعتباری کے کام مین بھی دستگاہ حاصل کرلی تھی کہتے
ہین کہ قایم خان کی قلعہ اٹیمی مین (سنہ ۱۱۶۳ھ) مقتول ہونے پر بی بی خاتون نے اوسکی
ستم رسیدہ بیوہ کی بہت دلدہی اور خبرگیری کی - بی بی دولت خاتون کو اپنے پوتے
منور علیخان کے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی اور ایک لمحہ اوس کی مفارقت گوارا نہین
تھی جب وہ پانچ برس کا ہوا تو اوس کی شادی سنجر خان ساکن رودائن پرگنہ کپل کی
بیٹی کے ساتھ کردی اور نواب ناصر جنگ کے حضور سے دس روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ
اوسکے واسطے مقرر کرایا- ایک روز بی بی دولت خاتون اپنے گھر سے جسکو وہ بنگش کے
اوس قطعہ اراضی مین تعمیر کرتی تھی جو اوس کے باپ نے اوسکو جہیز مین دیا تھا بڑے محل
کی طرف کو آئی سواری سے اوترتے کے ساتھ ہی اوسنے پانی پینے کو مانگا اسکی ایلون نے
پہلے سے اوسکے زہر دینے سے صلاح کر رکھی تھی فوراً زہر کا ملا ہوا پانی ایک کورے برتن مین اوسکے
روبرو لاکر حاضر کیا- دولت خاتون نے پیکر تھوڑا سا جو باقی رہا منور علیخان کو پلا دیا
لیکن منور علیخان کو فی الفور استفراغ ہوگیا اور اس وجہ سے وہ بچ گیا دولت خاتون

شیر خان

الف خان — عنایت علیخان

قاسم خان — مراد خان — خیراتی خان

قاسم خان — محمد خان

الہ یار خان — ایک دختر جو محمد علیخان کو منسوب تھی

ایک دختر جو محمد علیخان کو منسوب تھی — صفدر علیخان

ایک دختر جو محمد علیخان کو منسوب تھی — ایک دختر جو خدابندہ خان نمبر ۱۲ کی زوجہ اور امین الدولہ کی ماں تھی

مراد خان کی نسبت بیان کیا جاتا ہو کہ وہ بڑا دولتمند تھا - دوسرے رسول پور کی لڑائی مین جو نومبر ۱۸۴۸ء مین واقع ہوئی مراد خان اس قدر زخمی ہوا کہ وہ میدان جنگ مین ہاتھی پر سے گر گیا اور تین دن تک نعشون کے درمیان مین پڑا رہا کسیکو اوسکے حال کی اطلاع نہ تھی آخرکار ایک زمیندار نے نعشون مین سے ڈھونڈھ کر نکالا اور پہچانا -

ایک زمانہ مین نواب محمد خان نے اس زمیندار کو محبوس کیا تھا اور مراد خان اوسکی رہائی کا سبب ہوا تھا - یہہ زمیندار ایک ڈولی مین زخمی نواب کو اپنے گانون پر لیگیا اور اوسکے زخمون کا علاج کیا اور اوسکے کھانے کی خبر گیری کی جب وہ اچھا ہوا تو اوسکو فتح آباد پہونچا دیا مراد خان کے جسم مین مختلف جگہون پر دستی زخم لگے تھے اور ایک تلوار کے زخم نے اوسکی ناک کو ایسا بدنما کر دیا تھا کہ وہ نکٹا پٹھان مشہور ہو گیا اوس کے گلے مین بھی ایک زخم

یاکر یا کھنڈ کہتے تھے اوسنے دوسری شادی بھی کر لی تھی اوس بی بی سے جو لڑکا پیدا ہوتھا وہ واجد علیخان بنگش اوسی شہر کے ایک معزز رئیس کی لڑکی کو اپنے عقد مین لایا۔

خداداد خان کی جوانمردی کی نسبت بیان کیا گیا ہی کہ ہلکر اور دولت رام سیندھیا کی لڑائی مین پنڈلی کی ہڈی پر گولی کھانے پر بااصرار گھوڑسے پر سوار رہا ہاتھی یا پالکی پر سوار ہونے سے اوس نے انکار کیا دولت رام نے اوسکو عزت دینے کی غرض سے نواب صاحب کا خطاب دیا لیکن خداداد خان نے اوسکو قبول نہین کیا اور کہا کہ فرخ آباد مین غلامون کو یہی خطاب دیا جاتا ہی تب دولت رام نے خان صاحب کا خطاب اوسکو دیا خیراتی خان بنگش وشیر محمد خان ونجیب علیخان ونواب عبدالکریم خان ومیر نواب اوس زمانہ مین دولت رام سیندھیا کے یہان ملازم تھے۔

۱۰۔ اصالت خاتون۔ جو بنگش خان کی زوجہ اور عطاء اللہ خان نمبر ۲ کی حقیقی بہن اور ولی محمد خان کی مان تھی۔

۱۱۔ نام نامعلوم۔ جو یوسف خان کی زوجہ و منصور علیخان نمبر ۳ کی حقیقی بہن تھی اسکی کوئی اولاد نہین تھی۔

۱۲۔ کاملہ خانم۔ مراد خان بنگش عنایت علیخان کی چچازاد بھائی کے عقد مین تھی اسکے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا یہہ خیراتی خان بنگش کی مان تھی اوس کے شوہر کے خاندان کی

تفصیل یہہ ہے

مولانا شیخ ابراہیم دانشمند

شیخ سراج الدین

شیخ محمود

شیخ احمد

قاضی عبداللہ

خواجہ بایزید (عرف پیر روشن)

شیخ کمال الدین — شیخ خیر الدین — شیخ نور الدین — شیخ جلال الدین

نواب مرشد خان

عبدالسبحان — عبدالرحمن — عبدالکریم — عبدالحکیم — خداداد خان

عبدالباقی — محمد سعید — نواب رشید خان — نواب بہادر خان

رحمت اللہ خان (رحمت خان)

(انکی اولاد دکن میں تھی)

نواب الہام اللہ خان — حبیب اللہ خان — اسد اللہ خان — صاحبداد خان

لگا تھا جو مندمل ہونے کے بعد ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ جب وہ کھانا پیتا تھا تو ایک موم کی ٹکیہ وہان پر رکھ لیا کرتا تھا۔

۱۳۔ نامعلوم۔ جو حقیقی بہن کریم داد خان نمبر ۱۰ کی و زوجہ عالم خان کی تھی

۱۴۔ نامعلوم۔ حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱ و زوجہ علی داد خان کی تھی۔

۱۵۔ نامعلوم الاسم حقیقی بہن بہادر خان نمبر ۱ کی و زوجہ سرور داد خان کی تھی۔

۱۶۔ صاحب خاتون۔ یہ زوجہ جوہر خان بنگش کی تھین اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۷۔ عابدہ خانم۔ جو عارفہ خانم کی بیٹی اور حرمت خان بنگش کو منسوب تھی اس کے کوئی حقیقی بھائی نہ تھا۔

۱۸۔ نام نامعلوم۔ بابر خان کو منسوب تھی۔

۱۹۔ الف خاتون۔ حقدار خان بنگش کو منسوب تھی

۲۰۔ لاڈلی خانم۔ محمد خان بنگش کو منسوب تھی۔

۲۱۔ خانم صاحبہ حقیقی بہن مرتضیٰ خان نمبر ۴ کی تھی قبل شادی کے مرگئی۔

۲۲۔ ننی بی بی۔ یہہ باز خان بنگش کو منسوب تھی

رشید خان اور خان زادونکا بیان

چند خان زادے رشید خان کی نسل مین سے جو مین بحالت افلاس بالفعل پائے گئے وہ اپنے مورث کا حال اسطور پر بیان کرتے ہین

اپنا مرز و بوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس بمقام کانی گرم واقع کوہستان
رہ گیا ۹۴۹ھ ہجری مین مطابق اپریل ۱۵۴۲ء لغایت اپریل ۱۵۴۳ء یہہ مشہور ہوا کہ اوس سے
خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اسپر بہت سے اقوام افغان اوسکے مرید ہوگئے اس زمانہ مین
اوسنے خیر البیان نام ایک کتاب زبان پشتو مین تصنیف کی کہتے ہین کہ جب یہہ کتاب مرزا
محمد حکیم حاکم کابل کے دربار مین پیش ہوئی تو وہان کے علما اوسکی تردید نہ کرسکے جب پیر اوشان فوت
ہوا تو بتیہ پور مین ایک پہاڑی پر دفن کیا گیا وہ چار پسر اور ایک دختر چھوڑ گیا لڑکون کے نام
یہہ ہین۔

۱- شیخ عمر۔

۲- نور الدین جسکا بیٹا مرزا خان ملازمت شاہی مین داخل ہوا اور جنگ دکن مین نملبٹہ کہ ۱۰۱۳ھ
مین بمقام دولت آباد مارا گیا۔

۳- جمال الدین۔

۴- جلال الدین۔ جلال الدین ۹۶۰ھ ہجری مین مطابق فروری ۱۵۵۳ء لغایت جنوری
۱۵۵۴ء بعمر چار دہ سالہ اکبر بادشاہ کے ساتھ بوقت واپسی از کابل ہندوستان مین آیا اوسکی
بہت کچھہ خاطر و مدارات کی گئی مگر کسی وجہ سے ناخوش ہوکر اپنے والد کے مریدون اقوام آفریدی
و ورک زئی کے افغانون کے پاس چلا گیا ان لوگون سے اوسے کچھہ قرابت بھی تھی۔
اکبر بادشاہ کے اکتیسوین سال جلوس مین مطابق اپریل ۱۵۸۶ء لغایت مارچ ۱۵۸۷ء اقوام
مہمند اور غوریہ جو پشاور کے گرد و نواح مین بستے تھے اور جنکے دس ہزار سوار تک جمع تھا ان

خان زادوسے صرف اسی قدر جانتے ہین فقط

جلالہ کے بابت جوتاریخ مین حالات مذکور ہین اون سے وہ بالکل ناواقف ہین رشید خان کے
سوانح عمری کا بھی کچھہ اون کو حال معلوم نہین نہ یہہ جانتے ہین کہ رشید خان کہان کہان نوکر رہا
اور کب وہ مرگیا - مولوی منظور احمد ڈپٹی کلکٹر نے جو اوس زمانہ مین قائم گنج کے تحصیلدار تھے
اور جنکا مین اس امر خاص اور نیز دیگر امور کے بابت اطلاع دینے کا مشکور ہون صاف طور
پر ثابت کردیا کہ کس درجہ وہ نام جو خان زادون نے بیان کیے اسماء مندرجۂ بابت جلالہ
کس قدر مطابق ہین جسمین کہ زمانۂ اکبر بادشاہ مین نہایت تکلیف دی (دیکھو صفحہ ۵۴ و ۵۵ و ۵۰۸
تاریخ حیات افغانی مصنفہ محمد حیات خان مطبوعۂ کوہ نور لاہور) اور صفحہ ۲۴۶ جلد اول تاریخ
فرشتہ مطبوعۂ لکھنؤ بسبب عدم موجودگی دلائل کی منظور احمد اس باب کے بیان کرنے سے
مجبور رہے کہ رشید خان بانی مؤ اور رشید خان پسر جلالہ جسکے حالات اکثر تواریخ مین مندرج
ہین ایک ہی تھے یا کوئی اور - لیکن کتاب معاصر الامراء سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ یہہ دونون
شخص ایک ہی تھے (دیکھو اوس کتاب کے رشید خان کے بیان مین) یہان پر مین معاصر الامرا
کا ایک انتخاب جو اس بیان مین مذکور ہے مندرج کرتا ہون اور حالات اللہ داد خان و اللہ داد خان
وہادی داد خان اور رشید خان جو کیول رام اگروالہ کے تذکرۃ الامرا مین مندرج ہی وہ بھی
لکھا جاتا ہے - بانی ملت و شاہان کا جسکو مذاق کی راہ سے تاریکی کہتے ہین شیخ بایزید تھا جو
سراج الدین انصاری کی ساتوین پشت مین بمقام جلندھر بابر بادشاہ کے ہندوستان مین
داخل ہونے سے ایک سال پہلے پیدا ہوا تھا یعنی ۹۳۱ھ یہہ شخص سن بلوغ کو پہونچنے

قبضہ کرلیا مگر وہان قائم نہ رہ سکا- پینتالیس جلوس ۱۰۰۸ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۵۹۹ء یا ۲
ستمبر ۱۶۰۰ء مین جبکہ جلالا لوہانیون کے ساتھ غزنی کے قریب تھا اوسپر اچانک حملہ ہوا اور
وہ زخمی ہوگیا مراد بیگ نے شریف خان کی کچھ فوج لیکر اوسکا تعاقب کیا اور قتل کیا
اوسکے بعد خلافت احداد پسر شیخ عمر کو ملی احداد جلالا کے برادر شیخ عمر کا بیٹا تھا اور اپنے
چچا جلالا کی بیٹی سے شادی کی تھی - عہد جہانگیری مین ۱۶۱۱ء سے لیکر تا ۱۶۲۶ء اوسنے
افواج شاہی کو سخت حیران کیا کبھی اون پر فتحیاب ہوتا تھا اور کبھی شکست کھا جاتا تھا ۱۰۳۵ھ
سے مطابق ۲۳ ستمبر ۱۶۲۵ء یا ۱۱ ستمبر ۱۶۲۶ء کو ظفر خان ولد خواجہ ابو الحسن نائب ناظم
صوبہ دار کابل نے عمر کے قلعہ کا محاصرہ کیا بروز حملہ ایک گولی اوسکے لگی اور فوت ہوا اوسکے
بعد اوسکا بیٹا عبد القادر اوسکا جانشین ہوا اسنے بھی تھوڑی مدت تک جنگ و جدال جاری
رکھی بالآخر سعید خان ناظم کابل نے کوشش کرکے اوسکو بادشاہ کی اطاعت کیطرف مائل
کیا چنانچہ وہ شاہجہان کا مطیع ہوگیا اور سلطان نے اوسکو ہزاری کے رتبہ پر ممتاز کیا ۱۰۴۳ھ
مطابق ۸ جون ۱۶۳۳ء تا ۲۷ جون ۱۶۳۴ء مین کابل مین متعین تھا اور وہین اوسنے
قضا کی - شاہجہان کے گیارہوین سال جلوس ۱۰۴۸ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۷ء تا
۲۸ اکتوبر ۱۶۳۸ء سعید خان نے اوسکی مان بی بی علائی یعنی دختر جلالا کو اور اوسکے دو دلادون
محمد زمان - اور صاحب داد - اور قادر داد پسر محمد زمان کو دربار شاہی کی طرف روانہ کیا
سلطان نے انپر ترحم کرکے ان سب کو تلنگانہ مین رشید خان کے پاس بھیجدیا اوسی سال
کل اقوام نے جلالا کے چھوٹے بیٹے کریم داد کو از سر نو فساد اوٹھانے کے واسطے طلب کیا

لوگون کی تعمیل وار سید حامد کے ملازمین کے ظلم وستم سے عاجز آکر باغی ہو گئے ان باغیون نے
جلالا یعنی (جلال الدین) کو اپنا سردار کرکے سید حامد پر حملہ کیا اور اوسکو قتل کرکے تیرا کو اپنے
جانے امن مقرر کی راجہ مان سنگہ کابل کا ناظم تیراہ پر چڑھا آیا اور حملہ کرکے آفریدون کو منتشر کر دیا اسکے
بعد وہ علی مسجد کی طرف بڑھا اور جلالا کو کامل گوشمالی دی تھوڑے روز بعد زین خان کوکا
راجہ کی جگہ مقرر ہو کر آیا اور اسنے باغیون کو بیخ و بن سے مٹا دینے کی کوشش کی
اکبر شاہ کے تیسوین جلوس مین جو مطابق ۲۳ مارچ ۱۵۸۵ء یا ۱۲ مارچ ۱۵۸۶ء ہوتا ہے جلالا کو
مجبور کیا کہ تیرا کو چھوڑکر بجور کو چلا جاوے یہ مقام یوسف زئی پٹھانون کا خاص لشکرگاہ تھا
زین خان نے اوسکا تعاقب کیا اور اسمعیل قلیخان اور صادق محمد خان کو راستہ کے روکنے
پر مامور کیا جلالا ان سے بچکر نکل بھاگا اور پھر تیرا کو آیا صادق محمد خان نے اقوام ورکزئی
و آفریدی کو اس قدر تنگ کیا کہ انھون نے عاجز آکر ملا ابراہیم کو اوسکے حوالہ کر دیا جلالا
اوس ملا کو بجاے والد کے سمجھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا۔ اب جلالا نے توران
افغانون پر اعتماد نہ کرکے راہ توران کی لی افغانون نے اسکا کل مال و اسباب ضبط کرکے
حاکم شاہی کے حوالہ کیا۔
اکبر بادشاہ کے سینتیسوین جلوس مین مطابق ۲ مارچ ۱۵۹۱ء یا ۲ مارچ ۱۵۹۲ء جلالا توران
سے واپس آیا اور پھر علم بغاوت کا بلند کیا آصف خان جعفر امن قایم کرنے کے واسطے بحکم سلطانی
بھیجا گیا اوسنے باغی مذکور کو شکست دیکر اوسکے خاندان کو گرفتار کر لیا اور اون کو وحدت علی
کے سپرد کیا ۱۰۰۸ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۵۹۹ء یا ۱۳ جولائی ۱۵۹۹ء کو جلالا نے غزنی پر

کارنمایان کیے (شاہجہان کے اول جلوس) ۴ فروری ۱۶۲۸ء تا ۲۴ جنوری ۱۶۲۹ء وہ جہانگیر سے آیا اور منصب دار تین ہزاری اور پندرہ سو سوار پر حاکم مقرر ہو کر جھوجھا سنگھ بندیلہ و لد بیر دیو سے جنگ کرنے کے واسطے بھیجا گیا۔ دوسرے سال جلوس (۲۵ جون ۱۶۲۹ء یا ۱۴ جون ۱۶۳۰ء) ہمراہ رکاب بادشاہی کے دکھن کو گیا اور تیسرے سال مین بہت اچھے اچھے کام اس سے وقوع مین آئے۔ چوتھے سال جلوس (۵ جنوری ۱۶۳۲ء یا ۲۵ دسمبر ۱۶۳۲ء) جب ساتھی اعظم خان عادل شاہ و نظام الملک سے جنگ کر رہا تھا تب زخمی ہوا اور اس جنگ مین اوسکا بھائی اور دوسرے ہمراہی قتل ہوئے۔ پانچوین سال جلوس ۲۶ دسمبر ۱۶۳۲ء یا ۱۵ دسمبر ۱۶۳۳ء رشید خان صوبہ اکبر آباد کی کچھ حصہ کا فوجدار مقرر ہوا۔ چھٹوین سال جلوس یعنی ۱۶ دسمبر ۱۶۳۳ء یا ۵ دسمبر ۱۶۳۴ء شاہ شجاع کے ہمراہ دکن کو گیا۔ اور ساتوین سال جلوس (۶ دسمبر ۱۶۳۴ء) یا ۲۵ نومبر ۱۶۳۵ء بیجا پور کی افواج سے جنگ کی۔ آٹھوین سال جلوس۔ ۲۶ نومبر ۱۶۳۵ء یا ۱۵ نومبر ۱۶۳۶ء خان دوران کے پاس مامور ہوا۔ اور نوین سال جلوس مین اسنے ایک قلعہ کے مفتوح کرنے مین بڑی بہادری کی اور اس سے ہر شخص کا خیال اسکی جانب ہوا۔ دسوین سال جلوس مین۔ ۲۰ اکتوبر ۱۶۳۶ء یا ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۷ء وہ چہار ہزاری ہو کر برہان پور کا ناظم مقرر ہوا۔ گیارہوین سال جلوس مین۔ ۱۰ اکتوبر ۱۶۳۷ء یا ۲۹ اکتوبر ۱۶۳۸ء وہ علاوہ برہان پور کے سرکار بیج گڑھ کا بھی فوجدار مقرر ہوا اٹھارہوین سال جلوس مین۔ ۲ اگست ۱۶۴۴ء یا ۲۲ جولائی ۱۶۴۵ء صوبۂ تلنگانہ اوسکے سپرد ہوا۔ ۲۲ سال جلوس مین۔ ۲۰ جون ۱۶۴۸ء یا ۹ جون ۱۶۴۹ء اوس ملک نین بمقام

یہہ اسوقت لوہاتیون مین بطور رحانہ بدوشون کے گذران کرتا تھا۔

سعید خان نے گلاب سنگہ کو پٹھانون کی طرف بھیجا۔ باستثنا ہی قوم بنگش کے اور دو ایک قومون نے اطاعت قبول کی ان قومون مین کریم داد پناہ گزین ہوا جب بہت عاجز ہوئے تب مجبور ہوکر ان افغانون نے کریم داد کو حوالہ کر دیا۔ بادشاہ کا حکم پہونچا کا اسکو ہمارے پاس بھیجدو ان بعد عمدۃ الملک سعد اللہ خان نے کریم داد کی دختر سے شادی کی۔ اوس سے لطف اللہ خان اور دوسری اولاد پیدا ہوئی الہ ورد جلیل الدین کا بیٹا یا تو اون لڑکون مین سے تھا جو (۱۰۰۰ھ یا ۱۵۹۲ء) مین گرفتار ہوکر وحدت علی کے حوالہ ہوئے تھے ویا اپنے باپ کی وفات کے بعد (۱۰۰۹ھ یا ۱۶۰۰ء) اپنے بھائیون کے نزاع کے سبب سے ہندوستان کو چلا آیا تھا۔ اگر ان دونون قیاسون مین سے قیاس ثانی صحیح ہی تو گویا جو تاریخ ہمنے مورشید کے بنا ہونے کی لکھی ہے یعنی ۱۰۱۶ھ مطابق ۱۶۰۷ء وہ قبل از وقت ہی۔ شیخ الہ ورد کا حال اول اول قابل لحاظ ہی۔ گیارھوین سال جلوس جہانگیر بادشاہ ۱۰ جولائی ۱۶۱۵ء تا ۲۰ جون ۱۶۱۶ء ہوا اسوقت وہ ہزاری ملقب خان مقرر ہوا۔ بارھوین سال جلوس (۲۹ جون ۱۶۱۶ء تا ۱۰ جون ۱۶۱۷ء مین اوسکو رشید خان کا لقب ملا اور ڈھائی ہزاری مقرر ہوا۔ چودھوین سال جلوس ۶ جون ۱۶۱۸ء تا ۲۶ مئی ۱۶۱۹ء اوسنے بمقام کابل بغاوت اختیار کی مگر پندرھوین سال جلوس ۲۰ مئی ۱۶۱۹ء لغایت ۱۰ مئی ۱۶۲۰ء اوسکا قصور معاف ہوگیا اور پھر سابق کے مراتب اوسے عطا کر دیے گئے۔ اٹھارھوین سال جلوس ۲۵ اپریل ۱۶۲۲ء تا ۱۴ اپریل ۱۶۲۳ء مہابت خان کی ماتحتی مین دکن مین

فوجدار مقرر ہوا۔ اٹھائیسوین سال جلوس مین۔ ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء یا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء ڈیڑھ
ہزاری کا منصب دار ہوکر ایلچ پور کا فوجدار مقرر ہوا اور اس سال مین فوت ہوا۔ الہام اللہ
رشید خان کا دوسرا بیٹا بھی بائیسوین سال جلوس شاہجہانی مین اپنے والد کی وفات کے
بعد منصب دار ہوا۔ اور اپنے بھائی اسد اللہ کی وفات کے بعد اٹھائیسوین سال جلوس
شاہجہانی مین۔ ۱۵ اپریل ۱۶۵۴ء تا ۴ اپریل ۱۶۵۵ء اوس کی جگہہ چاندور کا تھانہ دار مقرر
ہوا۔ تیسوین سال جلوس مین۔ ۴ مارچ ۱۶۵۶ء یا ۱۲ مارچ ۱۶۵۷ء اپنے چچا ہادی داد
کی وفات کے بعد الہام اللہ متعین ہوکر اوسکا جانشین کیا گیا اور بادشاہ نے اوس کی فوج کو
جمع کیا وہ ڈیڑھ ہزار سوار پر حاکم مقرر ہوا۔ جب اورنگ زیب دکن سے ہندوستان کو
واپس چلا الہام اللہ اوسکے ہمراہ رکاب تھا۔ جب جسونت پر حملہ بہ کامیابی اختتام کو پہنچا
اپریل ۱۶۵۸ء مندرجہ کتاب ٹلبین صاحب صفحہ ۱۲۵۔ اوسکو منصب سہ ہزاری او تین ہزار
سوار عطا ہوئے اور اوسکے نام کے ساتھ رشید خان کا لقب جو اوسکے پدر کو حاصل تھا
اضافہ کیا گیا۔ ماہ جون ۱۶۵۸ء مین داراشکوہ سے جنگ اول کے بعد اوسکو بیس ہزار
روپے کی جاگیر عطا ہوئی اور جب جنوری ۱۶۵۹ء مین شاہ شجاع کو شکست ہوئی تب وہ
بخشی معظم خان و شاہزادہ محمد سلطان کے ماتحت صوبہ بنگال کو بھیجا گیا۔ چوتھے سال
جلوس اورنگ زیب مین ۲۵ جنوری ۱۶۶۱ء یا ۱۴ جنوری ۱۶۶۲ء الہام اللہ کوچ بہار
و آسام کی مہم مین شریک تھا۔ پانچوین سال جلوس مین۔ ۵ جنوری ۱۶۶۲ء یا ۴ جنوری
۱۶۶۳ء سرکار کامروپ کا فوجدار مقرر ہوا تھوڑے عرصہ تک اڑیسہ کا صوبہ دار بھی رہا

ناندیر فوت ہوا اور مومین پور مین دفن ہوا یہہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے۔ دکن کے
حاکم کسی بڑی مہم کا ارادہ بغیر اوسکے مشورہ کے نکرتے تھے۔ بہت سی مسلح سپاہ اوسکی ملازمت
مین تھے یہہ لوگ اوسکے بڑے وفادار تھے اور اوسکو اپنا مرشد تصور کرتے تھے۔ مہابت خان نے
ایک بار بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رشید خان کے پاس بہت سی سپاہ ہے لہذا اصلاح کار یہہ ہی کہ
اوسکو دکن سے واپس بلا لینا چاہیے۔ اوسمین اور خان زمان خان مین نہایت رابطہ
اتحاد ہی اور دونون کے خیالات ایک قسم کے ہین لہذا ان دونون کا حدود پر ہونا مناسب
نہین مبادا اگر انھون نے بغاوت کی تو انکو زیر کرنا مشکل ہوگا۔ رشید خان نے اپنے
صوبہ کا اسطور سے انتظام کیا کہ چور اور قزاق باقی نرہے جتنے بدمعاش اور بدروش لوگ
تھے سب اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے۔ برہانپور کی عیدگاہ جو اوس زمانہ تک مختصر سی تھی
اوسنے بڑھائی ہی اوسکو تاریخی علم اچھا اور مذہبی طور پر حنفی مذہب سے تعصب رکھتا تھا اوسنے
نظم بہت لکھی ہی جسکو بڑے بڑے معاصر شعرا نے پسند کیا ہی اوسکے حرم کے اخراجات کل امرای عصر
کے اخراجات سے بڑھے ہوئے تھے اپنی بہت سی عادات مین اور شمشیر بازی مین طرز
ایرانی رکھتا تھا۔ اسد اللہ خان اور الہام اللہ خان رشید خان کے دو بیٹون کا نام
تاریخ مین پایا جاتا ہی اوسکا بڑا بیٹا اسد اللہ خان نے اپنے والد کی وفات کے بعد بائیسوین
سال جلوس شاہجہان مین ۲۰ جون ۱۶۴۸ء تا جون ۱۶۴۹ء ہزاری کا لقب پایا۔ چوبیسوین
سال جلوس مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ء تا ۱۰ مئی ۱۶۵۱ء صوبہ دکن مین چاندور کا تھانہ دار مقرر ہوا
اور ستائیسوین سال جلوس مین ۲۵، ۲۰ اپریل ۱۶۵۳ء تا ۱۳ اپریل ۱۶۵۴ء سرکار سکھر مین عیدی کا

صوبۂ خاندیس مین جمند کا فوجدار مقرر ہوا - فرخ سیر کے عہد سلطنت مین ۱۷۱۳ء لغایت ۱۷۱۹ء
آصف جاہ نظام الملک کے ساتھ ہوا جو اوس زمانہ مین دکن کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا - نور اللہ
آصف جاہ کی ماں کا قرابت دار قریبی تھا - سید دلاور علی خان و سید عالم علیخان سے
جنگ کے وقت اوسنے بہت بہادری کی اوس وقت اوسکو منصب ہزاری و دو ہزار سوار و بہادر کا
لقب عطا ہوا جب مبارز خان پر حملہ ہوا تو یہ ہراول یعنی اول حملہ مین لشکر مین تھا جب
آصف جاہ کل جنگ و جدل سے فارغ ہوا اور اپنے سب بدخواہوں کو زیر کیا تب اوس نے
قادر داد خان کو پنج ہزاری کا لقب اور چار ہزار سوار پر حکومت دلوائی - قادر داد خان
کو اوسکے ایک نوکر نے قتل کیا - چونکہ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی لہذا آصف جاہ نے اوسکی جاگیر
مین سے سیر جانے گانون واقع صوبہ اورنگ آباد و موضع اتبارہ نام ایک گانون واقع خاندیش
اوسکے رشتہ داران کے حوالہ کیا جس زمانہ مین کہ کتاب معاصر الامرا تحریر ہوئی یہہ دونون
مقام اوسکے خاندان کے قبضہ مین تھے - مئو کی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین
رشید خان و ہادی داد خان دکن مین ملازم تھے شمس آباد مرزائی خان کو عطا ہوا تھا اول
اول نواب مذکور شمس آباد مین میر عزیز اللہ کے مزار کے قریب سکونت پذیر رہا اور مئو اسکے دو سال
بعد آباد ہوا - نواب کی فوج جو مئو مین رہتی تھی اوسکی تعداد حسب ذیل تھی طوبہ سوار محمد زئی ۶۰۰

ورک زئی ۹ دلازک غلزئی خلیل ختک ۴ متنیا ۳۰۰ لوہانی ۲۰۰ آفریدی ۲۰۰
بنگش ۱ کل شمول دیگر اقوام پندرہ ہزار جنگجو سپاہ تھی -

رام پور واقعہ پرگنہ اعظم نگر

اونیسوین سال جلوس ۱۳ اگست ۱۶۷۵ء یا یکم اگست ۱۶۷۶ء مین نجر اوڑیسہ سے منتقل ہو کر دکن
کو بھیجدیا گیا۔ کچھ زمانہ تک باندیر کا بھی فوجدار مقرر رہا۔ عالمگیر کے اٹھائیسوین سال جلوس
۱۶۸۴ء مین اوسے خلعت سرفرازی مرحمت ہوا۔ ۱۰۹۰ ہجری مطابق ۱۶۷۹ء مین
عالمگیر اونتیسوین سال جلوس مین وہ بقید حیات تھا اور شمس آباد کا جاگیردار تھا۔ اور ایک
پتھر پر جسپر عبارت کندہ ہوئی اور سراے الفت پرگنہ اعظم نگر جسکو بالفعل پٹنہ اعظم نگر کہتے ہین ا
حال مین پرگنہ شمس آباد سے علیحدہ کیا گیا ہی موجود ہی۔ ہادی داد خان برادر رشید خان ابتداے
عہد شاہجہانی مین سات سو کا منصب دار تھا۔ گیارہوین سال جلوس مین ۲۰ اکتوبر ۱۶۳۷ء
تا ۷ اکتوبر ۱۶۳۸ء مین منصب ہزاری پر سرفراز ہوا۔ وبائیسوین سال جلوس مین ۳۰ جون ۱۶۴۸ء
تا ۹ جون ۱۶۴۹ء بجاے اپنے برادر رشید خان مرحوم کے باضافہ مراتب صوبہ تلنگانہ متعین
ہوا۔ چوبیسوین سال مین ۲۹ مئی ۱۶۵۰ء یا ۱۰ مئی ۱۶۵۱ء اوسکے نام کے ساتھ
مین لقب خان کا زیادہ کیا گیا اور منصب ڈھائی ہزاری پر سرفراز ہوا تیسوین سال جلوس
شاہجہانی مین ۲۴ مارچ ۱۶۵۶ء یا ۱۳ مارچ ۱۶۵۷ء مین اس جہان فانی سے رہ گراے
عالم باقی ہوا اور بہت سے لڑکے چھوڑ گیا اکثر اون مین کے منصب دار ہوئے۔ اس خاندان
مین شیخ نور اللہ نام ایک اور شخص نامور ہوا ہی۔ یہہ شخص قادر داد خان پسر محمد زمان داماد
امداد اللہ کا بیٹا تھا اور وہ امداد اللہ داماد رشید خان کا بھتیجا تھا۔ عہد عالمگیری مین چار سو
سپاہ پر منصب دار تھا دکن مین ایک قلعہ پر مامور تھا بہادر شاہ کے زمانہ مین ۱۷۰۸ء
لغایت ۱۷۱۲ء اوسکو ہزاری کا منصب عطا ہوا اور اپنے والد کا لقب قادر داد خان ملا

[illegible]

...ندر میں واقع کنارہ دریاے گوداوری پر ہے اسجگہہ اوس نے ونالہ پائی پرگنہ
شمس آباد میں ایک گاؤں اسکے نام سے موسوم ہی جسکو بادید اد پور کہتے ہیں۔ بی بی
ربیعہ زوجہ الہام اللہ خان پسر رشید خان نے ایک سرا اور ایک باولی موضع کیسر پور میں
بنوائی ہے یہ موضع مؤ سے جانب جنوب اور قاسم نگر سے بسمت مشرق واقع ہی۔ آفریدیوں
نے سراے کو توڑ گرا دیا اوسکی اینٹ لاکر اپنے مصرف میں لے آئے مگر باولی ہنوز باقی ہے
مگر بالکل بے مرمت ہی اس باولی کے اطراف کی جگہ ایک ٹکڑا بی بی صاحبہ کے نام سے
موسوم ہی ایک موضع جسکو لوگ سید پور کہتے تھے درمیان مؤ جبکہ خورشید آباد کے واقع
ہے اسکو اب کنور رحمت خان کہتے ہیں یہ رحمت خان مرزا جان کا پر پوتا تھا لیکن ابتدا ان
نواب علائی خان کے نام [illegible]
از سرنو آباد کیا ... گنج کے قرب ...
میں یہ کروہ موضع مؤ کے مغرب ...
ہے اور موضع مذکور اسکے واسطے ...
ملا شارہ ہمارے کہ اسکا صحیح تلفظ اوشلن [illegible]
معلوم ہوتا کہ لفظ اوستان صحیح ہی یہ لفظ زدشتی غلط ہی۔ خورشید آباد رشید خان کی
نسل میں جاگیر ہے نواب ظفر جنگ نے درمیان [illegible] و درمیان [illegible] میں لے
ضبط کر لیا اب اونکے پاس فقط دو چار ٹکڑے اراضی معافی کی ہے۔ اس خاندان کا

دکھسی پور فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلے پر جانب پورب واقع ہی عوام کا بیان ہی مئو کو آباد
کرتے وقت رام پور دکھسی پور کے راٹھور سرداران قوم راٹھور سردار مزاحم ہوئے مسلمانون
نے زیر حکم عبدالصمد عرف مرزا خان محمد زئی و داؤد خان و بار خان و مہربان خان طوبہ دیگران
جنگ کنھسی پور کے قریب ان لوگون پر فتح نمایان حاصل کی۔ رام پور کا راجہ زخمی مین ہوکر اسیر
ہوگیا۔ رشید خان کا مقبرہ گو سادہ سی عمارت ہی مگر لداؤ کا مکان ہی اور نہایت مستحکم بنا ہی
اسپر کچھہ کتبہ نہین ہی یہہ مکان بڑہ گنگا او نچے کنارہ پر واقع ہے۔ مسٹر ہیوم صاحب کلکٹر سابق
نے ۱۸۶۲ء مین اسکی درست کروائی اسکے ایک جانب ایک بچہ حصار مین نواب کی بیگم کی قبر
ہے ان قبرون کے گرد پرانے درخت اسو پالو اور نیم کے ہین۔ خان زادون مین سے
ایک بیبرزن ہان محادر ہے سیتا خان خان زادہ کی چوپال مین ایک چپٹا پتھر کوئی
دس من وزن کا پڑا ہی جسکی نسبت عوام کا بیان ہی کہ نواب ہر روز اس پتھر کو اوٹھا کر گنگا پر
لیجایا کرتا تھا اور اسپر کھڑا ہو کر نہاتا تھا۔ مورخ کے نزدیک یہہ بیان خالی از مبالغہ نہین ہی
نواب کے قلعہ کی عمارت کو کوٹ کہتے ہین اسمین کا چھی اور کچھہ خان زادے رہتے ہین
دو پھاٹک ابھی تک موجود ہین اور کچھہ اینٹ کا کھرنجہ بھی باقی ہے۔ کچھہ حصہ اس جگہ کا
آجتک محلہ گاؤ خانہ کے نام سے موسوم ہی اور بڑا بازار بھی کچھہ باقی ہی اس مین ایک مسجد
ہے جسکو جامع مسجد بھی کہتے ہین اسپر کتبہ وغیرہ کچھہ نہین ہے۔ دو سال ہوئے کہ ظل غنی خان
سنا محل قلعہ والا نے اسکی درست کروائی ہی یہہ شخص حیدر آباد مین ملازم ہی شمس آباد کے
متصل خان پور مین ایک بارہ دری مرزا خان برادر زادہ نواب کی بنوائی ہوئی ہی

آباد این ۔

بندیلکھنڈ سے متعلق دلیل خان کی

مصنف کتاب ہذا مسٹر ا لان کھنڈل صاحب حاکم بندہ
ذریعہ سے دلیل خان کے حالات جو اوسکے مترجم ہند
حاصل ہوئے اور مترجم مذکور نے یہہ حالات زبانی حکایات سے اخذ کیے ہین اگرچہ حاصل ہوا
روپ رام نام ایک برہمن خیر سال و پرگنہ موودہا کے دیگر باشندگان کے زبانی معلوم
ہوا ہے کہ دلیل خان محمد خان بنگش کا بیٹا تھا اور یہہ بھی کہتے ہین کہ اوسکے والد نے اوسکو
راجہ چھتر سال کے حوالہ کیا تھا اور راجہ مذکور نے اوسکو متبنی کیا اور جب سن تمیز کو پہونچا پرگنہ
سوندھا یا سمبوندا اوسکو عطا کیا ۔ دلیل خان نے اپنے بھتیجے مراد خان کو سمبوندا کا تھانہ دار
مقرر کیا ۔ بعد کچھہ عرصہ کے ہردے ساہ ولد چھتر سال کسی فریب کارروائی سے دلیل خان کو ناراض
کیا اور دلیل خان نے عزم جنگ کیا اور ہندو راجاؤن کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو
کہ کسی وقت دلیل خان ہمکو بیدخل کرے کیونکہ چھتر سال نے گویا مار آستین پالا ہے لہذا سب نے
متفق ہوکر اور تلوار ہاتھہ مین لیکر دلیل خان کو خاک و خراب کرنے کے باب مین شاستر اور
گنگا جل کی قسم کھائی اور سب راجے جتاو دتیا وغیرہ کھاری سے روانہ ہوئے اور باندہ
آکر مجتمع ہوئے ۔ دلیل خان کو خبر ہوئی کہ بائیس راجے اور تین سردار تمھارے قتل کے ارادہ
سے آئے ہین ۔ دلیل خان سمبوندا سے روانہ ہوا اور راستے مین مونگش کے جنگل مین شکار
کھیلتا ہوا ہیر وندا کی راہ سے الونا کو پہونچا مونگش باندہ سے چھہ میل شمال مشرق ہے اور ہیرندہ

[illegible] ہے بابلہری کا ہیڈ کانسٹبل ہی اور اس مین خوش ہی۔ بم ٹیلا اس نام
کی وجہ تسمیہ بیان ہوتی مین اول یہہ کہ ایک ٹھاکر سردار نے گنگا کے اشنان کے وقت اپنی
[illegible] کے برہمن کو حسب معمول دان کر دیا اور بعد ازان بھادون سے بہت روپیہ دیکر خرید
لیا۔ برہمن نے علاوہ اور شرائط کے یہہ بھی ایک شرط کر لی تھی کہ اوسکی اولاد بم ٹیلا کہلاوے
دوسری حکایت یہہ ہی کہ ایک راجہ نے ایک برہمنی کو اپنے گھر مین ڈال لی تھی اوسکی اولاد
بم ٹیلا کہلائی۔ اوسکے تین بیٹے تھے۔ (۱) ہاتھی رائے جسکی اولاد بھاؤ پور دھیمی دیورپور رد
بارہ گانو ساکھن پور مین رہتی تھی (۲) نیل دیو جسکی اولاد بہادون وکھارم پور و گرٹھ پر قابض تھی
(۳) سب سکھ اسکے تین بیٹے تھے (۱) بھرت شاہ اسکی اولاد ہاتھی پور مین دروجیو رونجمت
وبردن دبوہ مین رہتی تھی۔ (۲) بندن شاہ اسکی اولاد عددلی و رشید پور پر قابض تھی۔
(۳) [illegible] سنگ جسکی اولاد بردن ایک بسوہ و بابر پور مین سکونت رکھتی تھی۔ کہتے ہین کہ اس خاندان
کی [illegible] سے اب تک چودہ پندرہ پشتین گذری ہین مگر بوقت بندوبست جب آداج پور کے
[illegible] سے دریافت کیا گیا تو وہ چھ پشت سے آگے نہ بتلا سکے۔ بم ٹیلا پرگنہ بہادر گڈہ سے
[illegible] مین بہت [illegible] گانون کے بم ٹیلا مین منقسم ہین
[illegible] مغرب طرف واقع ہین اونھین کو اختیار
[illegible] بھی قریب آٹھون موضعون مین انھین کی زمینداری ہے ان مین سے
[illegible] بھی ہین اور باقی موضعون مین سے فقط تیرہ گانون مین انکا نشان پایا جاتا ہے
[illegible] سے موضع شہر مین شامل ہوگئے ہین اور جو باقی ہین وہ محض مختصر طور پر اور کم حیثیت لوگ

سوار تھا دلیل خان سے اوس نے گفتگو شروع کی اور کہنے لگا کہ اگر ہمت صبر چاہیے تو بالآخر ہمکو فتح
ضرور نصیب ہوگی۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو نواب نے پکار کر کہا بھائی کیا اوسکے ہوگیا نیچے گر گئے
حمید خان نے جو کہ پیچھے تھا گھوڑا بڑھا کر نواب سے کہا کہ نواب صاحب وہ ہمت خان فقط
روٹیون تک کا تھا اوسنے تو شروع ہی سے ساتھ چھوڑ دیا ہے آج اس معرکہ مین ہمت خان ہون
جب وہ کوہ ہشانان پر پہونچے نواب نے اپنے ساتھیون سے کہا آؤ اوتر کر ناشتہ کرلیں۔ اسکے
بعد سب کے سب اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر حملے کے واسطے
آمادہ ہوئے اس عرصہ مین بوندیلہ کرانو وتانہ دی سے بڑھے۔ جنگ شروع ہوگئی۔ روز اول
پچاس پٹھان اور تین سو بوندیلے کھیت رہے۔ دوسرے روز ایکسو پچاس پٹھان شہید ہوئے
اور چار سو بوندیلے مارے گئے حمید خان کرانون تک بڑھ گیا اور جس وقت پانچ سردار
اور ساٹھ سپاہی بوندیلون کے مارے وہ خود بکرانون مین مارا گیا اوسکی قبر ایک تالاب کے پاس
پختہ سڑک سے جو میرپور کو جاتی ہے جنوب کی جانب ہے اور حمید شہید کے نام سے مشہور ہے سیتا
مئو ہاکی شرق سمت مارا گیا اوسکی قبر بسی کی بن کے فاصلہ پر شہر سے مشرق طرف ہے اور حاجی
یا حامد شہید کے نام سے مشہور ہے۔ بائز خان کے قریب شیخ حامد پیر کی درگاہ کے قریب ہے
اور یا جاسم شہید کے نام سے مشہور ہے۔ عنایت خان کی قبر باندھ سے وجلال پور سڑک سے
جنوب کی طرف ہے اور اوسکو عنائی شہید کہتے ہین۔ خود دلیل خان تیسرے روز مارا گیا اور اوسکے
ساتھ بہت سے آدمی مارے گئے دلیل خان کا بھائی ابراہیم ایک جگہ جو وہاں مارا گیا جو اوس
زمانہ مین بالکل جنگل تھا ابراہیم خان ثانی اوس مقام پر مارا گیا جہان اب عبدالکریم قانون گو کا

ہولکر سے [illegible] اور مالوہ تارنت جو کل سیوندھ سے ہے اور اون کا

دریا سے کئین کے کنارے پر چھاؤنی ڈالا بندیلے جو راجپوت جو اونسے بہتر [illegible] غرب کی جانب

ہے اور ہر ایک کا اون میں [illegible] ٹکراون - داتیہ [illegible] و بندیلی - وا اُنکو [illegible] سو بیرونڈا کی

طرف پڑے - یہ سب موضع [illegible] شمال و غرب مودہا سے واقع ہیں جگت راج کا لشکر

ٹکراون میں تھا - او گیرت راج موضع [illegible] تھا یوں کہ گیا جو دریا [illegible] مودہا سے [illegible] شمال

کی طرف پرگنہ سمیر پور متعلق [illegible] جب گیرت راج اپنے متعلقین لشکر کو وہاں چھوڑ گیا

کو وہ مقام کرات [illegible] ہوا ایک روز دلیل خان شکار کھیلنے کیلئے الونات سے ہو کر

کو گیا جو کئین پار [illegible] اور وہاں سے نہ ہوری [illegible] وہاں سے [illegible] لگی

اور مودہا [illegible] خان نے [illegible] حالت [illegible] کہا کہ تم

ہمارے گھر میں [illegible] واپس جاؤ [illegible] اگر میں واپس جاؤں تو بڑی بیعزتی

کی بات ہے [illegible] ساتھ میرا [illegible] ابراہیم خان - ہدایت خان - وحید زمان - محبت خان

عز الدین خان - [illegible] خان - [illegible] خان - و پانسو دیگر بھی

ہیں - [illegible] کی جانب [illegible] اپنے زن و بچے

[illegible] ایک جماعت افغانوں میں

ساتھ چھوڑا اور [illegible] سے مودہا کی جانب کو کوچ کیا

[illegible] دلیل خان کا بڑا دوست تھا اور ہمیشہ نواب کے قریب رہتا تھا اور ایک

[illegible] تھا اوس روز [illegible] خان دلیل خان کے قریب افیون کی پینک میں گھوڑے پر

دوھا

موہن ماٹی لے رہے ہردے ساہ گئے رسائے جگت اکیلے لڑت ہیں وہ دُکھ سہو نجائے

मोहन माटी ले रहे हिरदे साह गये रिसाये

जगत अकेले लड़त हैं युह दुख सहो न जाये

یعنی۔ موہن نے شرکت سے کنارہ کیا ہردیساہ خفا ہو گیا۔ جگت سنگھ اکیلا لڑتا ہے یہہ دکھ سہا نہیں جاتا ہے۔

جتر سال نے ایک طول طویل چٹھی دلیل خان کو لکھی کہ تم لڑائی سے باز رہو۔ مودھا کے باشندوں کو یہہ دوہے زبانی یاد ہیں۔

دوھا

ہردے ساہ سے نہ چلی کیرت سین کپوت بیٹا کہیے دلیل سے بنگش بنت سپوت
بھائی محمد خان نے ڈارو موری گود تب سے تم بیٹا مرے جگت سمان سبودھ
موہن ٹھاڑے گئے ہردے رہے لوکائے تم ہو کنیا وادیہہ تو مین جگتے لیون سمجھائے

हिरदे साह से नाहिं चली कीरत सेन कपूत -

बेटा कहिये दलेल से बंगश बंश सपूत

भाई मुहम्मद ख़ान ने डारयो मोरी गोद

तब से तुम बेटा मेरे जगत समान सुबोध

मोहन ठाड़े है गये हिरदे रहे लुकाये

مکان ہے وہان مولوی [illegible] ایک درگاہ ہے جسکے نز[illegible] سردار دین کی درگاہ ہو گی یہان
ایک وزیر شہید کی قبر ہے جسکو بابا شہید کہتے ہین مسٹر کنی کلکٹر سابق نے نئی سڑک نکالتے وقت اسکی مرمت
کروائی ہے۔ موہوہا اوجاڑ ہسکے اطراف مین اور بے شمار قبرین ہین۔ کہتے ہین جس روز کہ دلیل خان
مارا جاویگا اوس روز بوندیلون کو موہا تک ہٹا لیگیا تھا جو موہا سے چار میل جنوب مغرب مین ہے
یہان ایک بوندیلے نے بحالت نا امیدی دلیر ایک ہاتھ چلایا اور اوسکا بایان ہاتھ اوڑا دیا جہان
پر ہاتھ گرا ہے وہان پر بھی ایک قبر ہے جسکو بھی دلیل شہید کہتے ہین یہ جگہ سڑک سے جو مگاون کو جاتی
ہے مشرق سمت واقع ہے۔ آخرکار بوندیلے دلیل خان کو ادہر موہا تک ہٹا لے گئے اور یہان اوسنے
شربت شہادت نوش کیا یہان اوسکا مزار ہے اور ایک چبوترہ اور ایک کنوان ہے اور آجتک
دستور باقی ہے عوام کے نزدیک دلیل خان کی تاریخ شہادت سمت [illegible] مطابق سنہ [illegible]ھ کے ہے
اسمین چودہ سال کی غلطی ہے کیونکہ صحیح تاریخ ماہ مئی [illegible] ہے اوس زمانہ کے ہندی شاعرون
نے بہت سے دوہے دلیل خان کی شجاعت کے مدح مین تصنیف کیے ہین جو اب تک زبان زد
خلائق ہین۔ روپ برہمن و موہا کی شاگرد نام ایک مسلمان بجیورا کے سردار خان نام ایک [illegible]
کی زبان سے سنکر تحریر ہوئی۔ بیورا موہا سے تین میل جنوب مغرب مین ہے۔ جسوقت ہردے شاہ
جگت راج و موہن سنگہ نے گنگا جل کی قسم کہائی موہن سنگہ بھاگ کر کو بھاگ گیا جو مہوبہ سے
دو میل سمت مشرق ہے تب ہردے شاہ نے شرکت سے انکار کیا اور جگت سنگہ اکیلا روانہ ہوا
شاعر نے دوہے مندرجہ چترسال کی زبان سے تصنیف کیے ہین۔

پیواؤن سے بھر دیگا

بطلب مدد بنام ہر دلیساہ

دوہا

گاڑی تھاکی مارمیں کچھ لگری نہ پیش | اب گاڑی کو ہر کاسے دے دیوٗن دیس ہر دیش

[illegible] गाड़ी [illegible] देश हिरदेश | गाड़ी थाकी मार में [illegible]

یعنی۔ تمہاری گاڑی دلدل میں پھنسی ہے اب لڑکوں کا ساعذر نکرو اب اے ہر دلیساہ اپنے ملک کو مدد دو۔

جواب ہر دلیساہ

سیکھ مورمانی نہین جگت اٹھائی کین | دیکھے اب موڑے پڑی پھیر سرن مٹھ لین

[illegible] | सीस मोर मानो नहीं जगत हिटाई कौन

یعنی میری صلاح نمان کر جگت نے اپنی مرضی سوا فق کام کیا اب جب سر پر آفت آن پہنچی تب میری اطاعت کو آیا۔

اشعار در مدح دلیسل خان

تیغ بھرجاتی دلیل کی تیغ ہے کالو ان | جوٹ میں جوٹ سماگئی پایو بید نردان

जोति [illegible] | गज भर छाती [illegible]

ساری میں کل سکے [illegible] کت تھور | جیون پتنگ دیپک بھرو پایو دہنیو دلیل

ज्यों [illegible] दीपक [illegible] | सारी [illegible] जल [illegible]

[illegible] समझाये

یعنی - ہر دیساہ نے مجھے دہوکا ہمین دیا کیرت سین نافرمان ہے - دلیل خان سے جو کش خاندان سے ہے اور جسکو بھائی محمد خان نے میری گود مین دیا ہے جواب میرا بیٹا ہے اور میرے نزدیک سب دنیا سے بہتر ہے - کہو ہمن بھاگ گیا ہے اور ہردے ساہ پوشیدہ ہو رہا ہے تم بھی کان لگاؤ اور جگت کو سمجھاؤ گا -

جواب منجانب دلیل خان -

دوہا

تم راجا مہاراج ہو سب راجن مین تجج اب دلیل کیسے ہٹے دوہو دین کی لج

तुम राजा महराज हो सब राजन में [illegible]

अब [illegible] कैसे हटे दोहू दीन की लज्जा

یعنی - آپ راجہ مہراج ہین اور سب راجون مین زورآور ہین - اب دلیل کس طرح کنارہ کرے اسمین دونون دین کی ہتک ہے -

مخالف دوہے

ست جگیرین تم چرین کہدہ دو گی اورشکانڈ - جو جانیے ناروہو تو گھر گھر کرے ہے رانڈ

बहुत जगीरें तुम धरीं [illegible]

जौना [illegible] पर [illegible]

یعنی - تمنے بہت کمی اور شکر کھایا ہے اور جاگیرین حاصل کی ہین اگر دلیل [illegible]

جیلو تو سمہونڑا گرہ مین جن آن کھیچ کیو لٹنا | گہی تیر کمان ارو میلہ مونگش سے کے رمنا

गहि तीर कमानहि [illegible] | [illegible] बिहुंड्या पडु में जिन जनके स्रोत कियो लड़ना

سب جنگ کے اوپر کودیو جس چیل جھکا پھرے پھرتا | بت جن تکے پھر سوچ کیو جب بیل و بیل و ہم سو ہونا

सब [illegible] के पर [illegible] | सब जंघ वेउ पर कूद परो जस चील्ह झकोर भ्रे हेल्ना

مونگش چھوڑ نٹھا ن چلیو پھر [illegible] مین کین مقام سیلا | کھیل [illegible] بنے مرگ جال سو گولن مار کیو گھ میلا

[illegible] | [illegible] पयाल पायो पयरे [illegible]

پھیر [illegible] [illegible] کونا دی کرت کین جھیلا | جھلسی جی آن نیٹھ ہوری ٹکو لا ہو جا بندیل سو ہبلا

[illegible] | [illegible]

کل سے [illegible] [illegible] ادھمے [illegible] ہول چلی | محمد کا تندن وٹھا جکندن یارن بولے علی علی

[illegible] | [illegible] हूल हिली

[illegible] [illegible] ورت ناہین [illegible] کی کل چلی | پھوبھات چلے جھیون کی میلا مردلیلا باہ چلی

[illegible] | [illegible] तनपाले [illegible] जंजाल चली

[illegible] کی [illegible] کر [illegible] کے یاتن کی جھمک بدری جھڑ لادے

[illegible] نال جیون اور دیکھیو اک [illegible] گل و بندیلو اک لہر [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] देसे.

[illegible] [illegible] کانی ہو کا ہے

دری لے دیل خان چلیو طرل کر با [illegible]

[illegible] बुन्देलन [illegible] पठान [illegible]

جگت راج سہرل سوں مار ہوا نچ | بھجی فوج پٹھان کی [illegible] کی کچ

भई युध पठान की [illegible] की कीच | जगत राज [illegible] कीच

تین دو دس پٹھان سے کرو [illegible] گھمسان | جگت راج [illegible] میدان

[illegible] भयो कोइ भयो मैदान | तीन दिवस पठान ने करो बड़ो घमसान

چوتھے دن دو پہر کو [illegible] | تب دلیل [illegible] کھائی کھین

तब दलेल [illegible] कौन | चौथे दिन [illegible] बुन्देलन तीन

یعنی - دلیل کا سیدا ایک گھوڑا ہے اور وہ کامل سپاہی ہے - وہ [illegible] میں [illegible]
بہشت حاصل ہوئی - اپنے سب ساتھیوں کو جمع کر کے وہ میدان میں مارا گیا جیسے پروانہ
شمع پر جلتا ہی [illegible] دلیل لڑائی [illegible] - ولی سے دلیل [illegible] تلوار ہاتھ میں لیے ہو آیا
[illegible] جگت [illegible] جنگ میں [illegible] کشتی باز لڑتے ہیں اور
[illegible] جگت کا [illegible] کر میدان
[illegible]

[illegible] کرن و مرن و دیسی رکیب یا ہین

[illegible]

پاسے [illegible] سیار [illegible] یا ہے

[illegible]

[illegible] سے [illegible] ہو [illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible] رنگ ہے

[illegible]

[illegible] سے [illegible] رنگ سے [illegible] ہے

[illegible]

پالو سے اوڑا ہین ہی جیتی رنگ ہین

[illegible]

تنمین پیاری پرین ہی ماٹے تنگ ہین

[illegible]

چکوین ثروات کرت ہو رجنگ ہین

[illegible]

چکن سودھا رہی بانی انگ ہے

[illegible]

پری پری پیا بیت تیجی کرنگ ہے

कुल माया बादल की [illegible] है॥

صاحب امگرا پیے سید کے ترنگ ہے

चंद से पवन जोर [illegible] से मलेग है॥

[illegible] یا ہون رکھا انھون نے ٹکڑون سے زمین کو کھود ڈالا یہ دو دو سفید
[illegible] ہین اور نگوی اور شکرا اور لک شمی سیاہ و سرخ بھی ہوتی ہین وہ ایسے ہوتے
[illegible] ایک خط ہنگیا ہے وہ نہایت تیز و قوی ہین دونون طرف زنجیرکا
[illegible] لیجاتے ہین وہ زنجیرون کو توڑ کر کو دستے اور [illegible] ہین انکی گردن پر
[illegible] کے ہے اور سفید [illegible] اور قوی اور مضبوط ہین وہ ایسے ہین کہ گویا [illegible]

[illegible] کی بیان گنگرن کی [illegible] کے تاریخ [illegible] ۱۷۱

[illegible] सब दलपत [illegible] है॥

[illegible] के [illegible] बेल [illegible] जावो है॥

جب [illegible] کی [illegible] میں جمع ہوئے تیر و کمان [illegible]

چلے اور دشمنوں کے [illegible] جیسے [illegible]

جب [illegible] گھسا [illegible] وہ گئے جہاں [illegible] سے چلے اور [illegible]

میں مقام کیا اوسنے پھر [illegible] کا [illegible] کیا اور [illegible]

[illegible] قائم [illegible] ہوئے [illegible] اور [illegible] کے کنارے [illegible]

میں مقام کیا اور [illegible] میں [illegible] [illegible]

اور [illegible] سب کو اپنے سامنے [illegible] دیا۔ [illegible] کے [illegible]

آٹھ نالی و سات نالی [illegible] چلیں اور [illegible] ہو گئیں۔ اور [illegible]

[illegible] نے بے شمار کو مارا۔ [illegible] کی [illegible]

[illegible] ہوئے ہیں۔ [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] نے ایک [illegible] کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

بھاگ گئے راجا سب عمرا جا دیکھ تار کی تیغ ننگی | کئے مرد دلیلا رن مین پیلا علی علی کر بجرنگی

[illegible] | [illegible]

[illegible] میر [illegible] دلیل خان [illegible] ہین کہتے ہیں [illegible] بخش کی آمد و میر ہاتھ سے بجھر [illegible] محمد شاہ [illegible] جنگی یہہ تلوار ہے پٹھان کی قوت میرے گھر ہے مین مقابل ہو کر لڑونگا پٹھان بھائی کی شجاعت سے سخت سے سخت جنگ مین گھس پڑینگے وہ کسی معرکہ سے نہین ڈرتے ہین لیجا اور ہمارا راجا میری ننگی تلوار کے سامنے سے بھاگ گئے ہو وینگے شجاع دلیل نے یہہ گفتگو [illegible] کی اور علی علی پکارا [illegible] ہند و ہندوان کو پکارتے ہین

[illegible] دلیل خان کے جب اونے اپنے ہمراہیونکو آتے دیکھا

بیٹا میرے مراد خان بھائی ابراہیم | حامد حیدر خان کہان سے مہرے فہیم

[illegible] | [illegible]

مرے حمایت خان بین بھلوان پٹھان | میرا جیون اب پر تھا یہہ کہہ گئی کربان

[illegible] | [illegible]

[illegible] میرا بیٹا مراد خان و بھائی ابراہیم خان چل بسے اور حامد حیدر اور [illegible] خان انہون [illegible]

[illegible] حمایت [illegible] پٹھان [illegible] میرا [illegible]

[illegible] کے نام

سانچے میں ڈھلے ہیں اور شکل و صورت میں نہایت سڈول ہیں [illegible] رنگت [illegible]
یا سبز و زرد و سفید و ارغوانی رنگ بہ رنگ کی جھولیں پڑی ہوئی ہیں وے کودتے اور جست
بتے ہیں زور میں وہ ہاتھی سے قوی ہیں ۔ حضور صاحب [illegible] کے گھوڑے ایسے ہیں ۔

دوہا

محمد خان کا پوت سہیل [illegible] کری [illegible] کی نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سہیل [illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنی سہیل محمد خان کا بیٹا تھا اسنے بہتیرے ہندوؤں کو ختم کر دیا [illegible]
وقت واقع نہ ہوا وہ اپنے شمار [illegible] سے [illegible]
مقابل ہوئیں اور خوب بہادرے جنگ [illegible]
سامنے سے زمین [illegible]

[illegible] سہیل خان [illegible] کی عرضی کا جواب دیا

سہیل خان کا [illegible] گلشن کی آن	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] جو جیسے گے جنگی	[illegible] کے سچا [illegible]

اوس زمانہ مین نیزہ بازی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا اسکی سواری کے گھوڑے کا نام پری تھا
اسکی دکھن مین بھی شہرت تھی اسپر سوار ہوکر وہ سارس کا شکار کھیلتا تھا اور اونکو مار لیا کرتا تھا
بہتیرے سوارون نے اسمین کوشش کی لیکن کوئی کامیاب نہوا دوسرے کامون مین بھی
وہ بہت ہوشیار تھا وہ اپنے ہاتھہ سے توپ ڈھال سکتا تھا اور بہت عمدہ جوتہ بنا سکتا تھا ابھی
چالیس برس گذرے ہین کہ اوسکے ایجاد کیے ہوئے جوتے قائم خانی کہلاتے ہین اور مئو قائم گنج
مین انکا بڑا رواج تھا۔ کہتے ہین کہ اسنے ۲۲ محال پر حکومت کی ہے لیکن انکے نام معلوم
نہین ہین۔ ایک دفعہ ایک مرہٹہ باجی راؤ کا ملازم قائم خان کے ساتھہ نیزہ بازی مین برابری
کرنے کے واسطے شہر پونا سے آیا نواب نے ایٹی مین رہنے کو مکان دیا اور چھہ مہینے تک اسکی بڑی
خاطر اور مدارات کی اور اس عرصہ مین اوسنے مئو کے پٹھانون سے جو پونا مین نوکر تھے دریافت
کر بھیجا کہ یہہ شخص کس غرض سے آیا ہے اونھون نے جواب لکھا کہ جس ہنر مین تمکو مشاقی حاصل ہے
اوسمین یہہ شخص بھی مہارت رکھتا ہے باوجودیکہ محمود خان کی ممانعت کے اس ہنر آزمائی کیواسطے
ایک روز مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ سب پٹھان قبل طلوع آفتاب کے شکار پور مین تیار رہین شکار پور
شہر سے تین چار میل شمال مغرب مین ہے یہان گنگا کے کنارے ایک بڑا وسیع میدان ہے جہان فوج
کی قواعد ہوتی ہے۔ نواب اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مرہٹہ مذکور کو ساتھہ لیکر وہان گیا۔ دو پہر تک
دونون لڑتے رہے لیکن کسی نے کسی کو چھو نہ پایا حسب دستور قوم مرہٹہ کے بازو پر بہت گنڈے تھے
اوپر ایک رومال بندھا تھا۔ نواب نے اس بات کی کوشش کی کہ مین اس رومال کو نیزے کی نوک سے
اسکے بازو سے اوتار لون۔ نواب نے اسکو چھو تو کئی دفعہ لیا مگر چونکہ پسینے کے باعث سے گرہ نہایت

بندیل کی ہایل مین روہیلے بھاگے جات ہین

बुन्देल की दुहेल में रुहेला भगे जात हैं ॥

یعنی - بوندیلون کے حملون کے سامنے روہیلے بھاگے جاتے ہین - ایک بوندیلے نے اوسکو

ملامت کرکے کہا مجھکو یون لکھنا چاہیے تھا ۔

روہیل کی ہایل مین بندیلے بھاگے جات ہین

रुहेला की रुहेल में बुन्देला भगे जात हैं ॥

یعنی - روہیل کے حملے کے سامنے بوندیلے بھاگے جاتے ہین

نواب قائم خان

سنہ ۱۷۴۳ء اپنے باپ کی وفات کے بعد قائم خان بلا مزاحمت مسند نشین ہوا ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ ۱۷۲۱ء مین دلیر خان کے انتقام لینے مین مشغول رہا اور جب ۱۷۲۹ء مین اسکے پدر محمد خان کو مرہٹون نے گھیر لیا تھا اسنے اوسکو چھوڑانے کے واسطے فوج جمع کی محمد خان کی آخر عمر مین اسنے بطور اپنے والد کے نائب کے دہلی مین سکونت اختیار کی بہت سی حکایات اس قسم کی مشہور ہین کہ محمد شاہ بادشاہ دہلی اسکو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اسکو فرزند بہادر کا لقب عنایت کیا تھا مگر چونکہ وہ حکایات محض بے حقیقت ہین اونکے بیان کی ضرورت نہین وہ زبردست سنی تھا پنجوقت نماز ادا کرتا تھا اور جمعہ کا خیال رکھتا تھا اور ہر روز قرآن شریف کی ایک آیت لکھتا تھا اور کہتے ہین کہ وہ علم کا بڑا حامی تھا اور ہر قسم کے شکار کا بڑا شائق تھا اور بادشاہی شکارگاہ مین دہلی مین اسے شکار کھیلنے کی اجازت تھی وہ بہت اچھا شہسوار تھا

علاوہ کنیزوں کے نواب کی چار زوجہ میں۔ اول شاہ بیگم نواب کی پہلی بی بی کالے خان بنگش
کی بیٹی اور قاسم خان کی بھتیجی تھی (۲) بی بی جو ایک پٹھانی تھی (۳) خاص محل چلوہ
کی ایک ڈومنی تھی یہہ موضع چلوہ قریب قائم گنج کے ہے (۴) معتبر محل دہلی کی عورت تھی نواب
کو کوئی اولاد نہیں چھوڑ گیا سوائے نسل ان کے کوئی شخص اونکی مستورات کا زیور چھوٹے بڑے کا
اور نہ کوئی مرد اونکے کپڑے سیتے پاتا تھا اور نہ کوئی طبیب اونکی عورتوں کی نبض دیکھتا تھا
بیبیاں اٹھی کے قلعہ میں رہتی تھیں بہت سی جاگیریں اونہیں کے نام سے تھیں جب وہ
مرگئیں تو اونکی کچھ املاک تو ناصر جنگ کی بیگم کو بطور جہیز دی گئی اور کچھ نصرت جنگ ناصر جنگ
کے بیٹے کو ملی اور کچھ نواب حاکم الوقت کو ملی جب کبھی شاہ بیگم اپنی خوشدامن کی ملاقات کو مئو
سے فرخ آباد کو آتی تھی بازار بند ہوجایا کرتا تھا دوکاندار اس بازار بند ہونے کو ہڑتال یا ہاٹ
بازار کہتے ہیں یعنی ہاٹ یعنی بازار اوٹھالا جاتی تھی بیگم ایک چھپر بیل گاڑی پر سوار ہوتی تھی
چادریں سپید کی بنات کے پردے لٹکے ہوتے تھے بیگم وسط میں بیٹھتی تھی اوسکے ہر
گرداگرد کنارہ پر بیٹھتی تھیں ہر کرسی کے دونوں سرے بند ہے ہوتے تھے اور گاڑی سب
طرف سے بالکل بند ہوتی تھی ایک بوڑھی عورت ساتھ بیٹھتی تھی اور ایک بوڑھا گاڑی بان ہانکتا
تھا۔ راستے پر بیگم ایک بات بھی نہ بولتی تھی خواجہ سرا اگلے دونوں پر ہوشیار کرتے چلتے تھے بازار فقط
اس خیال سے مسدود ہوتی تھی کہ بیگم کے کان کوئی بیہودہ بات نہ پڑنے سکتے ہیں کہ نواب محمد خان
کے چار محبوب دوست تھے (۱) منگل خان موسی نگری موسی نگر کا رہنے والا تھا اور اوسوقت
دات کے علاقہ چوہان میں وہ قصبہ شامل تھا جو دریا جمنا پر واقع ہے (۲) معظم خان دریابادی

مقبوضہ ہوئی تھی اوس میں مدتکا انگریزی عملداری کی تقسیم کے بعد دوآب کا تمام پرگنہ گوہد
ر وہاں اپنے بیٹے سے پرانا ڈیرہ اٹھالیا۔ مرہٹہ کو بہت کچھ مخالفت غدر کے گرد و نواح سے قبول نکی کیونکہ وہ خود
اپنے ملک میں شریک تھا۔ اسکے بعد مرہٹہ رخصت ہو کر جالون دا امیر ہوا قائم خان کا کمر اٹھی کے
قلعہ میں تھا اور یہ اوسنے اپنے والد کی میں جانب تعمیر کرایا تھا یہ مکان جو جنوب ایک میل کی
اٹھی کی حد میں جنوب مشرق سمت واقع تھا یہ نواب کی آبادی حویلی ہے اسکے گرد خندق
اور کچی شہر پناہ مع برج بھی تھے جنکا نشان اب تک باقی ہے قلعے کے اندر اوسکے مکانات
سنہ ۱۸۵۷ع میں باعث بغاوت وقت کی نواب رئیس کے ضبط سرکار ہوگئے اور نیلام کر دیے
گئے تمام اٹھی کے ایک باغ مشہور کئے ہیں یہ شخص اوسوقت وہاں کا تحصیلدار تھا انہوں کی
اجازت سے انگریزی عمارت کی صورت کا ایک مکان بنوایا ہے اور قلعہ کی زمین پر میوہ دار درخت
لگائے ہیں۔ جاوری کی دروازہ کے باہر جو گھر لا باغ آم کا مشہور ہے قائم خان کا لگایا ہوا ہے اسمیں ایک
لاکھ درخت ہیں یہ باغ مشہور ہندوستان میں بھی ہے جیسا کہ ہوا پور جیسی و ننگ پور کلاں کے
وار ہے اور اسی طرح ایک [illegible] انکے زمین [illegible] برما [illegible] سے قبل ازینکے
کہ [illegible] دیکر کا [illegible] اونکا [illegible] کی تعمیر جوری کی گئی [illegible]
[illegible] کا [illegible] اب کی سالگرہ کے روز قلعہ خوب آراستہ کیا جاتا تھا دوری و بلند محل میں
اسکی بالائی چھت کے شامیانے منقش زربفت لگائے جاتے تھے بارہ ۱۲ ستون جو چاندی کے
اوسکے تو شہ خانہ میں تھیں زربفت کا پردہ تھا جو دروازہ پر لٹکایا جاتا تھا کسی کا گھوڑا یا گاڑی
بیا اٹھی قلعہ میں نہ آنے پاتا تھا سب آگے چھوڑے جاتے تھے جس قلعہ کے صدر دروازہ پر اوترنا پڑتا تھا

کے واسطے بھیجا یہہ شخص سگرہ تک پہونچا اور اپنی توپین سر کین - علی محمد خان نے نکلکر اسکو ایسی شکست
دی کہ فوج شاہی دلی کو بھاگ گئی - محمد شاہ کو نہایت طیش آیا اور تھوڑے عرصے کے بعد اسنے
دوسری فوج طیار کی اور اوسپر خواجہ اہلی صاحب کو سردار کیا اسنے بھی سگرہ پر توپین سر کین اور
شل ہر سند کے بعد تلف ہونے بیشمار فوج شاہی کے یہہ بھی بھاگتا نظر آیا تیسری دفعہ محمد شاہ نے اپنی
کل فوج قمر الدین وزیر کے ماتحت روانہ کی - قمر الدین چونکہ جنگ آزمودہ آدمی تھا اسنے اپنے دل
مین خیال کیا کہ اگر مین بھی مقابلہ کیواسطے جاؤنگا تو میرا بھی یہی انجام ہوگا کیونکہ یہہ فوج دو شکست
کھا چکی ہے اب دو حال سے خالی نہین ہے یا تو بھاگونگا یا میدان مین جان دونگا اور دونون
صورت مین وزارت کا زیان ہے کیونکہ ہارا وزیر ہمیشہ برطرف ہو جایا کرتا تھا لہذا اسنے بادشاہ کو ترغیب
دی کہ خود بدولت بنفس نفیس سگرہ پر حملہ کرین - قائم خان معہ اپنی فوج کے بادشاہ کا شریک ہوا
یہہ واقعہ ۱۱۵۵ ہجری مطابق جنوری ۱۷۴۲ء لغایت ۱۷۴۳ء مین واقعہ ہوا تین منزل تک فوج
نے ایک ہی ندی کے کنارے کوچ کیا اور اوسکا پانی پیا اوس ندی کا نام بادشاہ نے یادگار
رکھا یہہ ندی اوسیت کے نیچے بہتی ہے بالآخر فوج سگرہ مین پہونچی اور اوسکے محاصرہ کیواسطے
آگے بڑھی مرزا حکیم عبد المنصور خان صفدر جنگ ہراول پر حکم تھا ایک رات پٹھانون نے
شبخون مارا اور صفدر جنگ کے مورچہ پر آن پڑے اور بہتون کو تہ تیغ کیا پر روہیلے سگرہ کو شکست
پہونچ گئے انکے قلعہ کے گرد اسقدر گنجان بانس اُگے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکے
پار د جا سکتا تھا - چند روز تک گولا باری جاری رہی آخر الامر روہیلون نے علی محمد خان کو
صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہیے کیونکہ جو اپنے سلطان سے جنگ کرتا ہے اوسپر اوسکی عورت

(۳) خضر خان (۴) شجاعت خان علزئی قادر گنج والا محمد خان نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ ہمیشہ ان چارون کو اپنا بڑا خیرخواہ تصور کرنا۔ اگر کہین جنگ پیش آوے تو شجاعت سے صلاح لینا کیونکہ وہ بچپن سے لڑائی مین رہا ہے اگر فوج مجتمع کرنا ہو تو شجاعت خان سے مشورہ لینا یہہ شخص افغانستان مین سردار تھا۔ اگر محصول تحصیل کرنا ہو تو خضر خان سے کام لینا۔ اگر دربار شاہی مین عہد و پیمان کے واسطے کسی کو بھیجنا درکار ہو تو معظم خان کو بھیجنا کیونکہ اوسکو وہان بڑا تجربہ حاصل ہے۔ یہہ چارون جنگ مقام دوری مین قتل ہوئے ہی لڑائی مین قائم خان بھی مارا گیا ان وصیتون پر ذرہ بھی توجہ نہین کی گئی۔ نواب نے اپنے متبنیٰ محمود خان آفریدی کے اختیار مین کر دیا محمود خان مٹھی کا رہنے والا تھا۔ نواب نے اوسکو اپنا بخشی مقرر کیا تھا اسکے برادر رشتہ دار یوسف خان معظم خان و عظیم خان و سعادت خان و دیگر ان چند ہزار آفریدی پر حکمران تھے اور ریاست مین انکی بڑی قوی جماعت تھی فوج مین محمود خان کا نقارہ بجتا تھا اور اوسکو ایک وسیع املاک پر بڑا اختیار حاصل تھا جس سے بہت سی آمدنی وصول ہوتی تھی اوسکے فقط ایک لڑکا شادی خان نام تھا جسکو شادی سے چار تھے روز گھوڑے نے گرا دیا اور پیر رکاب مین لگا رہا اور گھسیٹ کر مار ڈالا۔ فی الحال محمود خان کے دربار کی محراب ٹوٹی پھوٹی مٹھی مین باقی ہین اب انکا نام و نشان بھی نہین ہے اوسکا خاندان بالکل کالعدم ہو گیا۔

معاملات روہیلکھنڈ

غرضکہ روہیلکھنڈ رفتہ رفتہ علی محمد خان روہیلہ کے قبضہ مین آگیا اور خان مذکور نے باج شاہی دینا بند کر دیا۔ ایک دفعہ محمد شاہ نے اپنے دیوان ہرنند کو معہ فوج علی محمد خان سے ملک واپس لینے کے

قمر الدین خان سے کہ وہ احمد شاہ سے ساتھ بات کرنے مین مارا گیا تھا صفدر جنگ منصب وزارت پر
سرفراز کیا گیا صفدر جنگ نواب قائم خان کا دشمن جانی تھا اوسنے ایک فرمان طلب قائم خان کے
جاری کروایا قائم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین
رکھتا ہے کیونکہ وہ اوسکے خاندان کا دشمن جانی ہے اس جواب سے بادشاہ و وزیر دونون سخت
ناراض ہوئے وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اسکا انتقام کیونکر لینا چاہیے چنانچہ
ایک فرمان بنام قائم خان اس مضمون کا طیار ہوا کہ ایک بڑا کار اہم تمھارے ذمہ کیا گیا ہے
یعنی بہت سے محال جو دہلی و مراد آباد کے جو بادشاہ خلد مکان کے زمانہ مین امداد سے حاصل ہوئے
تھے انپر باغی گروہ عبداللہ خان ولد علی محمد خان روہیلے نے قبضہ کر لیا ہے اور اوسی وقت
صفدر جنگ نے روہیلون کو واسطے مقابلہ کے اشارہ کیا اور یہہ امر کتاب بیان الواقعہ سے تصدیق
ہوتا ہے۔ لہذا یہہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ جا کر اوسپر قبضہ کرلو یہہ
فرمان بدست شیر جنگ ولد سعادت خان بہادر کلان برہان الملک سعادت خان مرحوم رشتہ دار
وزیر کے روانہ کیا گیا چہارم شوال ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۱۷۴۸ع نواب مذکور فرخ آباد کے
قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر ٹھہرا اس نواب بہادر کی خبر آمد سنکر نواب قائم خان نے
حکم دیا کہ گلال باڑی جو کہ اوسکے قریب لگائی جاوے اسکے بعد وہ بڑے تزک و احتشام سے ہمراہ
امراے خیل نشین کے وہان پہنچا فرمان اوسکو پڑھکر سنایا گیا۔ نواب آداب بجا لایا اور خلعت
سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان نقارے بجتے ہوئے قلعہ کو واپس آیا بیان شفقا و مہاجن
وعہدہ داران نے اگر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی اسوقت تمام خاص ہمراہ بغرض

حرام ہو جاتی ہے چنانچہ علی محمد خان بذریعہ صفدر جنگ حضور سلطانی میں حاضر ہوا اور وزیر
کے دیوان نول رائے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا۔ قائم خان کی افواج صفدر
جنگ کے داہنے ہاتھ کی طرف تھی۔ ایک روز علی محمد خان ہمراہی بارہ ہزار افغانان زرہ پوش
صفدر جنگ کے پاس جاتا تھا جب اسکی نظر قائم خان کے خیمہ پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ کسکا ہے جواب ملا
کہ قائم خان کا تب اسکے خاص خاص سرداروں نے کہا کہ [illegible] معاملہ صلح کا اعتبار ایک عمل
اور وزیر کے دیوان یعنی نول رائے پر رکھا جاوے یہاں تمہارا [illegible] موجود ہے اس سے
سفارش کیواسطے درخواست کیجیے علی محمد خان نے اس بات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس
گیا قائم خان اس سے نہایت تپاک سے ملا جب صفدر جنگ نے جو منتظر تھا یہ مضمون سنا نہایت
برہم ہوا اور تمام عمر قائم خان سے بغض رکھا قائم خان نے علی محمد خان کے ہاتھ رومال سے باندھکر
بادشاہ کے حضور میں لیگیا چنانچہ اسکی نذر بدرجۂ قبولیت کو پہونچی بادشاہ نے اسکی خطا معاف کی اور
خلعت سرفرازی عنایت کیا اور صوبہ سرہند میں بھیجا یہ صوبہ جمنا کے مغرب کی طرف
واقع ہے اسکے بعد بادشاہ معہ امرا و ارکین دلی کو واپس آیا ۱۷۴۸ء میں جبکہ محمد شاہ نے وفات پائی علی محمد
سرہند سے ملک کو واپس آیا اور تھوڑے عرصہ بعد تیسری شوال ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۴ ستمبر ۱۷۴۸ء میں
رحلت کی اور تین بیٹے عبداللہ خان فیض اللہ خان سعد اللہ خان نام چھوڑ گیا

جلوس احمد شاہ بادشاہ

محمد شاہ نے دوران ۱۱۶۱ ہجری میں وفات پائی اور بتاریخ دہم جمادی الاول ۱۱۶۱ ہجری مطابق
۱۹ اپریل ۱۷۴۸ء کو بیٹا احمد شاہ کا تخت نشین ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بجائے اعتماد الدولہ

لگالگا اسی عرصہ مین احکام بطلب فوج تنخواہ داران جاری ہوئے اور اطراف کے زمیندار ان بلائے
گئے گلاب سنگہ زور ہ والا ور راجہ ھندو سنگ چھیٹری والا ور راجہ شیو راج سنگہ کے نام حکم بھیجے گئے اور
وہ انکے معہ تین ہزار سوار کے قائم خان کے شریک ہوئے کچھہ سرداران مرہٹہ بھی کہ کالپی کے ناظم تھے
فرخ آباد بلائے گئے اور جعفر خان ناظم پرگنہ اکبرپور اونکے پاس بھیجا گیا اور شیخ فرحت اللہ
لکھنوی وجہ یکہ سعادت خان و صفدر جنگ سے عداوت رکھتا تھا اگر شریک ہوا فقط
روہیلے جنگ کی صورت دیکھہ کر فکر مند ہوئے اور اس بلا کو ٹالنے کیواسطے انھون نے ایک عرضداشت
بجانب نواب علی محمد تیار کی ۔ بدست سید معصوم روانہ کی ۔ اوسکا مضمون یہہ تھا ۔ کہ جب ان یتیم
کے والد نے قضا کی تب بجز خدا کے اور تمہاری ذات کے اونکو کسی پر بھروسا نہ تھا ۔ اگر تمھاری
غرض ملک چھین لینے کا ہے خیال یہ ہی ہی شجاعت خان و شمشیر خان و خان بہادر کو یہان بھیجدو
ہم سب اونکے ساتھہ حاضر ہو جاوینگے ۔ بعوض اپنے والد کے ملک کے ہم بزور شمشیر مشرق مین
کچھہ ملک صفدر جنگ کا فتح کر لینگے ۔ جب سید نواب کے روبرو حاضر ہوا اوسنے سعد اللہ خان
کی پگڑی نواب کے قدمون پر ڈالدی اور قرآن شریف ہاتھہ مین اوٹھایا اور اسی طرح سے
نواب سے متکلم ہوا ۔ اے قوم افغان کے سردار بواسطہ اس کلام مجید کے اس فقیر بیچارہ کی
معروض قبول فرما کر اور اس چار روز کے مالک کی عاجزی گریبی پر لحاظ کرکے اس قوم پر ترحم کر اور
غریب بے یار و مددگار معصومون کے خون سے درگذر و خدا تعالی نے تمکو اپنے کلانبیا و لیاء کے
وسطے صلح پسندیدہ ہے ۔ سید کی عرض سنکر نواب بخشی محمود خان کی جانب مخاطب ہوا اور اس
کی مصلحت کا اونکی رائے پر محول کیا ۔ اس شخص کے دل مین سوا شرارت رسانی اور فساد کے دوسری بات

مشورہ طلب ہوئے سر گروہ ان مین بخشی محمود خان خان بہادر و شیر خان و قیم خان و اسلام خان

و کمال خان و سردار خان چیلون نے عرض کی کہ روہیلے آپ کے بدخواہ نہین ہین اگر کوئی شخص انکے

پاس اوس طرف گنگا کے بھیجا جاویگا تو عجب نہین ہے کہ سعد اللہ خان آپ کے پاس حاضر ہو جاویگا

منظور ہی اس غرض کے معظم خان برادر محمود خان معہ چند ہمراہیان بجانب آنولا روانہ کیا گیا اور تین

خلعت علی محمد خان مرحوم کے تینون بیٹون کیواسطے اوسکے ہمراہ کیے گئے کہ جاکر اونکو عطا کرے

اور حسب دستور کل جائداد منقولہ مملوکہ علی محمد خان بنام بادشاہ ضبط کرلیوے اگر ہمین کوئی عذر اس

واقع ہوگا تو نواب محمد خان بذات خاص حملہ کرنے کو روانہ ہوگا لیکن حکایت کرتے ہین کہ

قبل پہونچنے معظم خان کے ہر سہ پسران علی محمد خان کو وزیر کی طرف سے خلعت سرفرازی پہونچگیا

خیر کیسا ہی ہوا ہو معظم خان کی سفارت محض ناکام رہی اور وہ بروز دیگر بجانب فرخ آباد

روانہ ہوا - جب معظم خان نے اپنی ناکامی کی اطلاع دی تو محمود خان نے کہا کہ خلعت کا

واپس آنا سخت اہانت کی بات ہے اور یہہ اہانت اس صورت سے مٹ سکتی ہے کہ فی الفور

آنولہ کی طرف کوچ کیا جاوے بہت عرصہ تک شجاعت خان غلزئی و چیلون سے مشورہ

رہا شجاعت خان نے اب تک وہی صلاح دی کہ میدان جنگ سے کنارہ کش رہنا چاہیے

مگر محمود خان کہ املاک و غنیمت کا تشنہ تھا کہنے لگا کہ شجاعت خان فریق ثانی کی طرفداری

کرتا ہے محض اس سبب سے کہ اسنے علی محمد خان کے ساتھہ بگڑی بدلی تھی اس توہین سے

طیش مین آکر شجاعت خان نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین جھنڈا اٹھا کے سب سے آگے

ہوتا ہون اوسی وقت خزانہ کے صندوق کھولے گئے جھنڈا کھڑا کیا گیا اور توپ خانہ بارود

اوتر کر ضلع بدایون مین پہونچی شمشیر خان بہادر آگے روانہ کیے گئے۔ اور اوسیت اور دوسرے
موضعون کی راہ کاٹ کر نواب کی لشکرگاہ ندی کے کنارے تیار کی۔ اور کچھہ فوج تیر و کمان سے
اور بندوق سے مسلح نواب قائم خان کی فوج سے لڑنے کو جایا کرتی تھی نواب قائم خان کے لشکر
ملا شاہ حضرت ملک المومنین آگیا یعنی ان افغانون مین خوف و ہراس نے اس قدر غلبہ کیا کہ دن رات
فتح کیواسطے خدا سے دعا کیا کرتے تھے۔ اور ۱۱۔ ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۲۔ نومبر ۱۷۴۸ع کو تمام
شب سب لوگ مصلا پر بیٹھے دعا کرتے رہے اور میان روہیلون نے راہ فرار کی مسدود دیکھکر اپنے
خیمہ کے گرد دوری رسولپور کے قریب جو بدایون سے چار میل جنوب مشرق مین ہے خندق کھودنی
شروع کی۔ ۱۲۔ ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۳۔ نومبر ۱۷۴۸ع بروز دوشنبہ علی الصباح قائم خان نے
حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہنکر معہ اپنے چندہ بھائیون و خاص خاص سرداران و رشتہ داران و
بخشی محمود خان کے بھائی بندون مثل معظم خان و اعظم خان و یوسف خان و سعادت خان و صلابت خان
و احمد خان و شیر راجہ رای جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پہ سوار ہوئے چنانچہ شمشیر خان و مقیم خان و اسلام خان
و جعفر خان و رستم خان و کمال خان و خان بہادر خان پیش لشکر کے ساتھہ روانہ کیے گئے اور یہہ لوگ
ابھی تمام اوس باغ مین جہان روہیلے معہ سرداران حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتح خان
کے مقیم تھے جا پہنچے شمشیر خان نے باغ جنوبی گوشہ کیطرف حملہ کیا اور وہان کی سپاہ کو تہ تیغ کی
تو مین چھپین لیکن روہیلے درختون پر چڑھے ہوئے چھپے بیٹھے تھے اور کسیکو نظر نہ آتے تھے اوپر
سے گولی و تیر برسانے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہہ تیر و گولی آسمان سے برستے ہین گولیان
بہادر خان کی زرہ مین لگین اور ایک تیر شمشیر خان کی پیشانی سے چھلتا ہوا نکل گیا اور ہیبت سے

تو بھی سید سے کہنے لگا کہ تم سید ہو پیرزادہ ہو تمکو معاملات دنیوی کا حال کیا معلوم ہے تم کیون اس
قسم کے کامون مین ہاتھ لگاتے ہو جب چند سوال وجواب اسی قسم کے ہوئے تو سید کو معلوم ہوا
کہ یہان کچھ امید صلح واشتی کی نہین کئی دفعہ اوسنے کہا کہ تکبر خدا اور رسول کے نزدیک بہت
ناپسندیدہ ہی اور مغرور مغرور مقہور الٰہی ہوتے ہین اگر خدا اور رسول کو نہین مانتے تو مغرور وتکبر کوئی
نہ کوئی آفت پڑیگی اسکے بعد وہ آنولہ کو واپس گیا اور روہیلون سے کہا کہ تم جنگ کی تیاری کرو
فی الفور روہیلون نے قریب پچیس ہزار آدمی سلحہ جمع کرکے دونی رہلپور کے باقات مین خیمہ زن
ہوئے یہہ مقام بدایون سے بہت قریب ہی روہیلے شب وروز درگاہ حافظ حقیقی مین اپنی حفظ
کے واسطے دست بدعا رہتے تھے قائم خان اور محمود خان بخشی نے ابارادہ بڑھنے کا کیا اسکے
ساتھ پچاس ہزار سوار وپیادہ تھے جنکو سرکار فرخ آباد سے تنخواہ ملتی تھی علاوہ اسکے فوج دو سو بڑی
اور سرداران بنگش اور سب کے پاس ہاتھی تھے اور سب طرح کا سامان جنگ اونکے پاس موجود تھا
اونکے بعد دیگرے سب لوگ سامان جنگ مین زیادہ کوشش کرتے جاتے تھے بخشی محمود خان سے
نواب احمد خان وقائم خان مین رنجش ڈالدی تھی اس باعث سے وہ تھوڑے عرصے دہلی
مین سکونت رکھتا تھا اس جنگ کا حال سنکر وہ بھی آکر اپنے بھائی کا شریک ہوا علاوہ وعادہ کی توپون و
رہکلا اور زنبورک دو سو بڑی بڑی توپین تھین جو ہاتھیون پر رہتی تھین کشتی ہوئی تھین جنکا لنگر زر
اسکے پاس ہوتی ہین اور بارود اور گولی بافراط تھی دوسری ذی الحجہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۱۲
نومبر ۱۷۴۸ء کو فوج آگے بڑھی اور منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے دریائے گنگا کے کنارے قادر گنج
مین پہنچی یہہ مقام فرخ آباد سے تینتالیس میل شمال ومغرب مین ہے اور یہان کشتیون کے پل سے

اور [illegible] یہی کسی باعث سے سواتے سردار قتل ہوئے بیان اسکا حسب ذیل ہی منگل خان
موسی زئی نے نواب قایم خان سے مشورتاً یہہ کہہ کہا تھا کہ تاوقتیکہ جنگ کا تصفیہ نہو جاوے ہرگز
آگے قدم نہ بڑھانا مگر نواب نے اوسکی نصیحت کو محض لغو تصور کیا دونون فوجون کے درمیان
بڑا طول و عرض خندق تھا جیسے قلعہ کی خندق ہوتی ہے اس خندق کے کنارے جسکی ہندی
زبان مین بیہڑ کہتے ہین اوس کھیت کی زمین مین کنارہ تک کھیت باجرہ کا تھا تین ہزار روہیلے
ایک طرف اور پانچہزار دوسری طرف بندوقین بھری ہوئے طیار بیٹھے تھے قایم خان نے
خود سے روہیلون پر حملہ کیا روہیلے بیہڑ کیطرف بھاگے اور قایم خان اونکے تعاقب پر ہمراہی ۱۲ ہزار
جوان کار آزمودہ و اکثر سرداران فیل سوار کے اوس بیہڑ کے اندر گھس پڑا اور چونکہ یہہ لوگ
پیادہ تھے لہذا بآسانی اوپر چڑھکر بھاگ گئے قایم خان اس خندق مین نصف تک بھی نہ جانے پایا تھا
کہ جو روہیلے کمینگاہ مین تھے سب اوٹھکر دفعتاً کنارے پہ آگئے اور آٹھون ہزار نے ایکدفعہ
باڑھ ماری ایسے نازک وقت مین راجہ ہندو سنگہ و گنگا سنگہ و کسل سنگہ جو قایم خان کی داہنی جانب
تھے مونہہ پھیر کر بھاگ گئے اور کالپی کے مرہٹون نے بھی انکی دیکھا دیکھی ویسا ہی کیا یہہ حالت دیکھکر
حافظ رحمت خان و دوندیخان و فتح خان باغ سے نکلے و ملا سردار خان سے متفق ہوکر قایم خان کے
آن پڑے نواب کے ہمراہی جو ہنوز تھوڑے تھے اوسکے ہاتھی کے گرد جمع ہوگئے دشمن برابر باڑھین مارتے رہے
لیکن دست بدست لڑائی کا ارادہ نہین کیا جب نواب کے گرد بہت سے سپاہی مارے گئے تب
روہیلون نے اوسکے ہاتھی کو گھیر لیا اور اوسپر گولیان چلانے لگے شیخ رحمت اللہ لکھنوی جو داہنے
بازو پر تھا اپنا ہاتھی قریب لایا مگر فی الفور مارا گیا تھوڑی دیر بعد قریب ڈیڑہ گھنٹہ دن چڑھے
نواب قایم خان کی پیشانی مین ایک گولی لگی اور خود اسرد ہوگیا دلاور خان ترکشی جو نواب کے

مارے گئے بعد ازان قائم خان و دیگر سرداران حملہ کی غرض کو پہنچے پہلے محمود خان گھوڑے اور تیر
شمشیر بدست ہو کر بہت سے روہیلون کو قتل کیا اوسوقت جنوبی گوشہ کی طرف سے معظم خان بلوچ
محمود خان اور منور خان و نامدار خان برادر عزت خان ہمراہ اسد خان کی طرف بڑھے اور سعد اللہ خان
اس باغ کے شمالی گوشہ کی طرف تھا یہ لوگ بڑھتے ہوئے سعد اللہ خان تک پہنچ گئے منور خان کے ہاتھ
مین ایک گرز تھا اوسنے اوٹھا کر چاہا کہ سعد اللہ خان پر مارے مگر معظم خان چلایا کہ ان لوگون کو زندہ
گرفتار کر لو اور اوسیوقت لپک کر ہاتھ بڑھا کر لیگیا کہ اپنی چادر کا پھندا بنا کر سعد اللہ خان پر ڈالے مگر سعد اللہ خان
اپنے ہودے مین جھک گیا اور پھندے سے خلاصی پائی بخشی ملا سردار خان کا ہودہ باغ کے جنوب مین تھا
چنانچہ ملا سردار خان معہ چند سوارون و پیدون و تھپون کے اپنے ہودے سے جھپٹا اور تمام جنگی ہاتھیون کو
یکبارگی گھیر لیا انکے ہاتھیون کے بھی گولیان لگین معظم خان و عظیم خان ہمراہ بیجا خان و جلال خان
و دیگر آفریدی سردار مارے گئے بیچ پہلک محمود خان بخشی اپنا ہاتھی آگے بڑھا لایا مگر وہ بھی ہودے کے
بیچ گولی سے مارا گیا تب نواب قائم خان نے اپنے بھائی عبد النبی خان کو اونکی کمک پر بھیجا کر
مارا عبد النبی خان و شاہ اسد علی ایک ہاتھی پر سوار تھے عبد النبی کو مار گرایا اور شاہ اسد علی کی ہاتھ مین بھی ایک
اور تیر کا زخم لگا نواب قائم خان کے حکم سے نواب محمد خان کے بیٹے ایکے بعد دیگرے پہنچنے لگے اور
قتل ہوئے عبد النبی خان معہ بدھو خان و بہادر خان و مرید خان کے قتل ہوئے اور امام خان و لعل خان
و محمد عظیم خان مجروح ہوئے۔ الحاصل پٹھانون نے بہادری مین کوتاہی نہین کی لیکن جو کچھ مقدر
ہو چکا ہے اوسمین کسیکو اختیار نہین ہے فتح و شکست خدا کے ہاتھ ہے تین کتابون سے معلوم ہوتا ہے
کہ نواب ممدوح اتفاقیہ کسی گولی سے عین لڑائی مین مارا گیا مگر دوسرون نے اس بیان کو نہین لکھا ہے

ول وار اوالا اور ہاتھیون پر دریا پار ہوئے۔ اور پیادہ کپڑے اوتار اوتار کر دریا پیر گئے

جب سب شہر مین شاہراہ چھوڑ کر گلیون سے آئے اور اپنے اپنے گھرون مین چھپ رہے

جب شہر مین یہہ شور ہوا کہ نواب قائم خان مارا گیا اور اوسکی فوج نے شکست کھائی گلی کوچہ

مین آہ و واویلا مچا گھر گھر ماتم سرا ہو گیا۔ اس حادثہ سے کوئی متنفس خالی نہ تھا بہتیرے زخمی

و اسیر ہوئے اور ہزارون کی لاش میدان مین پڑی تھین جو پہچانی گئین اونکی لاش اونکے

وارثون نے لیجا کر دفن کین۔ نواب مقتول کی لاش کو نفیس پوشاک پہنا کر فرخ آباد کو میدان

جنگ سے روانہ کیا فاتحہ پڑہتے اور ماتم کرنے والے لاش کے ساتھہ ساتھہ تھے۔ لڑائی سے

تیسرے روز تین لاشین بے سر بی بی صاحبہ کے روبرو دی گئین۔ نواب قائم خان کی لاش

اسطرح سے شناخت کی گئی کہ اونکے پاؤن پر ایک ورم تھا۔ بی بی صاحبہ بعد نوحہ وزاری کے

اپنے بیٹے کی لاش حیات باغ کو لگئین اور وہان اونھین کپڑون مین لپیٹ کر جو مرتے وقت اوسکے

بدن پر تھے اوسکے پدر مرحوم کے پہلو مین دفن کیا۔

قائم خان کے وفات کی تاریخ ذیل کے الفاظ سے نکلتی ہے

قائم بہشت شد	گنجشک بباز کرد شکار	پاک بعد شہید قائم خان
۱۱۶۳ھ	۱۱۶۳ھ	۱۱۶۳ ہجری

بعد فتح کے روہیلے یہہ سمجھے کہ گویا ہم از سر نو زندہ ہوئے اور اونھون سنے ہزار ہا ہزار شکر بدرگاہ

مجیب الدعوات ادا کیے اور طبل فتحمندی بجاتے ہوئے اپنی دارالریاست آنولہ کو پہونچے اور سپاہ فرخ آباد

کے پرگنہ جات کو جو دریائے گنگ کے اوتر جانب واقع ہے تعینات کی گئی اوس زمانہ مین ایمن و سل

پاس بیٹھا تھا اوسکو اپنی گود مین لیا اور اپنے رومال سے خون پونچھنے لگا بہت کچھ کوشش کی تھی
کہ نواب کی لاش اوٹھا لیجاوین مگر روہیلون نے آکر اوسکا سر کاٹ لیا۔ جو لوگ اس لڑائی مین مارے گئے
اونکے نام یہہ ہین بنگشخان موسی نگری و عظیم خان و بابا وی و خضر خان بنی و خان بہادر خان اجبرا
ور رستم خان و کمال خان چیلے و روشن امام و الدیان قتل امام خان بہادر گنج مین قتل ہوا عوام مین
مشہور ہے کہ اوسکا ہاتھی اوسکی لاش کو میدان جنگ سے لیکر چلا آیا تھا۔ اس جنگ مین شجاعتخان علی ولی
محض اس وجہ سے آیا تھا کہ وہ نواب کا ملازم تھا ورنہ یہہ لڑائی بالکل اوسکی مرضی کے خلاف تھی تنہا
ایک جانب کھڑا تھا جب اوسنے یہہ سنا کہ قائم خان مارا گیا رویا اور کہنے لگا کہ ایسا سردار مارا جاوے
اور مین سلامت جاون بی بی صاحبہ کو کیا موتھہ دکھاونگا یہہ مجھسے نہو سکیگا۔ وہ دشمن کے لشکر کے
روبرو اپنے تئین حوالہ کر دینے کی غرض سے گیا جب وہ حافظ رحمت خان کے قریب گیا اوسکے
لوگون نے کہا تمھارے موتھہ مین خاک پڑے۔ مگر حافظ رحمتخان نے کہ ہاتھی پر بیٹھا تھا اوس سے کہنے لگا
تم اوترو پالکی منگواتا ہون مگر پٹھان مانسکے جو قریب تھے زبان پشتو مین کہنے لگا عقلاً مجھکو مارکر اوسکے
بچے کو زندہ نہین چھوڑا کرتے ہین۔ اس اثنا مین ایک روہیلے نے ایک جانب سے آکر شجاعتخان
کے سینہ مین گولی لگائی اور وہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا۔
جب نواب قائم خان مارا گیا تو باقی ماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ و خراب وہان سے بھاگ گئے
مفرورین کی تفصیل یہہ ہے نواب احمد خان زخمی شدہ اور اوسکا پسر محمود خان و حسین علی خان و
اسمعیل خان و امام خان و کریم داد خان یہہ سب قائم خان کے بھائی تھے اور شمشیر خان و رستم خان و
اسلام خان چیلے تھے جب وہ بھاگے کسی نے اونکا تعاقب نہین کیا اور نہ کوئی اونکا سد راہ ہوا لیکن وہ
سب کے سب منتشر و پراگندہ تھے اور دوسرا دوسرے کے زمینداروں نے اونکو بہت تنگ کیا۔ غرضکہ
دریای گنگا کے کنارے یہہ سب مجتمع ہوئے پہلے کشتیون کا پل باندھا گیا مگر نواب احمد خان نے اس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ نوابان بنگش شہر فرخ آباد

من ابتدائے سنہ ۱۷۱۳ لغایت سنہ ۱۸۵۷ء

مولفہ ولیم آروین سی ایس کلکٹر ممالک مغربی و شمالی

حصہ دوم

احوال مسندنشینی و ریاست امام خان

قایم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد بی بی صاحبہ نے اپنے شوہر کے سب بیٹون کو طلب کیا اوسکی آرزو سے دلی یہہ تھی کہ امام خان جانشین ہو مگر ازراہ تدبیر اوسکو مخفی رکھکر اوس نے احمد خان کی جانب اشارہ کیا کہ تم سرداری اختیار کرو احمد خان نے بفراست اوسکی منشا باطنی مطلع ہو کر صاف انکار کر دیا اور ہر ایک بیٹے نے نوبت بہ نوبت ایسا ہی جواب دیا الآخر امام خان [illegible] مسندنشین ہوا مگر احمد خان کو اس مسندنشینی سے کچھ اختیار حاصل نہ تھا اگرچہ امام کو تو حاضر ہوئے لیکن کسی نے نذر نہ دی چھینے گذرگئے کہ خراج کی ایک کوڑی بھی اسکو وصول نہ ہوئی چونکہ کہین سے کوئی آمدنی نہ تھی کہ وہ اظہار وجود اپنے اس مرتبہ کا کرتا لہذا لوگون نے بعد چندے آنا بھی ترک کر دیا۔ جب قایم خان کی شکست و موت کی خبر دلی میں پہنچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا اور کف افسوس ملنے لگے سوائے عبدالمنصور خان صفدر جنگ

محال تھے یعنی بدایون و شیت جلال آباد و مہرآباد و اونہا و منیالی کھاکٹ مودملیا وسہ دیگر وغیرہ کے نام شاید امرت پور اسلام گنج و پرم نگر و شاید ایک اور نمبر ۱ ہسوان ہو رو پہلے کھاکٹ ہوتک بڑھ آئے یہ جگہ فرخ آباد کے قریب واقع ہے اور ایسی جگہ براد کی ادل بدل روک دی گئی ۔ ایک چیلہ یہان کا عامل تھا اسنے اپنی خوب بندوبست سرکشوں اور شریروں کو مار لیا جب اسنے پرگنہ کو چھوڑا تو روہیلوں نے خیال کیا کہ ہمکو ایسے کلین محالوں مین جھگڑے سے کیا فائدہ ہے لہذا سب کے سب واپس ہوئے گنگا کے پار کے کچھ پرگنہ جات جن کے واسطے فرخ آباد کے نواب کے حکم سے نکل گئے صرف امرت پور وکھاکٹ خود بدم نگر اس گمنام چیلہ کی شجاعت سے باقی رہے تھا

جلد اول تمام ہوئی

شمال [illegible] سرو چھاؤنی [illegible]
[illegible] اسباب کے خشک کرنے میں

پٹھان افغان معہ فوج تعدادی ۲۹ ہزار
کوچ کیا اور فی المنصور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ میر محمد صالح و راجہ برجی پت پیش لشکر پر معین
تھے۔ قلب لشکر خود نول رائے کے زیر حکم تھا۔ میسرہ نواب بقاء اللہ کے تحت میں۔ اور میمنہ
رام نراین کے حکم میں تھی۔ کل لشکر میں چھپن ہزار نوسوار تھے اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر
کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھ کوس کے میدان میں استادہ تھے بلکہ جہاں نظر جاتی تھی خیمے
ہی دکھلائی دیتے تھے غرض کہ عہد و پیمان باہم شروع ہوئے اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئے
۲۳ محرم مطابق ۲۲ دسمبر [illegible] کو نول را [illegible] کہ عہد نجا اسوقت یہہ مشہور ہوا کہ نواب
وزیر کا گنج کو پہنچ گیا ہوا اور فرخ آباد کو محاصرہ
کے حالات [illegible] ہوتے ہیں اگرچہ قائم
شدہ موجود تھے مگر ابتدا میں کوئی طیاری نہ
آدمی فراہم ہونے اور کالی ندی کے کنارہ
تعین کئے گئے تاکہ نول رائے کو [illegible]
مقرر ہو کر دوسری سمت بھیجا گیا اور ان کو یہہ حکم تھا کہ خان بہادر خان مرحوم کی جاگیر [illegible]
[illegible] داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلام خان۔ اور دوسرے [illegible] و [illegible]
[illegible] تھے اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالیٰ میں دست بدعا تھے
[illegible] بد اندیش وزیر کی صلاح پر عمل کرکے ہمارا قصد کرے خود
[illegible] جنگ کا [illegible] ہمارے خاندان سے چھین لیوے ازراہ پیش بینی بطور تقدم
[illegible] تحریر [illegible] کی عبد المنصور صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار
[illegible] کی کہ [illegible] قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ میں مارا جاتا تھا

لکھنؤ والوں خبر سے نہایت شاد ہوا اور خوب [illegible] بات [illegible] ہو آیا اسوقت آصف
بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بنفس نفیس فرخ آباد کی طرف نہضت فرماے تاکہ
تمام سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نہ رہے اور سب مطیع ہو جاویں۔ اور اگر کوئی بندگی
سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اسکا وہی انجام ہو جو قائم خان کا ہوا وہ
سب بھگا دیے جاوینگے اور ان کی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجاویگی۔ بادشاہ چونکہ وزیر کا
بندہ ہو رہا تھا جو تدابیر اسنے پیش کیں سب بے تامل راضی ہوگیا اور آخر ذی الحجہ ۱۱۶۳ ہجری
مطابق نومبر ۱۷۵۰ء احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل پہونچا اور صفدر جنگ شاہ کو اوسی
مقام پر چھوڑکر خود تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھا یہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں فرخ آباد
سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی
مغل تھے اور یہ سب اوسکے قرابت داروں مرزا نصیر الدین و نواب منیر جنگ خان و نواب
محمد خان وغیرہم کے زیر حکم تھے۔ باوجود اس کے وزیر نے راجہ نول راے کو یہ حکم بھیجا
[illegible] فی الفور آکر میرے شریک ہو یہ نول راے وزیر کا دیوان اور نائب تھا اور سکسینہ کایستھ
چکوا خاندان سے تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانونگو تھا اپنی خوش لیاقتی سے صوبہ اودھ
و الہ آباد کا نائب صوبہ ہوگیا تھا اول اول یہ [illegible] عبداللہ خان و حسین علی کی دیوانی
کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ [illegible] میں ہوئی تھی نول راے نے سرکار لکھنؤ کو چھوڑا
فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۶۴ء مطابق [illegible] کو یہ [illegible]
جو ہمراہ دس ہزار جوان کے ساتھ اس سے آن ملا تھا رہا
کالی ندی کے کنارے کی طرف جو اوس مقام سے چار
ہوا اسکے دوسرے روز نول راے اور تھا اسد خان ایک
کھڑے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلانے لگے کہ خو
یہ کتنا ندی اسوقت بڑے جوش و خروش سے جاری

اون چیلوں نے اپنی صداقت شعاری

چونکہ اسوقت انکو یہہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی

اور بھی انکے اقراروں پر بھروسہ کیا اور

اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے معہ اپنے چیلوں کے وزیر کے لشکر گاہ کی طرف کوچ کیا جسوقت
مئو میں پہونچی سب پٹھان خدمت میں حاضر ہوئے اور جسوقت وہان سے روانہ ہوئی سب کہیں جلو
میں اسکے ساتھ ہوئے جب وزیر کے لشکر گاہ کے قریب پہونچے سب پٹھان سرداروں نے وہان
مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سنی شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔
جسوقت شیر جنگ قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر کر پیادہ کھڑا ہوا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا
اور قائم خان کے قتل پر [illegible] افسوس ظاہر کیا۔ جب [illegible] جیسے کہ وہ دونوں ایک مادر سے
[illegible] ہوتے [illegible] کیونکہ انہوں نے
قائم خان کے [illegible]
حاضر ہون خان [illegible] نہ کرونگا
کی طرف گئیں۔ اب بتوسط شیر جنگ
وہاں پہونچا لیکن جب وہ وزیر کے [illegible]
[illegible] نے قلعہ گنج میں گئے [illegible] وہان [illegible] کرایا تھا جہان [illegible]
کی [illegible] کے ایک بات بھی خاندان بنگش کے حق میں بھلائی کی منہہ سے نہ نکالی چونکہ
[illegible] اور نوکروں کے [illegible] مزاج میں نہ [illegible] تھا [illegible] جو کچھہ برائی اُسنے
بیان کی وزیر نے تسلیم کی اوسوقت شیر جنگ سے کچھہ کام نہ رہا اور [illegible] بتوسط [illegible]
شروع ہوا اُسنے [illegible] خان و جعفر خان نے علیحدہ جا کر باہم کچھہ [illegible] کیا اور [illegible]
سے کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہیں اس میں سے [illegible] لاکھہ سردست کچھہ نقد اور کچھہ
اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہیں اور باقی اکیس لاکھہ تین سال کی مدت میں ادا کر دینگے مگر شرط

[illegible] بدستور سابق برقرار رکھے جاتے تھے
[illegible] کی درخواست اجابت کو پہنچے اور ایک فرمان
[illegible] وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام [illegible] گنج سے بھیجا
جواب بھیجا کہ میں نے قبل ازیں ایک عرضداشت جس میں گذارش [illegible] سلطانی میں پیش کر چکا ہوں اور
جہان پناہ نے بفضلِ نامتناہی ایک فرمان بھی بابت عطائے ریاست بنام امام خان مزین بدستخط
خاص عنایت فرمایا ہے وہ میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔ اوس زمانہ میں [illegible] دستور معین تھا کہ جس
کسی کو ایسی غرض پیش آتی وزیر کے قیام گاہ میں بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ
کے پیش کرتا وزیر کو توکل اختیار حاصل ہی تھا فرمان شاہی اُسکے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا
بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتی تھی [illegible] نواب سابق بحال [illegible] اوس وقت
حسب مذکورہ بالا اپنے [illegible] سرکار [illegible] کرنے کی [illegible] اوس وقت کا قاعدہ تھا جو
مذکور ہوا وزیر کے خط میں [illegible] تحریر کیا کہ قائم کی وفات
سے مجھے کمال صدمہ ہوا [illegible] سمجھتا تھا [illegible] لیکن
[illegible] حال [illegible] ہندوستان میں باقی [illegible]
صاحب نے اُس کی [illegible] اور اُس کے [illegible] اُس کے
[illegible] جعفر خان کو [illegible] گنج سے [illegible]
لانے کے [illegible] بحال [illegible] ان دونوں کو بھی
[illegible] ریاست سے [illegible]
[illegible] وزیر [illegible] بہت [illegible] دیکھا کہ [illegible] جنگ [illegible]
[illegible] مشکل [illegible] جعفر خان کے پاس
بھیجی کہ میں [illegible] جنگ کے [illegible] کا ہوا خواہ ہوں اور جس وقت میں وزیر کے پاس پہنچونگا تمہاری
بابت بہت کچھ سفارش کرونگا اور تمہارے مقاصد دلی کے حصول میں کوئی دقت واقع نہ ہوگی

بی بی جیاں نے کیا غور کر کے ملی [illegible]
فتح آباد کی طرف روانہ ہوئیں وہاں پہنچ
خانہ داری باورچی خانہ کے باسن وغیرہ
وہاں خواجہ سرا اُنہوں نے ہر چیز کو جانچا اور [illegible]
تشخیص ہوئی اوس میں سے نصف لاکھ روپیہ نہال کر لیا۔ یہہ سب اسباب [illegible] لاکھ کا ٹھہرا
سب تحصیلداروں سے باقی [illegible] لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا مگر اُنہوں نے
یہہ جواب دیا کہ تین سال میں ادا کرینگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ جب وزیر کے لشکرگاہ کو
جاوینگی جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہیں ہو جاویگی۔ دوسرے روز بی بی صاحبہ معہ دونوں
چیلوں کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئیں جب مئو میں پہونچیں پٹھان استقبال کو
آئے اور وہاں سے اُنکے جلو میں ہمراہ ہوئے جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچیں
وہاں اپنا پڑاؤ قایم کیا۔ روز دیگر تیول والے نے شمشیر خان و دوسرے چیلوں کو بلا بھیجا
اور باقی رقم کا مطالبہ کیا۔ تمام دن چکنی چپڑی باتوں میں گذرا اور شام تک وے اسی میدان میں
جیسے [illegible] کہ تصفیہ جب دلخواہ ہو جائیگا۔ اب تیول والے بذریعہ ہرکارہ کے اول اطلاع بھیجکر
وزیر کے پاس گیا اور کل حال بیان کیا۔ قریب دس بارہ ہزار ہرکاروں کے ہمیشہ ساتھ رہتے
تھے یہہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے چیلوں کے مذکور میں تیول والے نے وزیر سے
یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک انبوہ پٹھانوں کا آیا ہے۔ اوس وقت
چیلوں سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہیں رہو کہ معاملہ کل پر ملتوی کیا گیا ہے۔ اور تیول والے
نے اس احتمال سے بنظر حفاظت پیادہ کہ شاید پٹھان مقابلہ پیش آئیں بی بی صاحبہ کے خیمہ کے روبرو
چند توپیں زنجیروں سے جکڑی ہوئی تمام رات قایم رکھیں رات کی تاریکی بیان سے باہر ہے اب
بی بی صاحبہ سے یہہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرائط آئی ہیں یا بقصد جنگ اگر
بارادہ صلح آئی ہیں تو ان مسلح افغانوں کو جو آپ کے ہمراہ آئے ہیں اپنے اپنے مکانوں کو واپس

[illegible] کیا ہوا تھا کہ جو کچھ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو میں وزیر سے اطلاع کیے دیتا ہوں اور
معلوم ہوگا آج شام کو ادھر سے میں مطلع کر دونگا یہہ کہکر وزیر کے پاس گیا اور کل ماجرا
اونہوں نے باہم صلاح و مشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا
بی بی صاحبہ نے اُس کی تعظیم کر کے واپس کی مگر جب وہ بی بی صاحبہ کے گلے لگا۔ یعقوب خان
پر پڑی اُنکو اپنا چیلا یعقوب خان بہادر یاد آگیا اور اسکو یاد کرکے خوب روئی۔ ناظر نے خان
بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی بعد ازاں جس مطلب کے واسطے آیا تھا اوس
کو شروع کیا کہا وزیر نے فرمایا ہے کہ میں آپکو اپنی ماں کے برابر جانتا ہوں صفدر جنگ
اور قایم خان جیسے رتبے کے امیر تھے اور مر گئے اونکے جانشینوں کو بھی وہی مرتبہ حاصل
ہے بالفعل خزانہ شاہی میں ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہئے بی بی جو بات چاہیں سو سمجھ
لوجیے اور بغیر بی بی صاحبہ کے مشورہ کیے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس بہانہ سے [illegible]
کیا کریں نصف کرور یعنی پچاس لاکھ روپیہ دینگی ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ پر [illegible]
بی بی صاحبہ سے طلب کیا اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بھی شمشیر خان بہادر
[illegible] کو دی [illegible] کا [illegible] کے حوالہ کردیا ناظر کاغذ وزیر کے پاس لیگیا [illegible]
[illegible]
[illegible] بی بی صاحبہ سے کہا [illegible]
[illegible] خان [illegible] کے واسطے [illegible]
جعفر خان کو طلب کیا اور کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے
پچاس لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے چنانچہ [illegible] خزانہ شاہی میں داخل کرینگی تم جواب دہ
اسکے عوض [illegible] محصول کا وعدہ کیا ہے شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ
کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہم نے تو تیس لاکھ روپیہ پر تصفیہ کر لیا تھا آپ نے پچاس لاکھ
روپیہ لکھ دیا بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس بات میں ہمارا قصور نہیں ہے جو کچھ کہ

بنے تھے تو تعجب ہے سے رہا [illegible]

لہٰذا دوسرے روز کوچ کر کے باقر
غرض سے دانہ چکا ہاتھی وسلاح
اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کر دی
کا ہر روز اس امید میں گذرتا کہ آج

کتنے روز اسی امید موہوم میں گئے ایک رات وزیر نے نول راے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا
چاہئے اوس نے راے دی کہ چیلوں کو پا بہ زنجیر کر کے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف
روانہ ہوں اور بعد آپ کی روانگی کے میں بی بی صاحبہ اور اس کے پانچوں بیٹوں کو گرفتار کر کے
الہ آباد کے قلعہ میں بھیج دونگا۔ وزیر نے اس عرض کو منظور کیا اور روز دیگر پانچوں چیلوں یعنی
شمشیر خان و جعفر خان و معظم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کر کے ہاتھی پر سوار کیا
اور خود منزل بہ منزل محمد آباد و سراے اگہت کی راہ سے دہلی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی
روانگی کے بعد ایک روز کائتہ مذکور نے پانچوں صاحب زادوں کو طلب کیا اور ان کے روبرو
ازراہ مکر اونکے خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد ازاں
خود کسی حیلہ سے اوٹھا اور ایک معتمد سے یہہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادوں کے واسطے خلعت لاؤ
یہہ کہکر وہ تو چلا گیا۔ اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع زنجیروں کے
آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب
کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کافر نے یہہ کام آپ کے سپرد کیا جائے تعجب ہے کہ آپ سید ہو کر
ایسے نالائق کام کو اختیار کریں کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت ہوتے تو تلوار کا
لطف دکھاتے یہہ کہکر پاؤں بڑھا دیا ہر ایک بھائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیاں
میرے پاؤں میں ڈالو۔ بعد ازاں انکو زیر حراست کر کے الہ آباد کے قلعہ کو بھیج دیا جب ان کی
گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانوں کو بڑا اضطراب پیدا ہوا نواب وزیر کے حکم سے نول راے نے

[illegible] ہو گئے واپس چلا جاوے پٹھان

[illegible] میں [illegible] ہو سکتا لہٰذا آپ کو اس صورت سے دشمن کے

کہ [illegible] ہیں خوف ہو کہ کچھ آسیب آپ کو نہ پہونچے۔

[illegible] ہونے کے بعد پھر پٹھان

[illegible] میں ہماری غرض کارگر ہوگی

[illegible] کے قیام کیا اور پٹھان

شب و روز مسلح کمر بستہ رہتے تھے پٹھان [illegible] چار چیلوں کو زیر حراست رکھنے کا حکم

دیکر وزیر نے شہر کی جانب کوچ کیا جب یہ خبر پٹھانوں کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہو گئے

ہیں اور وزیر شہر کی طرف بڑھتا آتا ہے سب شہر کو چھوڑ کر معہ عیال [illegible] اٹھ گئے اور ایک

متنفس بھی شہر میں باقی نہ رہا جب وزیر معہ لشکر مئو کے قریب پہونچا تو نول رائے نے اجازت

چاہی کہ حکم ہو تو میں مئو کو جلا کر خاک سیاہ کر دوں کہ نام و نشان میں قوم پٹھان کا باقی نہ رہے

ہر چند کہ وزیر کی آرزوی دلی بھی یہی تھی مگر از راہ دور اندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانوں میں بہت

زور باقی ہے اور بہت کثرت سے ہیں شاید انکو غلبہ حاصل ہو جاوے لہٰذا ابھی حملہ کرنا خوب نہیں

اس ارادہ کو کسی دوسرے وقت مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے پھر بڑے لشکر کا مقام ہو کہ تمام جہان کی

[illegible] جب [illegible] کے قریب پہونچا تو وزیر

نے اپنے دل [illegible]

[illegible]

کوشش نہ کرے [illegible]

[illegible] داخل ہوا [illegible] مقام [illegible] کی طرف [illegible]

وزیر نے پڑاو ڈالدیا۔ نول رائے [illegible] فتح آباد کو بھیجا اور قلعہ میں داخل ہوا اور وہاں

بوجہ چند مقام کیا جب [illegible] قلعہ اور مکانات [illegible] اس مکانات کے بھروسے پر باون ہزاری

[illegible] کہ یہ سب صحیح ہی لیکن جب تک قول اور فعل یکسان نہ ہوں
[illegible] تمھارے سب کام شاستر کے خلاف ہیں نبول راے
[illegible] کام ایسا نہیں کیا ہو جو شاستر کے خلاف ہووے - صاحب راے
نے کہا اچھا بتلاؤ کہ شاستر میں کہاں لکھا ہی اور کس رشی کا قول ہی کہ بےگناہ بیوہ
عورت پر ظلم روا ہی اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہو تو سناؤ نبول راے نے جواب دیا
کہ میں نے کسی عورت کو ایذا نہیں دی ہو - صاحب راے نے موقع دیکھکر کہا کہ میں نے ایک
رانی کو قید میں رکھا ہو اور لوگ کہتے ہیں کہ اسکا کچھ بھی قصور نہیں ہو پھر یہہ ظلم نہیں تو کیا ہو
اب جو تم دھرم کی باتیں کرتے ہو سب فضول ہیں - اور فرض کیا جاوے کہ اوس نے قصور بھی
کیا سہی لیکن اب جو تمام ملک تمھارے قبضہ میں ہی اور تم نے امن بھی قایم کر لیا ہی پھر ایک بیگناہ
بیوہ عورت کو قید میں رکھنا کیا ضرور ہی صاحب راے کی یہہ تقریر نبول راے کو معقول معلوم ہوئی
اوس وقت آدھی رات تھی اوس نے صاحب راے سے کہا اچھا تم جاکر اوسکو چھوڑ دو صاحب راے
نے کہا بغیر تمھارے تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نبول راے نے ایک تحریری
حکم رہائی بیوہ رانی کے صاحب راے کے حوالے کیا صاحب راے فی الفور پھاٹک پر
پہونچا سپاہی کو حکم دکھلایا اور اونکو کچھ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہاں سے نکال کر
[illegible] اپنی رتھ پر سوار ہوکر بعجلت تمام بیانے روانہ ہوا انہوں نے اسقدر جلدی
کی کہ [illegible] کا فاصلہ دو گھنٹوں میں طی کیا اور بمقام [illegible] جمل گر کر مر گیا - جب
[illegible] صبح ہوئی تو صاحب راے نے سب لشکری کو خاموش رکھنے کی غرض سے خود
نبول راے سے پوچھا کہ تم نے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہی جب
نبول راے نے انکار کیا تو میں نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا اوسوقت نبول راے نے
صاحب راے کو بہت ملامت کی کہ تم نے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے جواب دیا
کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہی تب نبول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہمارے ساتھ سے

[illegible]

[illegible] ٹکٹ مہاجن کی اس

[illegible] لال کو نیول رائے نے نگہ محل کے

[illegible] بہت سی خرچ

[illegible] ناظم [illegible] علی علی خان و مرزا

محمد علی خان کو چاپ و مرزا یعقوب بیگ و مرزا احمد بیگ و آقا محمد باقر بیگ میر قدرت علی خان و میر

و میر محمد صالح میران اپدی کے زیر حکم تھے ۔ قنوج سے عامل و منزل روانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ کوچہ

ہر ایک گانون مین افغانون کی شکست و ذلت کی منادی کرین ان عامل مین سے اس حکم پر اور بھی

حاشیہ چڑھایا کہ شہر شمس آباد و عطا پور و قائم گنج کے علاقہ مین جو بستے ہیں وہان سے جرمانہ

بھی وصول کیا فقط ہوا اس ظلم سے مقصود تھا اور یہہ بھی صرف اس باعث سے خاص

تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوپہ و خٹک و غلزئی و [illegible]

و گوجر و دلازاک و خلیل و مہمند بستے تھے یہہ سب تنبیہ و مقابلہ کے واسطے آمادہ رہتے تھے

مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا آتش [illegible]

کو ضرر پہونچاوین جو نیول رائے کے اختیار مین تھی اب یہہ تجویز ہوئی کہ منشی صاحب [illegible]

بنگش کو جو نیول رائے سے شناسائی بھی رکھتا تھا نیول رائے کے پاس روانہ کرین چونکہ نیول رائے

اور صاحبدل [illegible] ایک قوم سے تھے اور صاحب رائے نے دہلی مین نیول رائے سے

شناسائی بھی حاصل کر لی تھی تھوڑے دنون مین اُسنے اسقدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے

نوشی مین بھی آنے جانے لگا اور یہہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے ہوا کرتی تھی ایک رات

نیول رائے بدمست ہوا اور گو کہ دھرم شاستر کا اُسکو پورا علم نہ تھا مگر اُسوقت حالت نشے مین کچھ

گو دھرم کا اور کچھ شرابی اپنی بہادری کی کہنا شروع کی صاحبدل رائے بھی اُسوقت متوالا تھا

حال نواب احمد خان غالب جنگ

احمد خان نواب محمد خان کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بڑے بھائی قایم خان کے زمانہ حیات میں تا
دیر کچھ عرصہ تک دہلی مین رہا بعد ازان اوس نے موضع سکراوان و دیگر مواضعات قایمخان
سے ٹھیکہ پر لئے مگر اون کے لگان کی ایک کوڑی بھی کبھی نہ دی اور کل محاصل اپنے ہی تصرف
مین لایا اس روپیہ سے اسنے ایک تعلقہ مول لیا اور ایسا ہوا جیسا سواے قایم خان کے دوسرے
کے پاس نہ تھا اور علاوہ اس کے بڑے مورچھل ہوائے جو ہمیشہ اُس کے سر پر جھلے جاتے
تھے محمود خان بخشی نے احمد خان کی اس سرکشی کی خبر قایم خان کے کان تک پہنچائی بلکہ
یہہ بھی ترغیب دی کہ اسکو کچھہ گوشمالی دیجانا چاہیئے اسپر نواب قایم خان نے ایک ہزار سوار
سکراوان کو روانہ کئے اور انکو حکم دیا کہ احمد خان کا سر کاٹ کے لاؤ یہہ خبر سنکر احمد خان اپنے
سسر کے پاس موضع رودائن کو بھاگ گیا یہہ موضع پرگنہ کمپل مین فرخ آباد سے بیس میل
کے رخ شمال مغرب مین واقع ہے اور وہان سے دہلی کی راہ لی اور یہان غازی الدین خان فیروز
جنگ کے پاس پناہ گزین ہوا جب روہیلون سے جنگ شروع ہوئی تب فیروز جنگ کی
صلاح سے بحصول اجازت شاہ دہلی پوشیدہ نصف شب کو وہان سے بھی فرار ہوا اور
جو حرکت انکی جانب سے جنگ مذکور مین ہوئی اوسکا بیان پیشتر ہو چکا ہے۔ جب وزیر بعد صلح
[illegible] دہلی کو واپس گیا اوس زمانہ سے احمد خان نے اپنے گھر مین گوشہ عافیت مین سکونت اختیار
کی [illegible] کے قریب واقع ہے اور چند روز تبل کے قلعہ کے نام سے مشہور تھا اسوقت
اوسے صرف [illegible] تھی کہ اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے
یہہ رمضانی ایک بڑے خادم کا بیٹا تھا چند مہینے اسی حالت مین گذرے ایک روز پندرہ جوان
ہوے اسکے مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے وقت
پہونچے اونکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سے آئے ہو انہون نے

بھیجا یہہ لکھکر اوسنے [illegible] پھر مولوی صاحب نے گرفتار کرلانے کے واسطے سوار روانہ
کئے یہہ مولوی بیچ دکھائی نہ دی نکل گئے مگر اوسکو کہین نہ پایا اب کا پتہ مذکور ہے کل
حال ویسا لکھ بھیجا مگر اس طرح سے [illegible] کسی عورت سے [illegible] آئے مولانا سے کے
لاروں [illegible] کا ظلم حد سے گذر گیا تھا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون سے مقابلہ کی فکر کرنا
[illegible] ایک ایسی [illegible] پیش آئی جس سے افغانون کو چیرا [illegible] ہونا پڑا
صورت اسکی یہہ ہوئی کہ ایک روز کوئی عورت [illegible] کے واسطے گئی ایک ہندو سے
[illegible] سوت خریدا [illegible] بعد ایک مہینے کے ہندو مذکور سوت واپس لایا اور عورت
سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو میں
واپس نہیں دے سکتی ہون [illegible] کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاوے
اوس ہندو نے اوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا تب ہندو نے پاؤن سے
جوتا اتارکر اوس غریب عورت کو مارا تب وہ عورت سر او گھاڑے روتی ہوئی افغان سردارون
کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت ہے ان کی تم پر کہ پگڑی
باندھتے ہو اور تمہارے کئے کچھ نہیں ہوتا کل کو ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو
کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہہ ماجرا سنا انکو تاب نہ رہی اور رستم خان ایک مقتول
آفریدی اور [illegible] افغان قومون کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی میں پہنچے اور
عرض کی کہ اب ہم سے ذلیل رہا نہیں جاتا بی بی صاحبہ نے پوچھا آخر صلاح
کیا ہے تب انہون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنی [illegible] ہم [illegible] کرین تو ہم [illegible] جا سکتے
جنگ کرین اسنے جواب دیا کہ یہہ خیال اپنے دل سے دور کرو [illegible] تم کو [illegible] پانچ
بیٹے تو الہ آباد کے قلعہ مین ہین اور [illegible] چلے [illegible] یہان [illegible] رستم خان نے دیکھا
کہ بی بی صاحبہ کچھ خیال ہی نہیں کرتین تو اوسنے دوسری تدبیر سوچی۔

سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی اسوقت وہ اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نول رائے پر حملہ کیا جاوے۔
صرف بقدر وقت تھی کہ روپیہ نہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ حاضر کیا کہ جسقدر ریاست
واپس ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہہ روپیہ بسبب ضرورت اوس کے بھائیون اور سردارون
مین تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجے گئے کہ اپنی اشد ضروریات مین صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا موضع
قایم گنج کے متصل موضع چلولی کے ایک کوری نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع
مذکور کے معافی اسے دیجاویگی اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنے ایک
مہاجن کا مکان جو مئو سے سو ڈیڑہ میل ہو لوٹ لائے یہان سے تو ڑے روپئے کے اور ایک تو ڑہ
اشرفیون کا ملا یہہ روپیہ حال مین لکھنؤ سے آیا تھا جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہو گیا
تو احمد خان نے چلونے کے پاس موتی باغ مین جھنڈا گاڑا قریب چھہ ہزار فوج مجمع ہو گئی اور
افواہ یہہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی بڑی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر
نواب عنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانی گھسا کوری شمس آباد کے تہانہ پر حملہ کرنیکو واسطے
بھیجا گیا شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے اوسی روز لوگون نے جو خاص اسواسطے
مقرر ہوے تھے نول رائے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اوس کے ملازمون کو بھگا دیا۔ آمادگی سے
[illegible] احمد خان نے اشرفی روپیہ خیمے مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسی کو نہایت احتیاج
ہو سکے واسطے اسمین سے پانچ پیسے فی پیادہ اور تین آنے فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے
اور جنکے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے کے مجمع ہو گئے
اور موتی باغ سے کوچ کیا پانچ روز مین فرخ آباد کے جنوبی دروازہ کو پہونچے یہان مشتاق علی تہانہ کے
مکان پر مقام کیا ساون کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی کھیت بور یکسی نے کمل کسی نے سرکنڈے
اپنے بچاؤ کے واسطے لگائے اور بعضے ایسے بھی تھے کہ جنکے پاس کچھہ بھی نہ تھا اور برستے پانی مین
تر ہوئے یہہ صلاح ہونے لگی کہ اول تم دشمن پور کے مورچہ جس نے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا اعظم

[illegible] ہوئی ہیں [illegible] اون [illegible] وہ [illegible] تھے جو [illegible]

کہ ہم شادی کے واسطے سامان خرید کرنے کو آئے ہین نواب نے اون کے واسطے کھانا تیار کرنیکا
حکم دیا بعد ازان افغانوں نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھہ کہنا چاہتے ہین دونوں خادم دو
دستانی کو باہر کردیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہہ سب زنانے مکان میں تھے اور زنجیر اندر
سے بند تھی دستانی [illegible] جاتا تھا جس وقت دستانی آتا پٹھان خاموش ہو جاتے تھے
مگر جو آواز باہر جاتی تھی اون سے یہہ مفہوم ہوتا تھا کہ باہم کچھہ مشورہ ہوتا ہے جس میں بعض بعض
امور مین تو احمد خان اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے اور بعض کی تردید کرتا ہے غرض پانچ چھہ گھنٹہ
تک یہی گفتگو رہی۔ آخر الامر یہہ معلوم ہوا کہ نواب نے اون سے کہا کہ مجھے تم پر اعتبار نہیں کہ
پہلے تم نے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسطرح مجھے بھی تنہا چھوڑ دوگے
پٹھانوں نے عہد کیا کہ ہم سے ہرگز ایسا نہ ہوگا اور [illegible] کہا کہ ہم کسی حال میں آپ کا ساتھ
نہ چھوڑینگے یا تو جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اون سے قسم چاہی لہذا انھوں نے
قرآن مجید کی قسم کھا کر کہا ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے قریب غروب پٹھان رخصت ہوئے
اور کہا کہ ہم کل مئو پہونچنا ضرور ہے دن بہت کم ہے اور مئو کا سفر کرنا ہے وہان سے وہ چوک
بازار کو پہونچے جو چیزین کہ مطلوب تھے خرید کی کوتوال راستے کے پاس [illegible] سپاہیوں
نے انہیں روکا اور پوچھا تم کہاں آئے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بازار سے کپڑا خرید کرنے آئے
ہیں یہہ جب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھے یہہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنی
حسب منشا اون سے عہد و معاہدہ کرکے مئو کو واپس آئے۔ تھوڑے دن بعد [illegible] نامی ایک
قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہہ پیغام لایا کہ بی بی صاحبہ
نے آپکو بلایا ہے فی الفور احمد خان نے آٹھہ کہار کرایہ کئے اور اپنی کہنہ پالکی میں سوار ہوکر چلا
اس پالکی کی یہہ صورت تھی کہ اسکا بانس بالکل ٹوٹا ہوا تھا اور رسی سے بندھا تھا وہان
پہونچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا نذر گذرانی شاید اس بات مین بی بی صاحبہ

و ذوالفقار خان و خانساماں خان و جمال خان و بہادر خان و محمد ماہ خان و باز خان آدائے پہری
در وشن خان و کلمن خان و عبدالرحیم خان و ابراہیم خان کشمیری و مرزا انوار بیگ کے تحت مین
تھے اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے یعنی حاجی سردار خان
و رن مست خان و سرمست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان خورد و شیردل خان و ناہر دل خان
و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان باز خان و پہاڑ خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے
دو بیٹے عظیم خان کے عثمان خان و عبدالسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے
نبول راے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا یہہ پڑاؤ راجے پور کے پختہ سڑک پر
خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین واقع ہے۔ نبول راے کی کمک کیواسطے وزیر نے
۲۷ و ۲۸ شعبان مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی سنہ ۱۷۵۰ع کو فوج تعدادی بیس ہزار بماتحتی نصیرالدین حیدر
و اسمٰعیل بیگ و محمد علیخان رسالدار و دیپ ات فوجدار کویل کو روانہ کئے۔ جب جسونت سنگھ
راجہ مین پوری نے سُنا کہ یہہ فوج سکیٹ کو پہونچی تو اوس نے نواب خان سے کہلا بھیجا کہ یہہ
فوج ایک دن مین پوری پہونچیگی اگر اوسکے پہونچنے سے قبل تم نے نبول راے کو سمجھہ لیا تو بہتر ورنہ
دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا یہہ خبر سنتے ہی اوس نے رستم خان و پسر دلیر خان کو طلب کیا اور اونسے
کہا کہ یہہ ماجرا ہے اب تمہاری صلاح کیا ہے اونھون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا
کل بتائید الہی بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھہ ہونا ہو سو ہو جاوے کل میان کہ بڑا عاقل جلیس
تھا غیر مسیس کرکے دشمن کا حصہ دیکھنے کے واسطے روانہ ہوا یہان اوسنے دیکھا کہ سب طرف توپین
چڑھی ہوئی ہین اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جس طرف حملہ کیا جاوے صرف ایک طرف
خندق ہوا راے کے سپاہی نہیں گئے گئے تھے اس جانب البتہ توپین نہ تھیں یہہ پڑاؤ کی پشت تھی اور
اسطرف کالی ندی کا کنارہ تھا کل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب
ہے کہ جہان صرف پانچ سو بندوقچی متعین ہین اور یہان پہونچنے مین تین کوس کا چکر پڑیگا لیکن
مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو وہان تک ضرور پہونچا دونگا ۔ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۳ ہجری

کرین مگر نواب نے اِس تجویز کو نامنظور کیا اور کہا کہ ابھی اس الجھاؤ میں نہ پڑو پھر نواب نے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کالی ندی کے کنارے پر واقع ہو

جنگ خدا گنج و قتل نول راے

پٹھانون کے سر اُٹھانے سے تھوڑے ہی دن بعد نول راے کو یہہ خبر پہونچی کہ مئو کے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہین۔ نول راے نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگا کہ ان نامردون اور کوبچون کو معہ اونکی عورتون کے برہنہ کرکے سب کو ہاتھی کے پانون تلے روند ڈالون تو سہی یہہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے شاہ آباد سے مغرب جانب کوچ کیا اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار توپین تھین۔ اوس نے بھی الغرض بہ تعجیل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اس ندی کو اوترکر اوس کے بائین کنارے پر خدا گنج مین پڑاؤ ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کی طرف بفاصلہ ۱۷ میل اور قنوج سے شمال مغرب میں ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے یہہ حکم ہو چکا کہ مین خود آتا ہون جب تک مین پہونچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون یعنے افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے ہمہ تن سب گردن مارے بیتھر باندھکر دریا مین ڈبا دئیے جائینگے یہانتک کہ اونکا تخم سرزمین ہند مین باقی نہ رہے۔ نول راے نے بہ تعجیل تمام اپنے پڑاؤ کے گرد خندق کھدوائے اور خندق پر توپین لگاوین اور سب کو بخیرات سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کر دے اور کہدے کہ جو کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا۔ اس عرصہ مین محمد خان نے حسب تجویز رستم خان کے مشرق سمت کوچ کا حکم دیا اوس کی ذاتی فوج احمد خان بنگش کے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جس کی عمر اوسوقت صرف پندرہ سال کے تھی اور باقی افواج

کے دامن کمر سے باندھے اور وہاں تلوار لیکر گھس پڑے کچھ سید تو مارے باقی فرار ہوئے اور
رستہ کھل گیا تب سب افغان اندر گھس آئے اور نول راے کے سراچہ کے پاس جا پہونچے
یہاں مجمع بھی کم تھی کیونکہ اصل فوج حفاظت کیواسطے جابجا منقسم تھی ایک قاصد نے نول راے
کو خبر کی کہ پٹھان سیدوں کو مار کر اور بھگا کر اندر گھس آئے ہیں اور آپ کے سراچہ کے نزدیک پہونچا
چل دیے ہیں چونکہ نول راے [illegible] جاے کبھی باہر نہ نکلتا تھا لہذا یہہ خبر سنکر وہ پوجا کے
واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھ مضائقہ نہیں ہیں اون کو بچھڑوں کو اپنے کمان کے گوشہ سے باندھ
لاونگا دوسری مرتبہ قاصد نے [illegible] سے آکر کہا او بیوقوف تو یہاں بیٹھا ہی اور پٹھان تیرے
دروازہ تک آپہونچے ہیں یہہ سنکر نول راے مسلح ہوا اور اون دونوں ہاتھیوں میں سے جو
اوسکے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک ہاتھی منگوایا اون ہاتھیوں پر زرکار ہودہ کسا جاتا
تھا اور ہودے میں دو کمانیں اور دو ترکش تیروں سے بھرے ہوئے لگے رہتے تھے نول راے
نے دو تیر ایک ساتھ چلے میں رکھکر اور بڑی فصاحت سے یہہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر
مار کر [illegible] سارے ترکن کو جیتا ہوں پر چلاے اور پٹھان کو بروز جمعہ علی الصباح لڑائی خوب
ہو رہی تھی [illegible] ایک [illegible] ہاتھی پر سوار تھا اور اس کی حفاظت کو افغان ڈہال
ہاتھ میں لیے ہوئے تھے کہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے پچاس ساتھ کہار پالکی ساتھ تھے
اون میں سے ایک بھی نہ ہوا رستم خان اور محمد خان آفریدی معہ ایک ہزار سوار اور چار ہزار
پیدل کے [illegible] ہو پہونچے جہاں نول راے بہمراہی تین چار سو جوان دو چہہ سات
[illegible] سوار کھڑا تھا اس تھوڑی جمعیت کا تو کچھ خیال نہ کرکے نول راے کی
[illegible] میں پہونچے [illegible] قدم [illegible] نہ گئے کہ نول راے کے ہمراہی بھاگے ایک افغان نے
[illegible] زبان [illegible] میں کہا ہم کو [illegible] کہاں چلے آئے خبردار یہاں کوئی آنے نہ پاوے
یہاں سرداران فوج بیٹھے ہیں [illegible] کی آواز تو سب نے سنی مگر [illegible] کا کہنا کوئی سمجھا
[illegible] آگے وہ بیٹھے ہیں محمد خان کا بھائی جو حال [illegible]

مطابق ۱۲ اگست ۱۸۵۸ء [illegible] نواب احمد خان بسم اللہ گڑھ [illegible]

اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کی طرف روانہ ہوا [illegible]
اوس کی بائین جانب تھا مینہ بشدت برس رہا تھا گل میان فوج کے آگے ہوا اور نہایت
ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ لیجایا تاکہ گھوڑون کے ٹاپون کی آواز
دشمن کے کان تک نہ پہونچے اس صورت سے پول راے کی فوج کے سامنے کا رخ چھوڑ کر
ٹھیک اوسکے عقب مین کالی ندی کے کنارہ جہان پانچ [illegible] تھی پہونچے
قصبہ خدا گنج سے ایک میل آخر شب درمیان [illegible] موضع [illegible] فوج
پہنچا طلوع آفتاب سے دو گھڑی گذشتہ قبل گل میان نے نواب کے حکم سے پٹھان سپاہیون
اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان حملہ کے ارادہ سے
آئے ہین یہہ کہکر خوب ہوشیار ہو گئے اب افغانون نے حملہ کیا اور دونون جانب سے بندوقین
چلنے لگین اور تلوارین بھی نکلین کیمپو مین منادی ہو گئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گھس
آئے مین پانی اسقدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھ مین نہ آتی تھی اور تاریکی بقدر
تھی کہ دوست دشمن مین فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ توپین فوراً چلنے لگین مگر بالکل بار ہوائی تھین
جس سمت کو لگی ہوئی تھین اوس طرف سر کر دی گئین۔ سیدون نے پہلے حملہ مین افغانون کو بھگا دیا
پٹھان کچھ دور بھاگ گئے تب احمد خان نے اونکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجھے یہان [illegible]
لائے ہو کہ مین تم کو نامردون کی طرح بھاگتے دیکھون کل تمہاری عورتین سے آ کر کہا جائیگی اور
ہم برہنہ کئے جاؤ گے یہہ کہکر غصہ سے اپنا چھرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے مگر رستم خان
وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو تو
گھوڑون سے اتر پڑو رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون سے اتر پڑے ظاہر ہو کہ
جب سوار میدان جنگ مین گھوڑے سے اتر تا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے کیونکہ
اوس وقت بھاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے سر بکف ہو کر لڑتا ہے پٹھانون نے اپنے جامے

انکو تو کبھی خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی اوس نے جواب
دیا کہ نیول رائے مارا گیا اور دور تک نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی اور تم ابھی تک اسی
خواب و خیال مین غرق ہو انہوں نے یہہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا اتنے مین چالیس
پچاس افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ اونکو قتل کر ڈالین یہہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس
روپے اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم حوالے کئے دیتے ہیں ہم کو کیون مارتے ہو نواب
صفدر جنگ کی رعایا تھے اور نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہہ ارادہ کیا کہ پہلے
روپیہ لے لین پھر اونکو قتل کر ڈالین مگر محمد خان نے اونکو اس ارادہ سے باز رکھا احمد خان
نے دیکھا کہ لوٹنیوالے سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہیں تب اوس نے اوس غلام کو جس نے
محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور زخمیون کو لشکر مین
لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپے
کے لانے کیواسطے بھیجدے ان صندوقون مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی اس عرصہ مین
نیول رائے کا ایک ہاتھی جسپر طلع کار ہودہ اور زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان
کو قتل کرین مگر اوس نے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کے پالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارکباد
دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہوجئے پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا اور فیلبان کو
لاٹھیون کے ہوتے سے گرا دیا اس صورت سے اوس کی جان بچی رمضانی اوسوقت نواب کی پالکی
کے ساتھ [illegible] تھا نواب نے اوسکو حکم کیا کہ تو ہاتھی پر سوار ہولے گو وہ کبھی سوار نہ ہوا
تھا مگر [illegible] اب لوٹ شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سوا ہاتھیون
[illegible] کے ہاتھ آوے [illegible] ایک بڑا مال غنیمت بیقدر ہاتھ آیا
کہ بعض بعض کو [illegible] ایک لاکھ کا مال ملا اس لڑائی مین علاوہ نیول رائے اور محمد صالح کے اور
بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار قتل ہوا احمد خان [illegible] مارے گئے مصنف تبصرۃ
الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے تیس [illegible] کے نام بیان کئے ہین جو جنگ

افغانستان سے آیا تھا نیول رائے کے افغان کو اوس حملہ کا ترجمہ کرکے اپنے ساتھیون کو
سُنایا محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلون سے کہا
بڑھ مارو دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوئے مگر باقی آگے بڑھے اوسوقت نیول رائے نے
گالی دیکر کہا اے کو بخرو مین تمکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک
بھی باقی نہ رہیگا یہہ کہکر اوس نے ایک تیر مارا جو محمد خان کے سینہ مین لگا محمد خان نے تیر کو
ہاتھ مین لیکر کہا اے تیر توکس نامرد کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجھہ مین کچھہ بھی زور نہ تھا نیول رائے نے
یہہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کے گردن مین لگا
جو گھوڑے سے گرگیا اوسوقت بادشاہ کے ایک سید محمد صالح نام نے نیول رائے سے کہا مین
نہ کہتا تھا کہ پٹھان فریب دینگے انپر ذرہ رحم نہ کرنا چاہئے اب جہان تک ممکن ہو انھین حرب
مدحت کیا چاہئے وہ اس لفظ تک پہونچا تھا کہ محمد خان کے والد نے اوسپر بندوق چلائی گولی
پیشانی پر لگی اور وہ ہودے مین سرد ہوگیا اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے بڑھکر نیول رائے
کے گولی لگائی کہ وہ بھی فی النار ہوا پھر تو پٹھانون نے دشمن کو تلوار پر رکھہ لیا اور ہزارون کو
خاک و خون مین ملا دیا نیول رائے کے فیلبانون نے جب اپنے راجہ کو مردہ پایا اونہون نے ہاتھی
کہنا نکالا اور گالی مدی پر لیگیا اور قنوج جا پہونچا جب راجہ کی فوج نے نیول رائے کے ہاتھی کو پھیرا دیکھا
اونکے دل مین خیال گذرا کہ یہہ دو حال سے خالی نہین ہمارا سردار یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا پس فوراً
کل فوج نے پیٹھہ پھیر دی ہزارون سوار و پیادون نے بھاگنا شروع کیا جو شناوری مین مشاق تھے
یا جو گھوڑے سے پیرا چاہتے سکتے تھے وہ تو ندی پیر نکلے اور جو اچھے سوار نہ تھے وہ دریا مین ڈوب
گئے افغانون کی نیول رائے کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی کل فوج بچنے کے قتل مگر دشمن کی ہزیمت
کے بعد محمد خان الغلق سے مرافون کے ڈیرون کی طرف جا نکلا ایک چھپکے خیمہ مین چند
موٹے موٹے بنئیے چوپڑ کھیل رہے تھے اُنہون نے اسکو نیول رائے کے ملازمین سے تصور کیا اور
پوچھنے لگے بتا تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی

مکان بالکل خالی پڑا تھا مگر روپے اور اشرفیوں کے توڑے جابجا پھیلے ہوئے تھے یہاں زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازوں اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر چڑھے تھے ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا اوسپر مخمل کے تکئے دھرے ہوئے تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب ہدایت قلعہ دار کے وہاں سے لے آیا تھا اوس سے تمام عمر عیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیاں ایک برتن میں بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فتح گڈھ میں داخل ہوا بی بی صاحبہ کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرائی آتشیں محل کے تھانوں پر اپنے تھانے معین کئے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پوہر گنہ قائم گنج کے ایک بھاٹ مسمی بھوٹے نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کرکے سنایا جس پر نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا وہ گیت مندرجہ ذیل ہے وھو ہذا

جب وہ صاحب قدرت ستھرے جگت سنوارا ہے — خدائے پاک مولا ہے وہی پروردگار ہے
کھڑا باندھا کمر سنگر غنیم اوپر لئے لشکر — لگے اوسکے عجب چکر غرور کا خمار ہے
نیول سے مرد غازی کو پوچھے بات حاجی کو — نیول سے مرد غازی کو بھیج گولی مار ہے
نیول پھر دلو مکھ موڑا نہیں ہاتھی کہیں گھوڑا — قبائل بھی کہیں چھوڑا نہ سر خیر اسفند یار ہے
چلیں تیغیں دھڑ او دھڑ سے ہنگے بھی تیر پار ہے — شتر بالیں پڑا پڑے سے تہور کا پہاڑ ہے
چلیں تیریں سناسن سے چلیں گولی سنسن سے — کٹیں کمر چھن چھن چھن بڑی تلوار دھار ہے
بھیو نام جسے بھیو بھاٹ عطائی پور ہن دیر را — یہی ہے مئو کا کھیڑا تلے گنگا کنارا ہے

وزیر کی چڑھائی

پٹھانوں کے آماوگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی عرصے میں دہلی پہونچی ۱۲ شعبان ۱۱۶۵ ہجری مطابق ۱۷۵۱ء کو یہہ خبر سنکر وزیر خود دہلی سے روانہ ہوا اور دریا سے جمنا سے اوتر کر اپنی طیاری میں مصروف ہوا

میں کام آئے نواب بقاء اللہ خان جو نہایت عجلت میں طلب ہوا تھا ۹ رمضان مطابق یکم اگست
سنہ ۱۸۵۷ء کو مکن پور سے روانہ ہوا مکن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہے علی الصباح
ہوتے سب روانہ ہوئے جب نیول رائے کا لشکر چار کوس رہ گیا ہوگا کہ یک بیک مفرورین فوج
اُنکو پہونچنا شروع ہوئے۔ راے پرتاب سنگھ جو زخمی ہو کر بھاگا تھا اول اوس نے کیفیت
شکست اپنی مصیبت کی بیان کی۔ بقاء اللہ خان نے دو تین گھنٹے مقام کیا مگر یہہ خیال کرکے
کہ پاس فوج نہایت قلیل ہے قنوج کی طرف واپس چلا تاکہ اپنے متعلقہ مستورات و بچوں کو لیکر چلا جاوے
ان سب کو جمع کرکے معہ راجہ کے لاش کے اور جسقدر ہاتھی گھوڑے اور اسباب وغیرہ ملسکا اونکو
ساتھ لیکر وہ واپس روانہ ہوا مفرورین بھی اُن کے ساتھ ہوئے ان میں پرتاب سنگھ و حسن علی خان
بھی تھے جو دونوں زخمی تھے۔ بروز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان مطابق ۳ اگست سنہ ۱۸۵۷ء کو وہ جسن پور
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے دوسرے روز جاجمئو کو
پہونچے یہہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارہ پر واقع ہے ۱۴ رمضان
مطابق ۶ اگست سنہ ۱۸۵۷ء کو کانپور پہونچے یہہ کوڑہ سے پانچ کوس رہ گیا تھا تب راجہ متوفی کے گھر بار کو
لکھنؤ بھیج دیا اور بقاء اللہ خان نے کوڑہ میں قیام کیا فتح کے دوسرے روز احمد خان کے پاس
ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئے اس میں صاحبزادے اور چیلے اور پٹھان تھے جاذان کے مٹھے لوگ
اور بے شمار چمار اور گاؤں والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے جب کم تلون نے اس فتح کی خبر
سنی خوف زدہ ہوکر فتح آباد کا قلعہ چھوڑ کے اپنے اپنے گاؤں کو بھاگ گئے جنگ کے بعد
احمد خان نے محمود خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانچ سو پیدل و سواروں کے ساتھ
قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا اور اونکو حکم دیا کہ نیول رائے کے ملک محال پر قبضہ
کرو اور وہاں کی ہر چیز کی حفاظت کرو اس حکم کی تعمیل حرف بحرف کی گئی۔ پٹھان لاکھوں روپیہ
قبضے اور قلعے میں بازار لوٹا۔ رحیم خان چیلے کو لشکر کہا کہ جو تھا کہ فتح سے چند روز بعد میر کامیاب
ہوا ور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہاں کے حاکم کے رنگ محل میں پہونچ گیا

مین ہوتی ان [illegible] بہائیون کا کیا قصور ہے لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع دی اور تا صدور حکم انکا قتل
ملتوی رکھا [illegible] دونون نے ایک نہ سنی آخر جلاد دون کی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین
مبتادرت لینے دوسرے بھائیون سے پیشدستی چاہتا تھا غرض سب کے سب قتل ہوکر قلعہ مین مدفون
ہوئے۔ یہہ بھی مشہور ہے کہ جو کوئی ان کی قبر پر منت مانتا تھا پوری ہوتی تھی جسوقت وزیر کا حکم
جلال الدین حیدر کو پہونچا اونے زین العابدین داروغہ محبس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر
لاؤ۔ زین العابدین پالکی لیکر محبس مین گیا اور چیلون سے کہا کہ وزیر کے پاس سے تمہاری تبدیل
جانے کا حکم آیا ہو لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جواب دیا مین خوب جانتا ہون جہان
مین پہونچانے کا حکم ہے خیر چار کو تو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کرکے کپڑے بدل
لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑہ لون۔ زین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر
وزیر کے حکم سے مجبور تھا شمشیر خان کو چھوڑ باقی چارون کو پالکی پر بٹھلا کر لے گیا جب مقتل مین
پہونچے جلادون نے بڑھکر چارون کے سرتن سے جدا کر دئے اس عرصے مین شمشیر خان نے
نہا دہو کر نئی پوشاک پہن خوشبو لگائے اور اپنے جنازے کی نماز پڑہ کر تلاوت قرآن مین مشغول
ہوا زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہونچا اور کہا پالکی پر سوار ہو کر تشریف لیچلیے۔ تب
اوس نے قرآن مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور پچاس اشرفیان دیت
کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کا فاتحہ کروا دینا۔ اور جوڑا اپنے پانو سے
نکالکر دیا کہ یہہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اتار کر اپنے نوکر کے حوالہ کی
کہ یہہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح سنگ فرحان دی اور کہا کہ اگر شیر علی کی کوئی اولاد
ہو تو اوسکے گلے مین ڈالدینا یہہ سب وصیتین کرکے برہنہ پا مقتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین
نے ہرچند کہا کہ پالکی پر سوار ہو جاؤ مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ ہمیشہ میرے غلام
پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہوگئے مین مگر میرے کل حوصلے دنیوی اب ختم ہوئے جب مقتل مین
پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بھائیو انا انشاء اللہ لکم لاحقون جلال الدین

۲۴ و ۲۹ شعبان مطابق ۱۱۶۳ھ ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ع اوسنے کچھ فوج نصیر الدین حیدر کے زیر حکم
نیول راے کی کمک کو روانہ کی ۔ سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۲۴ جولائی ۱۷۵۰ع کو وہ آپ آکر
باد وبگر شاہ سے رخصت حاصل کی اور بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا تیس ہزار آدمی سورج مل
جاٹ بھرت پور والے کے ساتھ تھی اوسکو وزیر نے تنخواہ پر نوکر رکھ لیا تھا۔ اور باقی فوج
پر سرداران مفصلہ ذیل حکمران تھے یعنے نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ
و مرزا نصیر الدین حیدر و مرزا محمد علیخان کوکب و مرزا نجف علی بیگ و اسمعیل بیگ خان چیلہ
آغا محمد باقر یمنی و مرزا مشہدی بیگ و نعیم خان ۔ دہلی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل
آئے تھے کہ انہون نے نیول راے کے شکست کی خبر سنتے ہی وزیر کو کمال غم و غصہ آیا
اور کہنے لگا افسوس اس خود بین دایم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو
ان کسانون کو فتح نصیب نہ ہوتی یہہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھ دے مارے اور تکیے
پر سر رکھکر بیہوش ہوگیا اس عرصے مین اسمعیل بیگ خان جو راجہ نیول راے کی کمک کیواسطے
بھیجا گیا تھا جب مین پوری کے قریب پہونچا تو اوس جاسوسون کی زبانی نیول راے کی شکست
و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس آکر وزیر کے لشکر سے آن ملا وزیر کا لشکر اوسوقت مادہرا
کے قریب مقیم تھا جب وزیر نے تکیہ سے سر اُٹھایا اور اوسکو غش سے افاقہ ہوا ایک منشی کو بلایا
اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بمجرد ورود حکم
ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑے عقوبت سے قتل کرے
اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور
ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کرکے سر اونکے میرے پاس بھیجدو بموجب حکم وزیر
شیخ سنگدل معہ چند اشقیا کے خدا اور خدا کے رسول کا خوف دل سے بھولا کر پاس قیدیون
یہہ ارادہ معلوم ہو پہنچا جسوقت ان مصیبت زدون بیچارون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے شیخ
مخاطب ہوکر کہا کہ بعد وفات قایم خان ہمکے مین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ ہمراہ

تاریخ میں ... فرخ آباد پہونچایا اور وہان مسجد مین جامن کے درخت کے نیچے
دفن کیا اس مصرعہ سے تاریخ نکلتی ہے بگفت ہاتف غیبی کہ نوزدہ رمضان
سنہ ۱۱۶۳ ہجری

شکست وزیر

مارہرا میں ایک ہفتہ مقام کرکے وزیر مشرق سمت بڑھا اور رام چھوٹے مقام مین قیام پذیر ہوا
اور گرد لشکرگاہ خندق کھودوائے رام چھوٹے سہاور سے ۸ میل مشرق اور پٹیالی سے پانچ
میل جنوب مین واقع ہے سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کے داہنے بازو پر پیش لشکر کے
قریب تھا اور اسمعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا احمد خان نے شاہجہانپور و تلہر
و بریلی و آنولہ و جونپور کے پٹھانون سمیت امداد کی درخواست کی جونپور مین احمد خان کے چند حبابہ
آگرہ آباد ہوئے تھے - احمد خان اوسوقت معہ رستم خان کے اوسکا بڑا مشیر کار تھا مغرب سمیت
روانہ ہوا نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون ایک ساتھ
ہم پر چڑھائی کے لئے آتے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ فوج علٰحدہ علٰحدہ کرکے اپنا حریف پسند
کرین - رستم خان نے جواب دیا ہان خوب تو آپ نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے لہذا
مین سورج مل کا مخالف ہونگا - بتاریخ ۲۲ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری و ۱۳ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع علی الصباح سورج مل
جاٹ و اسمعیل بیگ خان چلے معہ پچاس ہزار جوانون کے رستم خان کے جانب بڑھے اور حملہ
شروع ہوا اوس کے بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تھی اسمعیل خان اور سورج مل
اوس بلندی کے دامن مین مقیم ہوئے اور جولی پر چند توپین قایم کین جہان سے رستم خان کا لشکر
ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب کے پاس گیا اور حملہ کی اجازت چاہی نواب کا منشا یہہ تھا
کہ جنگ مین تھوڑا توقف ہونا چاہئے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہے کیونکہ دشمن
توپین لگا چکا اور اوسنے لڑائی شروع کردیا تو بہتر مصلحت ہے وہ اپنی پالکی پر سوار ہوکر واپس آیا اور
اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا - بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان فوراً شمشیر بدست حملہ

اوسکو دیکھکر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اسوقت کہان ہے جواب مین اوس شہید نے پڑھا

ہمان شیر و شمشیر بران منم	چہ سازم کہ قبضہ نہ دارد سرم
دگرنہ ترا خان و مانش حریص	بیک دم تہ خاک کردم عدم

یہہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر تن سے اڑادے جلاد نے تلوار کا ہاتھہ لگایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھہ لگایا پھر بھی خطا کی تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا تھا کہا تو اسکو قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکے اصرار سے تلوار ہاتھہ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا لاش کلمہ پڑھتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہو گئی انگلیان دونون ہاتھون کی اب تک دانہ ہاے تسبیح پر جنبش کرتی تھین یہہ حالت دیکھکر مغل اوسکی طرف متعجبانہ بڑھا اور پیٹھہ پر ہاتھہ رکھکر کہا کہ خانصاحب تم بیشک شہید ہوئے جو نہین یہہ الفاظ اوس نے زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہہ حالت دیکھکر زار زار رونے لگا اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھہ سے قتل کروایا پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑ کر اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو بھاگ گیا پھر جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوئین مین ڈلواکر کنوان پتھرون سے پر کروا دیا صبح کو پانچ تازہ پھول چنبیلی کے کنوئین پر ملے اور ہر روز پژمردہ پھول اوٹھہ جاتے تھے اور اونکی جگہہ پر تازہ پھول رکھے ملتے تھے جب سنہ ۱۱۷۱ھ احمد شاہ درانی دہلی مین آیا نواب احمد خان ہمراہی عمر علیخان پسر شمشیر خان شہید وہان گیا ایک روز عمر علیخان نے شمشیر خان کو خواب مین دیکھا کہ شمشیر خان کہتا ہے مین بارہ سال سے یہان کنوئین مین پڑا ہون مجھے یہان سے نکالکر فرخ آباد پہونچا اور جامن کے درخت کے نیچے مسجد مین دفن کر دو عمر علیخان چونک پڑا اور بیقرار ہوکر رونے لگا کیونکہ اوسوقت وہ نہایت مفلس تھا اتنے مین اوسکا ایک دوست صراف وہان آیا اور اوس نے رونے کا سبب پوچھا اوسنے کل کیفیت خواب کی بیان کی غرض مزدورون کو بلاکر کنوئین کو کھدوایا لاشین وہان سے بالکل مسلم نکلی کپڑے اوپر موجود تھے مگر بالکل بوسیدہ ہو گئے تھے غرض کہ لاشین

جس مقابل [illegible] الدین حیدر نے جس کی فوج آگے تھی توپیں چھوڑنے کا حکم دیا مگر
پٹھانوں نے ایسی عجلت کی کہ اونکا کچھہ بھی نقصان نہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفی خان نے
جو جنگ تنہائی میں مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اوسکا مقابل ہوا اور دونو
مرکر گھوڑے سے گر گئے جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا اونکی پاؤں
ڈگمگا گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہاں مصطفی خان
اور نصیر الدین حیدر کی لاشیں پڑی تھیں وزیر کو یہہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ و جلیہ
بریلی کی بغاوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے
دیکھا کہ یہہ چھیڑ لیا ہے تو اوس نے عجلت تمام محمد علیخان رسالدار و نور الحسن خان حیدر بلگرامی
وغیرہ و عبد الغنی خان جیلہ محمد علیخان کو یہہ حکم دیا کہ جلد بڑھکر پیش لشکر کو کمک پہونچاؤ چونکہ
لوگوں میں ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی کوششیں محض بیکار ہوئین
علیخان بائیں بازو پر گیا یہاں بیس ہزار پیدل فوج صف باندھے کھڑی تھی اور انکے
پیچھے سوار تھے جب پٹھان قریب آپہونچے تب نور الحسن خان اور اُس کے سپاہیوں نے
پیٹھ دکھائی اور عبد الغنی خان کے بندوقچیوں نے بندوقیں چھوڑیں اس سے بہت سے پٹھان
مارے گئے اور منتشر بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑھتے چلے آتے تھے محمد علیخان
کے [illegible] میں گولی لگی اور نور الحسن خان کے ہاتھی کے چند زخم تلوار کے لگے جسوقت احمد
خان میدان میں پہنچا مغلوں نے چھوٹی بڑی سب توپیں چلائیں مگر اُن میں گوکھرو
اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے انکی آواز سے زمین تو لرز اٹھی مگر افغانوں کو کچھہ بھی نقصان
نہوا تمد پھول خان کی ایک اونگلی کی کھال اوڑ گئی یکایک زمین و آسمان دھوان دھار
ہوگیا بالکل تاریکی چھا گئی احمد خان نے تھوڑی دیر توقف کیا جب وہ دھواں کم ہوا تو دشمن
کے دھوئیں کی آڑ میں بڑھنا شروع کیا سوار اپنے گھوڑوں سے اوتر کر [illegible] میں مشغول
ہوگئے [illegible] نواب کہتے [illegible] کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑھاتے چلو ادہر

فوج دیکھی کہ صف باندھے کھڑی ہے اوس نے حکم دیا کہ حملہ موقوف نہ ہو۔ یہہ سورج مل کی
فوج خاص اوسی کے زیر حکم تھی سورج مل نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم پٹھانوں سے بہت پاس
مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی میں مہارت کامل حاصل ہے بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو
اور اسمعیل بیگ خان اور ہمت سنگھ معدودے سے جو عقب میں بطور کمک کے متعین تھے مشورہ کرنے
لگا اون کی بھی صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پاویں اور ہم اونکو داہنے و بائیں طرف
سے گھیر لیں لہذا یہہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قائم کرکے پٹھانوں کی طرف بڑھے پس انہوں نے
توپ اور بندوق و تیر سے افغانوں پر آگ برسانا شروع کی مگر انہوں نے اونکا کچھ خیال نہ کر
رستم خان اسم باسمی تھا جو کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور بہتیروں کو ہلاک کیا افغانوں
کی فوج میں بھی کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا مگر رستم خان چھ سات ہزار سواروں کے اون میں گر کر
قتل ہوا سورج مل و اوس کے رفیقوں نے باقی لوگوں کا تا علی گنج تعاقب کیا یہہ مقام میدان
جنگ سے جو بیس میل جنوب مشرق واقع ہے اوسوقت رستم خان کی فوج ہی جانب چند کوس
تھا حملہ پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اوس کے کان میں کہا کہ رستم خان
نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس نے آثار خوف پانچ کے چہرے پر نمایاں نہ ہونے دیے
ایک عالم سکوت میں اپنے سرداروں کی طرف پھر کر اوس نے بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے
فتح حاصل کی و سورج مل و اسمعیل خان و ہمت سنگھ تینوں کو گرفتار کر لیا چلو ہم بھی کوشش کریں
نہیں وہ بہادری میں ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہیں اگر ہم اوس پر غالب آئے
تو ہمارا شاہ نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم میں سے کوئی شخص منہ دکھانے کے قابل نہ رہیگا سرداروں
نے جواب دیا اگر فضل الہی شامل حال ہو اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے دیکھ لیا
جاتا ہے میں جیسکل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھ اوٹھا
کے دعا مانگی اور اپنی جانوں کو اوسکے حفظ و امان میں سپرد کرکے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب

کابل وغیرہ بلوے اور اوکو شکست دیتے ہوئے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے نواب جانثار معہ چند جوانون کے اسوقت وزیر کے لشکرگاہ پر قبضہ کیے ہوئے تھا جب اوسکی نظر اس لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کرکے ہاتھہ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھہ ہے تیرے سوا اوسکو آفت سے بچانیوالا کون ہے دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو پہونچی اُنکے حواس جاتے رہے اون کی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے کانپتے کانپتے دہلی کی طرف راہی ہوئے۔ نواب احمد خان شکر بجالایا۔ اتنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونسے اور نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہوگیا اسنے بہادری سے کہا کہ مین وزیر عبد المنصور ہون یہہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور ہاتھی پر سے اوسکو پکڑکر اوسکا سرکاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگے کہ یہہ وزیر کا سر ہے۔ جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہہ اسحق خان کا سر ہے نہ وزیر کا صفدر جنگ ایک شب وزیر نے مارہرا مین مقام کیا اور وہان اپنے زخم کی مرہم پٹی کی یہہ مقام میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے ۱۹ شوال و ۲۰ ستمبر ۱۷۵۰ء کو دہلی مین داخل ہوا اور چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گیا یہان جاوید خان کے سازش سے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاوے اور بجائے اوس کے وزیر سابق مسمی قمر الدینخان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خانخانان مقرر ہو جب وزیر کی شکست و ذلت کی خبر پہونچی تب بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑہہ آوے تو کیا کرنا چاہیے اسنے عرض کی اگر حکم ہو تو کچھہ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی تب فیروز جنگ نے کل کیفیت بشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شائستہ معرض بیان مین لایا اور سمجہایا کہ یہہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوتے ورنہ وہ مطیع

دشمن کی فوج مین پہونچا تو وہ پکار کر یہی کہتا تھا اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا جب پٹھان
توپون کے قریب پہونچے بندوقون سے گولندازون کو بھگا دیا زنجیرین لشکر گاہ کی تلوار سے
کاٹ دین اور وہان جا پہونچے جہان وزیر کھڑا تھا اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب بھی
خود ایک بڑی فوج لیکر اُنسے آملا نواب وزیر کی طرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانون نے تلوارین
ہاتھ مین لین اور کشتون کے پشتے لگا دیئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اوسوقت تلہر کا ایک
روہیلہ پٹھان وزیر کے عقب مین آپہونچا اور لڑائی ہوتی دیکھکر اوسنے ایک شتر سوار خبر لانے
کے واسطے روانہ کیا اوسکو حکم ملا کہ تم اِس جانب سے حملہ کرو جسطرف چنبر دار ہودے کا ہاتھی
کھڑا ہے اس مین وزیر سوار ہے اسطرف آدمی بھی کم ہین اس سے امید کیجاتی ہے کہ ہماری کوئی
روک بھی نہ کر سکیگا۔ تلہر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھہ اس طرف گھس آیا جہان وزیر
کھڑا تھا اوس کے بندوقچیوں نے بندوقین مارنا شروع کین وزیر کا فیلبان مارا گیا اور
اسکے بیٹے شجاع الدولہ کا اوستاد مرزا علی نقی بھی زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا
گولی جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر ہودے
مین گر پڑا اوسکا ہودہ نہایت مضبوط آہنی بہم کا بنا ہوا تھا اور بقدر بلند تھا کہ فقط سر اوس
نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے محفوظ رہا پٹھانون نے ہودہ خالی اور ہاتھی کو
بے مالک دیکھکر اوسکا کچھہ خیال نہ کیا اور مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے نعط نور الحسن خان
و محمد علیخان اپنے حال مین رہے یہہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب
کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی بجوا دیو مگر باوجود اس طبل بجنے کے سوائے دو سو
جوانون کے ایک متنفس بھی وزیر کے پاس نہ آیا اب رات ہونے لگی تب بھی نراین جگت نراین
کا بھائی بجائے مہاوت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر سوار ہوا گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا
مگر بہ مجبوری میدان جنگ سے مارہرا کی طرف واپس چلا وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی ہی
دیر بعد سورجمل جاٹ و اسمعیل بیگ و راجہ ہمت سنگہ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست

ولد شمشیر خان چیلہ کو کوڑہ کیطرف بڑھنے کا حکم ہوا کوڑہ جہان آباد صوبہ الہ آباد مین واقعہ ہو محمد امیر خان اونیسوان بنگش غازیپور پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا اور بیلون نے بھی شیخ کبیر و پرمول خان و دیگر سرداران کو معہ افواج شاہ آباد و خیر آباد کی طرف روانہ کیا اور انہون نے ان پرگنون پر بہ آسانی قبضہ کرلیا نیول راے کی شکست و موت ہونے سے صوبہ الہ آباد کے بڑے حصہ مین بدانتظامی واقع ہوگئی روپ سنگہ کہیچر جو پرگنہ کروانی پر قابض تھا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقعہ ہو دسمبر سنگہ ولد بندو سنگہ چندیلہ و گمان سنگہ کہیچر جو سابق مین پٹھانون کے دوست تھے اب ان سب سے مرہٹون نے سازش کی اور مثل سال گذشتہ اب بھی مرہٹون کو ندی پار بولانے کا ارادہ کیا ماہ ذیقعدہ ستمبر و اکتوبر ۱۷۵۰ء مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ قائم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہو۔ سانڈی مین جو اب ضلع ہردوئی مین ہو گر بڑ کر دیا اور امیٹھی کو جو اب ضلع سلطان پور مین واقع ہو لوٹ لیا اور بڑی فوج سے ڈال مئو کے جو گنگا کے کنارے و راے بریلی کو بھی قبضہ کرنے کا سامان کیا کہتے ہین کہ بعد فتح نواب احمد خان اکثر بی بی صاحبہ سے کہا کرتا تھا کہ قادر مطلق نے مجھے فضل نامتناہی سے ایک فتح مین دو نعمتین عنایت کیں ایک تو عبد المنصور کو زک دی دوسرے یہہ کہ رستم خان سے بھی نجات پائی کہ وہ نصف ریاست کا دعویدار تھا یعنے یہہ اوس اقرار کی طرف اشارہ تھا جو نواب نے نیول راے پر حملہ کرنے سے قبل رستم خان کے ساتھ کیا تھا کہ اگر وہ روپیہ دیگا تو بعد فتح نصف نوابی کا مستحق ہوگا +

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام جہام نواب احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان بہتاریان سرداران وزیر جو ایک ہزار پانسو سپاہ کے ساتھ وزیر سے ملنے گئے تھے لکھنؤ کی

سرکار سے فدوی لوٹے ہیں بیمار ہو [illegible] نواب ہی انصاف چاہیے اس میں جا حضور کی بادشاہ
نے بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تم نے عرض کی سب صحیح ہے محمد خان غضنفر جنگ اور
اوسکے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار سے نہیں کی یہہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے
لیکن تمہاری کیا رائے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم
کرے اوسوقت کیا کیا جاویگا فیروز جنگ نے التماس کی کہ صلاح دولت یہی ہے کہ نواب احمد خان
کو ایک فرمان شاہی معہ خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بھیجا جاوے اور اوسکو لکھا جاوے کہ اب تک
جو کچھ ہوا اوسکا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنی کیفر کردار کو
پہونچا اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہہ صلاح بادشاہ کو
نہایت پسند آئی فرمان شاہی معہ خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس
گیا شادل خان شجاعت خان قلزئی کے بھتیجے کو معہ دس ہزار سپاہ کے سرداران ماتحت
اس حصہ ملک کی حفاظت کے واسطے چھوڑا یہہ مقام پیشتر اوس کے چچا شجاعت خان کے
حکم میں تھا اب نواب احمد خان خود فرخ آباد کو واپس گیا چونکہ ملک کہ اب حاصل ہوا تھا اوسکے
کامل نظم و نسق کیواسطے نواب نے اپنے بھائیوں اور قرابت داروں کو جا بجا حاکم مقرر کیا مرتضی
خان نواب محمد خان کا چوتھا بیٹا اٹاوہ کو بھیجا گیا اور اوسکا تیرہواں بیٹا پھپھوند کا حاکم مقرر
ہوا اوسکے متعلق مقامات ذیل بھی سپرد کئے گئے یعنے سورکھ بسکت پور و سکرا وا و سوج اعظم خان
تیسواں بیٹا شکوہ آباد میں مقرر ہوا اوس کے متعلق سکیٹ کورا ولی علی پور کھیڑا کیا گیا
نواز خان خٹک اکبر پور و شکار پور میں مقرر ہوا ذوالفقار خان چیلہ عرف مجھلے نواب شمش آباد میں
مامور ہوا اوسکے متعلق چھبرامئو بسکندر پور و بھونگاؤں کئے گئے منور خان اٹھارواں
بیٹا پالی و ساندی کا حاکم مقرر ہوا خدا بندہ خان بارہواں بیٹا بلگرام کا فوجدار کیا گیا نواب
احمد خان کا بڑا بیٹا محمود خان و جہان خان چیلہ معہ دس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ و صوبہ
اودھ پر قبضہ کرنے کے واسطے بھیجے گئے اس زمانہ میں شادی خان سولہویں بیٹے دکالیحان ولد

اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کی اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ تھا تمام الہ آباد
کو خلد آباد سے لیکر قلعی تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور بچون کو قید کر لیا
کوئی جگہہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریاباد کے لوٹ سے باقی نہ رہی ان دونون
جگہون پر پٹھان قابض تھے نواب بقا اللہ خان و علی قلیخان وزیر کی جانب سے حفاظت قلعہ کی
کرتے تھے۔ اتفاقاً امراؤ گیر نام سنیاسی معہ پانچ ہزار برہنہ جنگجو فقیرون کے وہان تیرتھہ
کو آیا اور راجہ نے تہرا اور قلعہ کے درمیان ٹھہرا یہہ فقیر وزیر کے لوگون کی جانب شریک
ہوئے بقا اللہ کارآزمودہ آدمی تھا اور جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اوس نے دریا پر
ایک پل اوس مقام پر باندھا جو درمیان تربینی جو قلعہ کا پھاٹک ہے اور قصبہ ارایل کے
واقع ہے یہہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا
لشکرگاہ تو اوس قصبہ مین چھوڑا اور خود معہ فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا اور اوسوقت
فصیل سے برابر توپین دشمن پر لیتے نواب احمد خان پر چھوٹتی رہین اوسکی جانب سے
راجہ پرتھی پت اور دوسرے سرداروں نے قلعہ کو لینے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے
راجہ بلونت سنگھ جسے بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جھونسی کو پہونچا اور نواب کے
بیٹے محمد خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا محمد خان حال مین لکھنؤ سے
آیا تھا راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا اوسکو خلعت مرحمت ہوا اور
نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کرائی گئی باقی نصف پر صاحب خان ولد ارک جونپوری
نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم کیا کہ تم محمد خان
کو ساتھ لیکر ارایل کو جاؤ اور دشمن کو وہان سے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاؤ وہان ڈالو تاکہ
قلعہ کی آمد و رفت رک جائے اور باب رسد مسدود ہو راجہ نے منظور کیا لیکن اپنی لشکرگاہ مقام
جھونسی کو آکر یا وہین جمع کرنے کا حکم دیا جب نواب بقا اللہ خان کے جاسوسون نے
اس ارادے کی خبر اوسکو پہنچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی اور باہم اپنے لوگون

راے سے جھوسی کو بھاگ گئے تب علی قلی خان صوبہ الہ آباد کا اونسے ملنے کو آیا اوس وقت
اوہنوں نے معلوم کیا کہ شادی بیس ہزار سپاہ کے ساتھہ آیا ہی علی قلی خان اپنی فوج اور
کچھہ راے پرتاب نراین کی فوج کی لیکر شادی خان کے مقابلہ کو بڑھا دونوں فوجوں کا
کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی شادی خان شکست کھا گیا جب
اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اوس نے ارادہ کیا کہ بہت سے کمک بھیجے مگر
صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلئے کیونکہ آپ کی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد
کا قلعہ خالی کر دینگے بقاء اللہ خان و علی قلیخان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام
وہانسے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوئے ۔ احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین
پہونچکر چند روز قیام کیا اور یہہ عزم کیا کہ خود وہان سے گھر کو واپس آوے اور جنگ ان
تین سردارون یعنے منصور علیخان و رستم خان بنگش و سعادت خان افریدی برادر محمود خان
و بخشی نواب قایم خان کے ہاتھہ چھوڑ دے ان تینون سردارون کے پاس بہت سی
سپاہ نوکر تھی لیکن مشرقی صوبہ جات کے حاکمون یعنے پرتھی پت ولد چھتر دھاری ولد چبیلہ سنگہ
سوم منشی حاکم پرتاب گڈہ اور راجہ بلونت راو حاکم بنارس کے وکیل جو اوسکے پاس پہونچے
تو اوسکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی یہہ وکیل بہ ذریعہ مستجاب خان و حاجی سردار خان
کے جو اوسوقت حاضر تھے نواب کے روبرو پہونچے مضمون نامہ جات کا یہہ تھا کہ اگر
آپ الہ آباد کی طرف بڑہینگے تو ہم لوگ کوشش کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرا دینگے
پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپ کے قبضہ مین آجاویگا ان نامون کے پہونچنے سے
نواب الہ آباد کی طرف بڑھا راجہ پرتھی پت پرتاب گڈہ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے
کنارے خیمہ زن ہوا جب نواب وہان پہونچا اوسنے دریا پار ہوکر نواب سے ملاقات کی
اوسوقت نواب نے اوسکو خلعت عطا کیا اور خواوس کی درخواست پر اوسکو پیش لشکر مین
قایم کیا ۔ الہ آباد کو پہونچکر نواب جمنا سے گنگا کو عبور کرکے جھوسی کو پہونچا اور میان

نصیب ہوئی اور میدان جنگ پر قابض ہوئے جسجگہہ یہہ لوگ مقیم تھے وہانسے پل تمام و کمال
نظر آتا تھا جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی فوج
کو دشمن پر بڑھا لیگیا جب منصور علیخان کے لوگون نے یہہ حال دیکھا از راہ رشک جلد
بڑھکر اون لوگون سے آگے ہوئے حسام الدین کہتا ہی کہ مین خود اوسوقت موجود تھا اور منصور علیخان
کی فوج مین تھا بعد فتح کے حسام الدین و سعادت خان فصیل کے قریب کھڑے تھے جہان
سے سب کا سب پل معلوم ہوتا تھا انکا یہہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جاوین راجہ کی بھی یہہ
رائے ہوئی لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سنی فوراً ایک شتر سوار
نواب منصور علیخان کو واپس بلانیکے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر
سر دے مارنے کے برابر ہی حکم پاتے ہی منصور علیخان نے قصد لوٹنے کا کیا مگر [illegible] پیچھے
کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ قلعہ خالی ہوگیا ہی پس اسمین کیا قباحت ہی اگر ہم
پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی شخص باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی
چلاویگا پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جاویگی تو تصور کرینگے کہ قلعہ خالی ہی اور اوس پر
قبضہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصد نہین کرسکتا ہون یہہ
کہکر شادیانے فتح کے بجوائے اور نواب کی خدمت مین واپس آکر بعد دوسرے سردارون
کے نذر گذرانی جسوقت محاصرہ ہو رہا تھا نواب نے صاحبزمان خان ولد [illegible] جونپوری کو
مقامات جونپور و اعظم گڈھ و اکبر پور و دیگر مقامات مین اپنا نایب مقرر کیا بلونت سنگہ نے
نصف مالیت کے دینے سے انکار کیا اور صاحبزمان خان کو حکم پہنچا کہ اوسکو ملک
سے بھگا دو اوسکو کمک بھیجی گئی اور اکبر شاہ راجہ اعظم گڈھ اور شاہجہان زمیندار لعل
اوسکے آکر شریک ہوئے اول اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہی فوج اکبر پور
مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہان پور کا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا
ازان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھ گھنٹے سخت لڑائی کی بعد حملہ آور ہوکر گھس آئے

مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر کرنا چاہئے جس سے دو جانب سے ہم پر حملہ ہونے پاوے
آخر اسپر رایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کریں چنانچہ
بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے متعلق ہوئی
اندر گیر سپاہ سے بھی حکم پاکر شریک ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑھا اور گنگا کے
کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر بعزم جنگ کھڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان
نے یہہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اونسے نواب منصور علیخان
و نواب شادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنے کا [illegible] جب حکم دیا وے آگے بڑھے علاوہ
ازین اونکے ساتھہ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان [illegible] دو ہزار ماتحت
سعادت خان آفریدی اور دو ہزار [illegible] خان کے حکم مین [illegible] ہزار [illegible] علیخان
آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبد [illegible] خان [illegible] کے حکم مین تھے اونکے سوا
اور بھی سردار ساتھہ تھے جیسے نامدار خان برادر نواب [illegible] خان و [illegible] خلیل خان
[illegible] نامدار خان برادر ہمت خان [illegible] عبداللہ خان [illegible] نے ان سب کو حکم
دیا کہ اپنی فوج کے ساتھہ بڑھکر دشمن کو بھگادین راجہ [illegible] نے کہا کہ تمہارا
مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ راجہ حملہ مین آگے ہوا اور جنگ شروع ہوئی [illegible] توپ
و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا آخرکار راجہ ہاتھی چڑہ گئے تھا [illegible] دشمن کی سپاہ مین
[illegible] یہہ دیکھکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑھے راجہ ہاتھی سے اوترکر
[illegible] پر سوار ہوا [illegible] اسکے ہمراہی اپنے گھوڑون سے اوترکر شمشیر [illegible] دشمن پر جھپٹے
[illegible] مقام پر پہونچکر منصور علیخان پھر اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہونچا بقاء اللہ
نے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے اور جب بقاء اللہ نے دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے
ساتھہ پل کے پار گیا اور گولہ انداز مین قلعہ مین چھوڑ کر پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے
وقت اپنے کنارہ کی طرف پل توڑ دیا نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے فتح ہوئی

وزیر راجہ جٹون سے شکست کھا کر ۲۹ شوال مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو دہلی کو واپس آیا اور یہان پہونچکر اوسنے دیکھا کہ بادشاہ مجھسے سخت ناراض ہین تو نہایت غمگین ہوا ایک عرصہ تک وہ گھر سے نہ نکلا ہر وقت سر پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہتا تھا آخر الامرا اوسکی بیگم نے اوسکو ڈھارس دی اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہے سب تمکو دیتی ہون یہہ سنکر اوسکو ہمت ہوئی اور اوسنے راجہ ناگر مل اور لچھمی نراین اور اسمعیل بیگ خان کو طلب کیا اسمعیل بیگ نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانا چاہیئے ناگر مل کی رائے ہوئی کہ روہیلونکو بلانا چاہیئے اور کہا کہ قایم خان کے حملہ کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین ولیکن اگر کوئی اہل غنیم اونسے لڑنے جاویگا تو سب متفق ہو جاوینگے تب وزیر نے لچھمی نراین سے صلاح پوچھی اوسنے مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ جی آپا اور ملہر راؤ کے پاس ستر اسی ہزار فوج اسوقت کوٹہ کے قرب وجوار مین ہے ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کیواسطے بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہہ جانتی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت رضامند کرنا چاہیئے بدین غرض وزیر نے جوگل کشور کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور اوس سے اعانت چاہی اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا وزیر کا حال بالتصریح سُننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بحث بالمواجہ ہونی چاہیئے ہر روز چہارشنبہ میں بغرض فاتحہ خوانی حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کی درگاہ کو جاونگا بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آونگا اوسوقت جن جن پیچیدگیون کو وہ سلجھانا چاہے مجھسے بیان کرے جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے اوسکا پیام بیان کیا چارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار شریف کی زیارت کے بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا ادھر ادھر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ

اوروس مقام پر قابض ہو گئے صاحبزادہ نجان نے آپ ہی بڑھنے میں تاخیر کی اور قدم الہ آباد
کی طرف کوچ کیا یہہ مقام جونپور سے میل شمال مشرق ہے بلونت سنگھ نے عہد و پیمان
ہونے کے بعد جسکا مذکور مشتہر ہو چکا ہے صاحب زمان خان معہ سردار افغان کے اوس حصہ
ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہے اسکے
تھوڑے عرصے کے بعد نواب احمد خان معہ خبر جنگ کہ صفدر جنگ اودھ سے فرخ آباد کی
طرف چڑھ گئے ہیں اوس طرف روانہ ہوا بلونت سنگھ گنگا پور سے جو بنارس سے تھوڑے
فاصلہ پر واقعہ ہے روانہ ہوکر مرزا پور میں پہونچا یہہ مقام جونپور سے بالکل جنوب میں ہے
اور صاحبزادہ نجان سے اپنے ملک کے واسطے ہاتھ ملا لیکن یہہ دونوں تنہا تھے مین کا صفدر جنگ کا
منحصر تھا بلونت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنی ہم قوم افغان یعنے صاحبزادہ سے
جنگ کرنے کا انکار کیا لاچار ہوکر بلونت سنگھ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا صاحبزادہ نے
اپنے جانشین پورین پر ڈیرا ڈالا دوسرے روز اوسکی فوج میں باعث قلت تنخواہ کے
بلوہ ہو گیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کی طرف روانہ ہوا صاحب زمان خان ملک تنہا کو گیا اور
وہان کے راجہ نے اوسکو پناہ دی تھوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن
بلونت سنگھ نے پھر اوسے معزول کردیا اوسکی وفات کے اوسکے بیٹے اوسکے جانشین ہوئے
مگر اون میں سے کوئی قابل مذکور نہیں ہیں یہہ نقل ہے کہ جب بنارس کے مہاجنون نے
پٹھانون کی آمد سنی تو انہون نے کہا ہم دو کڑور روپیہ بطور تحصیل داخل کرتے ہیں شہر
کہ پٹھان ہمارے شہر میں نہ آویں انکا یہہ حال بیان کرتے تھے کہ اگر ہم پٹھان کو خواب
میں بھی دیکھتے ہیں تو کانپنے لگتے ہیں۔ غرض کہ دو کڑور روپیہ دیا گیا اور
پٹھان واپس گئے۔

فتح گڑھ کا محاصرہ اور نواب کا بھاگنا

اسکے بعد خان کا عزم مرتگا اور خبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہے کہ اوسنے لشکر عظیم اکٹھا تو کیا ہی علما یہہ کہتے ہین کہ کتاب آخون درویزہ مصنفہ مرشد دی افغانان مین یہہ لکھا ہی کہ کوئی افغان سردار جمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہونچیگا پس اسصورت مین احمد خان جس کے پاس ایک لاکھہ سے زاید فوج ہی اور سات صوبے قبضہ مین ہین اپنے تئین بادشاہ قرار دینے سے کیونکر باز رہ سکتا ہی جب جاوید خان نے اس طوالت کے ساتھہ یہہ فریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہوکر پوچھنے لگا کہ اب اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہے یہہ سنتے ہی جاوید خان نے عرض کی کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوسکو تفویض کیا جاوے بادشاہ نے اوسکا جواب یہہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھہ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر توپ وبندوق وغیرہ سب کچھہ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوسکو شکست فاش دی اور اب جبکہ احمد خان کی طاقت بہت بڑہ گئی ہے تو صفدر جنگ اوسی دل ہاری فوج سے اب کیا کر سکتا ہے او زدہ را باید زد مثل مشہور ہے بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام ہے مین اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون کیونکہ ایسی تجویز مین کبھی ایسی خفت ہوگی جاوید خان نے جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بھی تدابیر ہین آپا سیندھیا اور ملہر راو جو اسوقت راجپوتانہ مین ہین اور گواہ اوسکے مخالف ہین لیکن اگر طلب کیے جاوین تو حضور عالی کی نوکری کرینگے اور ایسی استماع کی امید سے جو حکم اونکو دیا جاویگا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھہ عمل مین لاوینگے سورج مل جاٹ کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھہ گئی تھی مگر اوس نے شکست نہ پائی یہ منفعت جوئی سوا اسکے حافظ رحمت خان روہیلیون کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہے آخر الامر بادشاہ جاوید خان کی باتون مین آگیا اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اوسکا قصور معاف ہوگیا ہے کل دربار مین حاضر ہو جاوید خان خوش خوش

کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمہاری طرف سے بان پھر گیا ہو اونسکو جرأت نہیں ہو کہ کوئی بات
بہتری کی تمہارے حق مین حضور مین عرض کرے اور نواب فیروز جنگ نواب احمد خان کیواسطے
سعی کرنے پر مستعد ہو کر کسیکی مجال نہین ہو کہ اونکے خلاف ایک بات بھی مونھہ سے
نکال سکے وزیر نے بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس
معاملہ مین دست اندازی کرین اور بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین
تو قرین صواب ہو نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہارے
حق مین سفارش کرونگا اور انشاء اللہ تعالی بادشاہ سلامت کے مزاج کو بہت جلدی صاف
کرونگا بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تھوڑے روز کے بعد ایک خط
کے پاس سے جو احمد خان کے لشکرگاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبہ
مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت و راجہ بلونت سنگہ دوسرے زمیندار معہ زرکثیر نواب کے
خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے تئین نواب کا مطیع قرار دیا ہے ہمی الہ آباد کے محاصرہ کے
واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین بڑی فوج جمع ہوگئی ہو اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہو
ایک لاکھہ سوار اور بیشمار پیدل زیر لواے نواب احمد خان مجتمع ہوگئے ہین دیکھا چاہیے
بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہو نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح
وزیر سے اقرار کیا تھا کہنا شروع کیا اور جو جو باتین وزیر نے ابتداء وداع میں اسکو
سکھلائی تھین اونسے بادشاہ سے بیان کین ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے دل پر
بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہون مجھے سخت تردد ہوتا ہے
بہری نیند جاتی رہتی ہو صفدر جنگ کے شکست کھا کر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے
ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامہ کے احمد خان کے نام بہ تقریب باعث سروری بھجوایا
تھا اوسپر قناعت نہ کرکے اوسنے ریاست ہائے خالصہ پر بھی قبضہ کر لیا ہو اور اپنے بیٹے
کو بغرض تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہو اور خود الہ آباد کو محاصرہ کئے ہوئے ہو اسکے بعد

بچھہ فاصلہ تک اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہراؤ اور آپا صاحب بادشاہ
کے حضور میں حاضر ہوئے اور خلعت مرحمت ہوا وزیر نے سورج مل جاٹ کو بلوایا اور اوسکو بھی
خلعت ملا وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا
اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو صفدر جنگ اپنی فوج لیکر معہ اونکے جو اوسکے
شریک تھے یعنی فوج شاہی و جاٹ کے دریاے جمنا پار ہوا صفدر جنگ نے پہلا یہ
حکم مرہٹون کو دیا شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کوئل کی نواح سے بھگانا چاہیے اور
جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے فرخ اباد کی طرف بڑھنا چاہیئے
ملہر راو اور آپا صاحب نے پنڈارا سواروں کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور
ویران کرتے چلے جاؤ بمجرد حکم کے لوٹنا شروع کیا اور شادل خان کو جا گھیرا تھوڑے عرصے میں
ملہر راو اور آپا سندھیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا اگرچہ شادل خان کے پاس
بمقابلہ غنیم کے فوج بنہایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا اور جہانتک
ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے
آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہوکر قادر چوک کو پہونچا وہان سے اوسنے کل حال احمد خان کو مقام
الہ آباد لکھہ بھیجا اور مشرق سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا شادل خان
ابتداے جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۴ھ یعنے مارچ و اپریل سنہ ۱۷۵۱ء کو پسپا ہوا وزیر کی شکست مورخہ
(ستمبر سنہ ۱۷۵۰ء) سے چھہ مہینے بعد احمد خان نے مرہٹون کے مقابلہ سے شادل خان کا پسپا
ہونا سُنا نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی
طرف جانا ضرور ہے انشاءاللہ تعالی اوسکو بار دگر واپس آتا ہوں اوسوقت اضلاع مشرق پر قبضہ
کرو مختار راجہ پرتھی پت نے کہا میری ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب
معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکا ہے اب آپ کیسی عجلت کرینگے تاہم بروقت پہونچنا
محال ہے اور بالفرض آپ عین وقت پر پہونچ بھی گئے تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جاویگی اوسکے جمع کرنے

اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہونچا پہلے دونون باہم بغلگیر ہوئے بعد ازان گفتگو
بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان جوگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان
کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہو اور فی الفور ایک رقم نذرانہ کی
تیار کرے تعداد نذرانہ کی ۵ لاکھ روپیہ سے کم نہو جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ
۵ لاکھ نذر علیحدہ ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہیے دوسرے روز
علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام مین سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا
امرا و اراکین حاضر ہوئے اور آداب بجا لا کر اپنے اپنے پایہ پر کھڑے ہوئے اوسوقت نواب جاوید خان
کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ سلطانی مین حاضر کرے جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہونچا
بیس خوان جواہر و پارچہ ہای قیمتی کے اوسکے روبرو پیش کیے گئے بعد ازان وے حضور مین حاضر
ہوئے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر چھاتی سے
لگایا وزیر نے عرض کی غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے بقول سعدی علیہ الرحمہ بندہ
ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد + ورنہ سزاوار خداوندیش + کس نتواند
کہ بجا آورد + بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے بعجز تمہارا قصور معاف کیا اور عذر پذیر کیا
خلعت نہ پارچہ و فیل و اسپ از اصطبل شاہی و شمشیر وزیر صفدر جنگ کو مرحمت ہوئی وزیر نے
بھی نذرانہ تعدادی ۵ لاکھ پیش کی اور رخصت ہو کر پچاس ہزار روپیہ خیرات
کرتا ہوا گھر کو روانہ ہوا حسب استدعاے جاوید خان ملہر راؤ و آپا سیندھیا کے نام
ایک فرمان شاہی جاری ہوا رام نراین قاصد کو گڑھ سے دوڑا او اسطرف اور دہلی سے
دوسو اکسٹھ میل جنوب مین مرہٹے ملے۔ آپا سیندھیا نے دو کروڑ روپیہ طلب کیے
رام نراین نے کہا کہ پچاس لاکھ روپیہ دینگے آخر کار ملہر راؤ ایک کروڑ پر راضی ہوا
اور آپا صاحب کو بھی سمجھا کر راضی کیا اور بعض کہتے ہین کہ ۵ ہزار روپیہ تا نفاذ جنگ
کا اقرار ہوا بہر حال مرہٹے دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور جلد آپہونچے ایک عہدہ دار

اسکا کوچھوڑکر ... مقامات کو روانہ ہوا تو ابھی حکم کے بموجب نواب کا بیٹا محمود خان جس کی عمر ... وقت ۲۵ سال کی تھی اور یہ ہو کر جھونسی سے بسمت مغرب روانہ ہوا اثناے راہ مین للیتا ... کیمپری کے زمینداروں نے نواب کے توشہ خانہ کی گاڑیان لوٹ لین یہہ کھیڑہ ... ڈیل لکھنؤ سے جنوب کی طرف واقع ہے جب محمود خان کو یہہ خبر ہوئی کہ اسباب لٹ گیا اور چند سپاہی مارے گئے اوسنے فوراً مقام کیا اور گانوں کو لوٹ کر باشندوں کو قتل کر ڈالا بعد لڑائی کے کئی ہزار مندوقی گانوں سے واپس ملے جب وہ مغرب کی طرف آگے بڑھا اوسنے سنا کہ لکھنؤ اور کاکوری کے شیخون نے سر اُٹھایا ہے اور پٹھانون کو نکال دیا ہے چونکہ اوس وقت مین استقلال ممکن نہ تھا یہہ نوجوان نواب آگے بڑھتا ہوا بلگرام کے قریب پہونچا یہان اوسکو روک ٹوک ہوئی بالآخر ساندی پالی سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اوس مقام پہ پہونچا جس کی دوسری جانب بمقام فتحگڈھ اوسکے باپ کا لشکرگاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہوکر چھہ روز کے عرصہ مین اپنی دار الریاست کو پہونچا مگر اوسکے ساتھی جو محض زر آشنا تھے دشمنے سے اوسکے ساتھ چھوڑ چھوڑ کر جائے عافیت مین پناہ گزین ہوئے صرف وہ لوگ جنکو ننگ و ناموس عزت و مرتبہ کا خیال تھا وہ ساتھ رہگئے پہلے اوسنے بی بی صاحبہ اور اپنے دوسرے رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہونچا دینے کی فکر کی یہہ سب بمشکل تمام وہانسے آنولہ شاہجہانپور کو روانہ ہوئین شہر کے بہت سے باشندوں نے جب بی بی صاحبہ کو وہانسے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا اور اونسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہئے تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر و مہاجن اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لئیق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر ہوئے انہون نے عرض کی کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہی اور نواب کی فوج مقابلہ اوسکے گویا دال مین نمک کے برابر ہے یہہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین مگر بہادر ہین لیکن بزرگون کا قول ہی کہ ایک شخص بمقابل حریف کے جنگ کر سکتا ہی اور نہ ایک ہزار سے

کی وقت ہوگی لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ [illegible] پار ہو کر [illegible] میں [illegible]
جانب مغرب روانہ ہوں اس میں چند فواید ہیں ایک تو شتاب روی گی کرنا شیر گی فوج بھی
منتشر ہوگی اور زمیندار لوگ اودھر کے جو اپنے اپنے گھروں سے بھاگ گئے تھے وہ بے فکر
مدد دیوینگے اور سپاہ سے دینگے دوسری وجہ یہہ ہے کہ بہت سی روز آشنا فوج یعنی کرایہ
کی فوج جو آپ کے حکم میں جمع ہوئی ہے جب آپ فرخ آباد کو بعجلت روانہ ہونگے یہہ سب
ساتھ چھوڑ دینگے۔ نواب نے کہا میں اپنے سرداروں سے مشورہ کر دن دیکھوں اونکی کیا
رائے ہے راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان بنگش و گل خان علی زئی و محمد خان فریدی و [illegible]
اورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سرداران کو طلب کیا جسوقت انہوں نے راجہ کی صلاح سنی
انہوں نے کہا علیحدہ باہم مشورہ کر کے جواب دینگے زاید لوگوں کی رائے تو یہہ ہوئی کہ گنگا کو نہ
جانا چاہیئے فقط حاجی سردار خان کی رائے اسکے خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اگر گنگا پار جائینگے تو دشمن بالیقین یہہ تصور کریگا کہ ہم خوف سے
بھاگ گئے ہم کو خوف نہ کرنا چاہیئے یہہ وہی مرہٹے ہیں جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہیں اور
اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے اور ہمارے
نزدیک اوسکے فوج کی یہہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہے
نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا تم کیوں خاموش ہو اوسنے جواب دیا
کہ میری بات سے یہہ لوگ خوش نہ ہونگے میری رائے راجہ پرتھی پت کی رائے سے مطابق
ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اون کی رائے بہت مناسب ہے حسب صلاح سرداروں کے فرخ آباد
کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھہ مشورہ قرار پایا تھا اوسے اونکو اطلاع دی
راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا میں تمکو بالفعل اس ملک میں بطور اپنے نایب
کے چھوڑے جاتا ہوں لہذا تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودھر کے زمینداروں سے کہو
کہ اپنے اپنے گھروں میں جا بسو راجہ کو اسوقت خلعت مرحمت ہوا اور وہ رخصت ہو کر دریا سے

احمد خان [illegible] مرہٹوں [illegible] جا کر چارون طرف رسد بند کردے اور انہین سے [illegible]
یا چارہ اولیت کو نہ پہونچنے پاوے بموجب حکم کے انہون نے تانتیا کو بجمعیت دس ہزار سوار
فرخ آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہونچے انہون نے دیکھا کہ سردار چھوڑ کر
چلے گئے ہین انہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگادی جب مرہٹون کے سوار شہر
مین پہونچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بھوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید
اونکے دل مین تھی وہ سب جاتی رہی اب وے اوس مقام کی طرف روانہ ہوئی جہان نواب
آمادہ جنگ مقیم تھا جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہرراو و سندھیا نے ہمکو
اس فوج سے لڑنے اور اوسکے محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہہ نواب ایسا جری ہے اور اوسکی
قوم ایسی بہادر ہے کہ اوسنے تھوڑی ہی فوج سے وزیر کی بیشمار فوج کو زک دی اپنے لوگون کے
ساتھہ بڑے حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہئے یہہ سنکر کہ کچھہ توپین یاقوت گنج مین لگی ہین
جو شہر سے پانچ میل اور فتحگڑھ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے لئے چند سوار
اوس طرف روانہ کئے انہون نے چند گنوارون کو جمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لیچلے
جب قاسم باغ کی قریب پہونچے جو فتحگڑھ سے نصف میل جنوب مین ہے پٹھان گڈھون مین
کمین گاہ مین تھے فوراً مرہٹون پر آن پڑے توپین اونسے چھین لیں اور پھر کر اونہین پر سرکین
اور گولی اور بان تیر چلانا شروع کئے یہانتک کہ کتنے مرہٹون کے آدمی کھیت رہے اور باقی
بھاگ نکلے جب تانتیا نے یہہ آفت دیکھی خود گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی فوج کو نکلنے کا حکم دیا تانتیا
کی کل فوج پٹھانون پر آپڑی اور گولی اور بان و تیر چلانا شروع کئے یہہ سنکر [illegible] کی آواز [illegible]
نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آکھڑا ہوا اور اپنے رسالہ کو حکم دیا
کہ پٹھانون پر گولی چلنی نہ پاوے جلدی جاکر مدد کرو شامل [illegible] خان آفریدی و سعادت خان آفریدی
و محمد خان آفریدی و محمد علی خان آفریدی خان میان خان بنگش محمد خان کوہ الیاری و شاہ مدار خان
برادر نواب عزت خان نور خان ولد خلیل خان سنبہل خان [illegible] و دیگر افغانان سردار

اِس مین شک نہین کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت [illegible] سپاہی مرہٹون [illegible]
سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر
آیا ہے جاٹ ومرہٹے مور وملخ کی طرح ایک انبوہ کثیر کے ساتھہ آئے ہین لہذا مصلحت وقت
یہہ بھی ہے کہ یہانسے حسین پور کے گھاٹ پر گنگا کے کنارے اُٹھہ چلنا چاہئیے وہان ایک
چھوٹا سا قلعہ ہے جہان سے تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے اس قلعہ کے گرد بڑا
وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس میدان کے کنارے پر ٹوٹے غار اور خندقین بہت ہین
اس مقام پر پڑاؤ ڈالنا خوب ہوگا اِسکا مذکور نہین ہے کہ شہر کا قلعہ کیون بیکام ٹھہرا شاید وجہہ
یہہ ہو کہ دشمن اطراف کی آمد ورفت روک دین اور آمد رسد بند کر دین علاوہ اسکے پیچھے دریا
بھی ہے جسمین کشتیان بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہین مگر تاوقتیکہ دشمن پار ہوکر دوسرے کنارے
پر قابض نہ ہو یہہ خوف کشتی موجود ہونے نہین ہو سکتا ہے باستماع صلاح سرداران ورشتہ داران
وشمشیرگذاران نواب نے اسی مشورہ پر اتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہوکر معہ
لشکر دریاے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہونچا اور وہان لشکرگاہ قرار دیا دوسرے
روز توپخانے پہونچے اور توپین لشکر مین داخل ہوئین نواب خود خندقون وغارون کی طرف
جنکا مذکور ہو چکا ہے گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین توپون پر اپنے
بھائیون اور رسالدارون کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا اور ناؤون کا ایک پل تیار کر دیا
جس وقت پل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنے بائین کنارے پر
پہونچا اور شادل خان غلزئی بھی قادر چوک سے آیا اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون
نے نواب کی ملازمت حاصل کی اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہین کہ وہان کیا گذری جب
وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری
کر رہا ہے اوسنے ملہر راؤ کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے انہون نے جواب دیا
کہ ہم تمہارے مطیع حکم ہین وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھہ

دشمن ہے حملہ کریں حافظ رحمت خان نے پہلے تو یہہ عذر کیا کہ ابھی ہمکو قایم خان کے خون کا دعوی باقی ہے تاوقتیکہ وہ ہو جاوے ہمکو اپنے آدمی تمہارے قابو میں کرنے سے خوف آتا ہے نواب نے جواب دیا کہ ہم نے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوسکا دعوی ہم نہ کرینگے بعد پہونچنے اس خط کے سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان دوندے خان دلاور سردار خان وبہادر خان چیلہ دفتح خان کو طلب کیا رحمت خان بباعث اسکے کہ وزیر سے اور اوس سے اتحاد تھا خاموش بیٹھا رہا اور دوسرے سردار بھی اوسکی خاموشی کی وجہہ سے چپ رہے نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم کچھہ بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا آخر تمہارا ارادہ کیا ہے اوس نے جواب دیا جو سب سرداروں کی راے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک نہ ہونا چاہیئے بہادر خان چونکہ شجاعت خان کے باعث سے سب روہیلوں سرداروں مین عزت رکھتا تھا بول اوٹھا چھہ کیا ای سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیوں نہین پہن لیتے ایسے نامردی کے الفاظ بھی کسی پٹھان کے منہہ سے نہ نکلے ہونگے اور نواب کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر کوچ کا حکم نہ ہوگا تو کل مین اپنی پلٹن لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاؤنگا اور جس پٹھان کو اپنے نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھہ ہونیکا اختیار ہے یہہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا نواب سعد اللہ خان محل مین گیا اور جو صحبت حافظ رحمت خان وبہادر خان مین ہوئی تھی لفظاً لفظاً اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان کا شریک ہون مان نے جواب دیا کہ ایسے امور مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری راے مین یہہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری کی وجہہ سے منع کرتا ہے اور بہادر خان اپنے عزت ونام کے واسطے یہہ عزم کرتا ہے یہہ گفتگو اپنی مان سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آیا اور اپنے خاص خاص سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو سو ہو کل ہمنے

مورچہ کو چھوڑکر پٹھانون کی مدد کو پہونچے تامیا بھی کو بیر بڑھا لیکر آ پہونچے جب دونون
فوجین قریب ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی پٹھانون نے یہان تک سختی سے
حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر تلوارین چھین لین آخرکار مرہٹے حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگے جب اس فتح
کی خبر احمد خان کو پہونچی اوسنے شتر سوار بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھین یہیں سے واپس آوین
سردارون نے یہہ حکم سنکر فوجین جو واپس لی تھین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ
اونکے پیچھے ہو لئے۔ نواب نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردار کو خلعت عنایت کیا اور
اپنے خیمے کو واپس گیا۔ تامیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر معہ جاٹ و مرہٹون اور باقی فوج کے کوچ
کرکے نواب کے لشکرگاہ کے خندق کے قریب آپہونچا۔ ملہر راو و آپا سیندھیا و تامیا کو قاسم
باغ مین چھوڑکر خود آگے بڑھا اور سنگی رام پور مین پہونچا۔ یہہ ایک گھاٹ دریاے گنگا کا دریاے
ٹھکور کے سنگم سے قریب بارہ میل کلکتہ سے بڑھکر پرگنہ بھوج پور مین ہے یہان اوسنے
اپنا لشکرگاہ قایم کیا اور نورالحسن خان بلگرامی کو حکم کیا کہ کشتی کا ایک پل تیار کرادے جب
نواب احمد خان نے یہہ خبر سنی اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین
کرکے دیکھو کہ پل تیار نہونے پاوے اس نوجوان نواب نے شادل سنگھ برادر شمشیر جنگ
چیلہ محمود کو اوس طرف بھیجا یہہ سردار معہ فوج کے اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پل تیار ہو گیا
تھا اونے ایسے گولے اور بان اور تیر چھوڑنا شروع کئے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے اس
مرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع کیا اور زیادہ کامیابی
حاصل ہوئی۔ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی نواب نے ہر جانب مدد
کے واسطے لکھا علاوہ دوسرون کے اوسنے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان سردار
روہیلہ کو بھی طلب مدد کے تحریر کیا اور یہہ لکھا کہ ہمارے تمہارے درمیان مین مناقشہ ہے
لیکن یا بھی جھگڑے طے ہوتے رہینگے لیکن یہہ ضرور ہے کہ غیر کے ہاتھ سے بھی ضرر رسوا
رکھا جاوے۔ امید ہے کہ آپ فوج براے مدد روانہ کرینگے تاکہ ہم اس غنیم پر جو ہم دونون کا

منصور علیخان بھی تھا اور انکی فوج مین سے قریب کو کچھہ سپاہی علحدہ مرہٹون پر حملہ کرتے مین اور انکی
سر بیرون پر ہجاتے ہین آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمہاری ناک
پہونک دونگا [illegible] تم اوس طرف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور ان دونون باتون
مین سے کوئی ایک ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اون کے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو
یا اپنی جان دو۔ یہہ خبر سنکے اگرچہ مرہٹون مین شریک ہوے اور تہوڑی دیر کے آرام کے بعد
قاسم باغ کی طرف اوس جانب بڑھے جہان توپخانہ تہا یہہ حکم منصور علیخان نے مرہٹون بیٹے نواب
نجف خان کے قائم تھا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تھی فقط ناہموار زمین تھی جب
پٹھان سوارون نے دیکھا کہ مرہٹے توپخانہ کے قریب ہو پہنچے تب اپنے گھوڑون سے
[illegible] اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا پٹھان جو دشمن کے منتظر ہی
[illegible] ایک بار اونکی بہری اور بان چلاے بعد ازان تلوارین کھینچ کھینچ کر اوپر جھپٹے اور
بہت سے مرہٹون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے انہون نے بھاگ کر قاسم باغ مین پناہ لی
پٹھان سوارون نے انکا تعاقب کیا اور باغ سے اونکو نکال کر توپخانہ پر قابض ہوگئے دائین طرف باغ کے
مشرق مین ایک کشادہ سطح زمین نشیب مین تہی جہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی جب
مرہٹون نے دیکھا کہ [illegible] کی فوج بھاگی اور پٹھان [illegible] چہوڑ کر اونکے تعاقب باغ تک
پہنچے [illegible] مرہٹون کے سوار درمیان افغانان محمد خان اور اونکے توپخانہ کے [illegible]
[illegible] کے تعاقب [illegible] افغان نے دیکھا کہ دشمن نے ہمارا واپسی کا رستہ
روک دیا [illegible] تیر گہوڑون کے پیرون پر چلاؤ اور تلوارین بھی [illegible] گہوڑون
[illegible] پیرون پر لگاؤ جب دشمن گرجاوین پہر اونکو قتل کر لینا [illegible] مگر اپنی خود [illegible]
مرہٹون پر حملہ کیا [illegible] آخر مرہٹے [illegible] جنگ شروع ہوئی منصور علیخان
صاحبزادہ بہیر جنگ اپنے مورچہ سے دیکھہ رہا تہا یہہ دیکھکر اوسنے اپنی تلوار لی اور حملہ
[illegible] دشمن کی طرف چلا اوسکے ہمراہی بہی فقط تلوار لیکر اوسکے ساتھ ہوگئے [illegible]

روانہ ہونگا جسکا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرون کو اختیار ہو تب اوسنے بہادر خان
کو بلا کر یہہ حکم دیا کہ میری فوج مین یہہ حکم سُنا دو کہ جو جواب پنیں میرا ملازم جانتے مین
تیاری روانگی کی کرین نہین تو مین سب کو برطرف کردونگا بہادر خان نے یہہ حکم سنا دیا سوا
حافظ رحمت خان دوندی خان کی فوج کے باقی ہمراہی فتح خان خانساماں روانگی پر آمادہ
ہوئے اور دوسرا کوچ ہوا - یہان کچھہ مذکور فتحگڑہ کے لڑنے والون کا ہوتا ہی - ہر روز ملہر راؤ
اور آپا سیندہیا کے لشکر سے نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا قریب غروب
برابر توپین چلا کرتی تھین اور ہر شام کو افغان اپنی خندقون سے نکلکر توپخانہ پر حملہ کرتے
تھے اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگاکر دو ایک چھوٹی توپین اپنے لشکر
مین کھینچ لاتے تھے تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر
اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وے سب نواب کے خیمہ کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو اکٹھا
دیکھکر اپنی ایک بڑی توپ اُنکی طرف رُخ کرکے سر کی - اتفاقاً گولہ کاظم خان ولد شمشیر خان
شہید کے پہلو مین لگا یہہ اوسوقت عصر کی نماز پڑہ رہا تہا علاوہ ازین نواب شادی خان
محمد خان کے سولہوین بیٹے کا بازو اس سے اوڑ گیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہہ سب مرگئے
جب یہہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ پالکی پر سوار ہوکر وہان آیا اور اونکے کفن دفن کا
حکم دیا اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ اُنکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور
ہلاک کرونگا - لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا ایک دستہ محاصرہ میں سے نکلا اور
مرہٹوں کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم ہٹا دیئے
جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے مرہٹون کے سر
نیزون پر لئے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آئے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہونچی اُسنے
مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہہ کیا بات ہی کہ احمد خان باوجودیکہ

خوبی سے ممکن ہوا احمد خان سے صلح کرنا مشکل ہے کہ صلح ہر حال میں عداوت سے بہتر ہے دوسرے
روز وزیر ملہر راو و آپا سیندھیا کے لشکر میں گیا اور سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کرکے
کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہے ملہر راو اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص عہدہ داروں کو بلایا
اور اونسے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا جملہ سرداروں نے باستثناے آپا سیندھیا کے
جو پوشیدہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہیں ہمارے پوچھنے کی کچھ
حاجت نہیں ہے ہمیں جو حکم ہوگا اوسکے بجالانے پر مستعد ہیں تب وزیر نے آپا سیندھیا کی
طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہے اوسنے جواب دیا کہ عیان راچہ بیان جو کچھ
ماجرا اب تک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہیں یہہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ عاجز نہیں تھے
روہیلا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھے مگر اونکو کامیابی نصیب نہیں ہوئی وزیر کے لشکر میں
اگرچہ فوج ہے مگر اوسکی جو کچھ حالت ہے اوس سے وزیر خود واقف ہے احمد خان کی فوج
کی فوج پر غالب رہا ہے اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہو جاویگا تو افواج متفقہ کو
شکست دینا مشکل ہو ویگا وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت اللہ خان
لکھتا ہے کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوا ہے بعد اس مذکور کے
حافظ موصوف صلاح دیتا ہے کہ احمد خان سے صلح کرلینا چاہیے اب تمہاری صلاح کیا ہے انہوں نے
جواب دیا کہ اس میں کیا بہتر ہے دونوں جانب کی جانیں بچینگی اب یہہ پوچھا کہ اس عہد و پیمان
کی ابتدا کیونکر ہونا چاہیے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تحریک ہوگی تو اوس سے
ہماری کسر شان ہے آپا سیندھیا نے کہا کہ میری رائے میں نواب عزت خان و ہمت خان کے
بلانے سے یہہ حجت رفع ہو سکتی ہے ملہر راو اور آپا سیندھیا معہ دیگر سرداران وہاں سے اوٹھے
اور دوسری جگہہ جاکر جمع ہوئے اور نواب عزت خان و ہمت خان کو بلوا بھیجا جب وہ آئے تو اونسے
کہا کہ ہم یہہ نہیں چاہتے ہیں کہ احمد خان بالکل مٹ جاوے یا وہ اپنے ملک سے نکال دیا جاوے
یا میدان میں اپنی جان دیوے چونکہ ہمارا منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان میں صلح ہو جاوے

وہ انباری بھی ساتھ تھا اس حسام الدین کی کتاب سے ہم نے اس باب میں نقل کیا منصور علیخان
نے اپنے ساتھیوں اور ان لوگوں کو جو اتفاقاً شریک ہو گئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب
ایکہزار آدمیوں کے تھے پھر جب لشکر افغانوں اور مرہٹوں کے بیچ میں گھس پڑے انہوں نے
دوسری جانب [illegible] یعنی مشرقی سمت سے دوسرے مورچہ کے لوگ
[illegible] بہادر خان [illegible] و عنایت خان خٹک انور خان گوجر اور
دوسرے افغانوں نے ایسی تیز رفتاری کی کہ مرہٹوں کے قدم اٹھ گئے جب نامعیانے دیکھا کہ
میرے لوگ بھاگے پر ہیں کہ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہو رہا تھا اور
اسوقت وہی آثار نمودار ہوئے اور گھوڑے پر سے لوٹ پڑا اور چلایا کہ میں پیچھے ہٹنے سے جان دینا
بہتر جانتا ہوں [illegible] لوگ اوسکو سوار کر کے بزور لشکر کو واپس لائے جب مرہٹوں نے
[illegible] بھاگنا شروع کیا تب منصور علیخان اور دوسرے سرداروں نے اپنے اپنے گھوڑے
[illegible] سوار ہو کر ان کے تعاقب میں باغ کے مشرقی گوشہ تک گئے یہاں سے انہوں
نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر میں پہونچے منصور علیخان و سب سردار باغ
کے [illegible] کو اپنے ہاتھ پر چھوڑ کر گھوم کے باغ کے بائیں گوشہ کی طرف آئے اور
[illegible] نواب احمد خان اوسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا اور
منصور [illegible] کہا کہ مورچہ چھوڑ کر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو تاکہ
مرہٹے [illegible] زیادہ تکلیف نہ دیں منصور علیخان اپنے مورچہ قدیم پر آیا احمد خان نے اونکی بہت
تعریف کی سب سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مورچے پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان اپنی
قیام گاہ کو واپس آیا جب فتحگڑھ کے محاصرہ کو ایک مہینے سے زیادہ عرصہ گذرا تب یہ
معلوم ہوا کہ سعداللہ خان قریب آپہونچا اس خبر سے وزیر دلگیر ہوا اور اسکے سینہ میں
نہایت تردد پیدا ہوا حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ ہر چند میں نے سعداللہ خانکو
بہت منع کیا مگر اوس نے نہ مانا اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوا ہے لہذا میری صلاح یہہ ہے کہ جب

کہ مین محبوس ہون کیونکہ مین کسیوقت اونسے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون وزیر کو جو مین نے زک دی
ہے وہ ایک تحقیق ہوگئی ہے سورج مل بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھہ بھاگ
گیا انشاء اللہ تعالی بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ دلیرت اور نامور لوگ کسطرح مقابلہ کرتے ہین یہہ کہکر
اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے بعد قاصد نے آکر خبر
دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کریگا فوراً حکم ہوا کہ نواب محمود
خان و محمد خان اوسکی پیشوائی کو جاوین طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونون سردار
نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے روز دیگر نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی
اور تلوارین کھینچے ہوئے نظر آئی کہتے ہین کہ یہہ بارہ ہزار جوان تھے - تمام افغان اور روہیلے
اور ہرطرف کے سپاہی اس کمک کو آتے دیکھکر فرط خوشی سے توپین داغنے لگے وے خوشی
مے ایسے پھولے کہ خدا کو بھول گئے سید اسد علیشاہ معہ حسام الدین و دیگر اشخاص دریا کے کنارے
پر پہنچا ہوا سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھہ رہا تھا جب شاہ صاحب ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی
ایک کیفیت انپر طاری ہوئی اور اس حال کی حالت مین فرمایا کہ مقتول ہوئے اور مغلوب ہوئے
جب وہ کیفیت زائل ہوئی کہنے لگے کہ ان کی خوشی اور خرمی خدا کو خوش نہ آئی وے دیکھینگے
کہ کل کیا پیش آتا ہے سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے دوسرے یعنی بائین کنارے
پر استادہ کئے اور احمد خان نے اوسکے واسطے ہرقسم کا کھانا مستجاب خان ورکزئی
کے ہاتھہ بھیجا اور نواب احمد خان نے سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوترآو
کیونکہ فوجون کا متفق ہونا ضرور ہے یہہ پیغام سعد اللہ خان کو پہونچا لیکن اوسنے
کہا کہ مین اپنے خاص خاص سردارون سے مشورہ کرکے جواب دونگا تب
اوسنے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اول یہہ احمد خان کا
پیغام کہا بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے روبرو
بے نذرانہ جانا مناسب نہین ہے احمد خان کو جواب بھیجنا چاہیئے کہ انشاء اللہ کلہہ

لہذا ہم آپسے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین جب اون دونون بھائیون سے جو جو
ظلم وزیر کے ہاتھہ احمد خان کے خاندان کو پہونچے تھے بیان کیے گئے اور مرہٹون کو بھی ملامت کی
کہ تم مین اور غضنفر جنگ کے خاندان مین جو اتحاد تھا وہ تم بہول گئے مرہٹون نے تسلیم کیا کہ
بیشک ہم سے سابق مین دوستی تھی مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اس مضمون
کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون اور اب تک ہم نے بالکل بے پرواہی سے جان و مال
جنگ کی ہے تب عزت خان و رحمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت ستم کیا جو ایسا سلوک
غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کیے بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ
اب تجویز کیا ہے مرہٹون کہا اسوقت آپ تشریف لیجاوین ہم باہم سرداروں سے مشورہ کرکے
ہین جو کچھہ طے پاویگا اوس سے آپکو اطلاع دیجاویگی دونون پٹھان رخصت ہوکر اپنے خیمون
کو آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھہ روپیہ بطور
خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹون کے ادا کرے اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال
سانڈی و پالی احمد خان کے حوالے کردے جب انہون نے اس شرائط کی اطلاع وزیر کو
کی اوسنے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و رحمت خان کے خیمون کو گئے اور
اونسے شرائط مجوزہ بیان کیے انہون نے اون شرائط کو بحق نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب انہون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے اس معاملہ کے نواب احمد خان کے پاس بھیجا جائے
نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کیواسطے منتخب کیا الف خان نے
نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کی کہ دس لاکھہ روپیہ اور سانڈی پالی آپکو
دینا تجویز ہوا ہے - جبکہ یہہ بات احمد خان نے سُنی اوسنے کہا کہ اگر وزیر دس کروڑ روپیہ
میرے بھائیون کے خونبہا مین دے مین قبول نہ کرونگا اور اگر وزیر کے عوض بیٹے قتل ہون
تب بھی مین راضی نہ ہونگا اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا
اور یہہ مصرعہ پڑھا ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش کردند ٭ وشمنو تمکو تمہیں یہہ تصور کرنا چاہیے

اس طرح سے گھیر لیا تھا جیسے شکار کو گھیر لیتے ہین اور تیر اور گولی اُنپر برسانا شروع کی اُنھون نے
بھی تلوار اور دہوپ اور برچھی و نیزہ سے بعض کو زخمی و قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھ
سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا - کوئی اوس کی مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر
جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھ سپاہی باقی رہ گئے اوہنوں نے
بھاگ کر جان بچائی اس منحوس شکست سے جنگ کی صورت بالکل بدل گئی تاریخ اس شکست
کی ابتداے جمادی الثانی ۱۱۶۴ ہجری ہی ۱۶ اپریل سے لغایت ۱۵ مارچ ۱۷۵۱ ع جب
سعد اللہ خان نے سُنا کہ بہادر خان قتل ہوا اوس نے فتح خان خانساماں سے پوچھا کہ
اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولہ سے رخصت ہوتے وقت
حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا ایسی تدبیر
کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پاوے اور وہ مغلوب ہوکر مارا جاوے اور اس صورت سے
اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا - اگر کہین احمد خان وزیر
پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوی کریگا کیونکہ پھر کوئی اوسکی مقابلہ کو باقی نہ رہیگا اور اوسوقت
قایم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکال دیگا جب سعد اللہ خان نے فتح خان سے
صلاح پوچھی اوسنے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلو سعد اللہ خان نے جواب
دیا کہ جوان مردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہہ میں چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ
احمد خان کے کامیابی کی کوئی صورت نہین ہے وہ بھی تھوڑے عرصے مین آنولہ کو آویگا وہان جو کچھہ
صلاح ٹھہرے اوسپر عمل کرنا سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین آگیا اور آنولہ کی طرف نواب منور خان
و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا احمد خان کے پاس واپس آئے - رانا بھیم سنگھ
و جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ جو اسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر تھے
کہ صاحبزادون کو روک سکین جواہر سنگھ نے چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ
کے خاندان کا خیرخواہ تھا دلیر خان جو نواب غضنفر جنگ کا [illegible] تھا اوسکا چچا تھا رانا نے جب اسطرح

آپکے ہواخواہ آپکے دشمنون یعنے وزیر اور سرداران جاٹ و مرہٹہ کے سر بطور نذر پیش کرینگے سعداللہ خان چونکہ نو عمر اور ناتجربہ کار تھا اوسنے وہی پیغام بھیجدیا احمد خان نے جوابدیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویساہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دہیان رہے کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر مرہٹے منہہ موڑین تو اونکا تعاقب نہ کیجیو اونپے سپاہیون کو اُن کے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہہ اس قوم کی عادت ہی کہ اِس قاعدے سے اپنے دشمن کو اوسجگہہ سے دور کر دیتے ہین تاکہ مدد اونکو نہ پہونچ سکے روز دیگر سعداللہ خان و منور خان و محمود خان آمادۂ جنگ ہوے اور اپنی فوجون کی قسمت باندھکر دشمن کی طرف بڑھے وزیر سعداللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہا تھا اوسنے ملہر راؤ اور آپا سیندھیا و سورج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعداللہ خان سے لڑنے کیواسطے بھیجیجاوے قبل ازان کہ سعداللہ اور احمد خان متفق نہ ہونے پاوین سنگرام کا پل جو خراب ہو رہا تھا اوس کی مرمت کی گئی پھر کھانڈے راو ولد ملہر راو و تانتیا گنگادھر بجمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوئے جواہر سنگہ ولد سورج مل جاٹ و راجا بھیم سنگہ زمیندار گوالیار معہ چالیس ہزار سوار و پیادہ اونکی کمک کو پہونچے اور روہیلون پر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانونکا مینہہ برسانا شروع کیا ازان بعد بندوقین سر کین رفتہ رفتہ اونھون نے بندوقین بند کین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندؤن پر حملہ آور ہوئے اور ہندون نے فی الفور پشت دی بہادر خان احمد خان کی نصیحت فراموش کر کے دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے تعاقب گئے بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار آدمی تھے یہہ بہانتک پیچھا کرتے ہوئے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہونچے۔ دشمن نے دیکھا کہ فقط ایک ہاتھی ہے اور تھوڑے سے جوان ہین اور اُن کے پیچھے کچھ کمک بھی نہین ہر طرف سے بہادر کو گھیر لیا بہادر خان ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکے جوان بھی تلوارین کھینچ کر اوسکے ہمراہ ہوگئے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ہندون نے اونکو

اس عرصے مین نواب منصور علیخان صاحبزادہ وعبداللہ خان ورکزئی کو نواب کی روانگی کی کوئی خبر
نہ پہونچی انکا مورچہ نواب کے خیمہ سے بائین جانب واقع تھا جب کہ نواب کے گریز کی افواہ پہونچی
منصور علیخان اپنے گھوڑے پر سوار ہوا حسام الدین ورسول خان اوسکے ساتھ ہوئے اوس نے
اپنے جمعداروں کو بولا کر کہا کہ نواب نے مجھے طلب کیا ہے اور مین جاتا ہون دیکھون کہ کیا حکم ہوتا
ہے یہہ کہکر وہ بھاگ گیا جب اوسکے آنے مین دیر ہوئی رن خان نے حسام الدین سے کہا کہ مین
سمجھتا ہون کہ نواب چلا گیا اور اوس نے ایک ادمی دریافت حال کیواسطے روانہ کیا یہہ بھی لوٹکر
نہ آیا اس انتظار مین رات آخر ہوگئی جب نواب کے فرار ہونے کی خبر پہیلی سب کے دلون پر خوف
طاری ہوگیا اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا بعضے تو جہاؤ مین دریا کے کنارے چھپ رہے
اور بعضون نے گھوڑے دریا مین ڈال دیئے اس امید سے کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے
حسام الدین کہتا ہے کہ اوس دن کا ماجرا بیان نہیں ہوسکتا جو کچھ مجھپر بیتی وہ مین بیان کرتا ہون
جب دن چڑھا حسام الدین عزت خان رسول خان وعبداللہ خان درکزئی نے ارادہ کیا کہ ہم
خوب لڑکر جان دینگے وے خود اپنے مورچہ سے نکلے اونہون نے دیکھا کہ جو لوگ بھاگ سکے
تھے یا دریا مین نہ ڈوبے تھے مرہٹے اونکے کپڑے اتار رہے ہین چند مرہٹے حسام الدین کے
قریب بھی آئے اور اونکو گھیر لیا اس جماعت مین صرف تین شخص گھوڑون پر تھے یعنے حسام الدین
ورسول خان وعبداللہ خان درکزئی اپنے گھوڑون پر تھے باقی پیدل تھے۔ پیدلون اپنے
کپڑے اوتارے اور دشمن کے حوالہ کئے عزت خان تلوار کھینچکر دشمن پر جھپٹا اور چند حملہ کرکے
زخمی ہوکر گرا دشمنون نے اوسکو شناخت کرکے گرفتار کرلیا رسول خان وعبداللہ خان کا بھی
یہی حال ہوا حسام الدین معہ چند اشخاص کے ایک طرف کھڑا رہا سرفراز خان دلازک دھولپور
تنکار سید کا رہنیوالا حسام الدین کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا یہہ سیدون کا بڑا خیرخواہ اور محافظ
تھا حسام الدین نے اوس سے کہا تم دیکھتے ہو کہ دوسرونکا کیا حال ہوا اب ہم کو کیا کرنا چاہئے
اوس نے جواب دیا کہ جب مین نے نوکری کی تو جسکا مین نوکر ہون اوسکے واسطے سر دینا بھی لازم ہے

جواہر سنگہ کو سد راہ ہونے سے ممانعت کی تو صاحب زادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے جب یہہ خبر مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا اور سعد اللہ خان آنولہ کو واپس گیا تو سب لوگ لشکر مین مثل بید کے لرزنے لگے نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر توپخانہ کے قریب آگیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھہ سعد اللہ خان کی مدد پر منحصر نہ تھی اگر خدا نے چاہا کل توپخانہ بڑہ سنگی بام پور کو جاکر دزیر سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ بلا کر کہا خوب ہوشیار رہنا مین پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتین کرکے وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوسنے پل کو توڑنے کا حکم دیا اب محاصرہ کو ایک مہینہ اور گیارہ روز ہو چکے تھے پہر رات گئے مرہٹون اور جاٹون نے سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا دی اور شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکر گاہ مین مثل روز روشن کے روشنی ہوگئی فوج کے جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش بندگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے سردار اور نامی لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہون مین قایم رہے۔ ان سردارون نے فوج کا خوف دیکھکر نواب کے پاس جاکر سب حال کہا نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اُنہون نے جواب دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے پہلے تو اوسنے انکار کیا مگر بالآخر یہہ دیکھکر کہ کوئی دوسری صورت نہین ہی وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور اپنے بھائیون مرتضی خان و خدابندہ خان اعظم خان منور خان صلابت خان و شایستہ خان اور سردارون مین سے خاص خاص کو مثل رستم خان بنگش و عنایت علیخان و مہتاب خان و شاہ دل خان و سگل خان سعادت خان و مستجاب خان کو ساتھہ لیکر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی مین جانب پچھم دریا کے کنارے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانون کے عقب لشکر پر بمقام تلکا ریوا آپہونچے یہہ مقام فتحگڈھ سے پانچ میل ہے نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹتا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع ہے اور یہان اوسکا ہاتھی کالا پہاڑ نامے دریا پیر نکلا رعنانی اوسکو ہانکتا تھا نکلتے وقت اشرفیون کا توڑا دریا کے جیتون سے منشکیا سبب سے چار جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پیر لے جانے کی کوشش مین ضائع ہوئے نواب [illegible] کی راہ سے شاہجہانپور پہونچا اور وہان سے آنولہ مین داخل

پوچھا کہ احمد خان نے دریا کو ابتداے شب مین عبور کیا یا زیادہ رات گئے ۔ حسام الدین ۔ مجھکو معلوم
نہین ۔ ملہر راو ۔ مجھے کیسے یقین آوے کہ تم احمد خان کے لشکر مین تھے اور تم کو یہہ بات معلوم
نہین ہی ۔ حسام الدین ۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو مین اوسکے ساتھہ کیون نہ جاتا ۔ ملہر راو ۔ یہہ سچ ہے
ملہر راو نے حکم دیا کہ اسکو کھانڈے راؤ کے پاس لیجاؤ اور جسقدر آرام قیدی کو جائز ہو اوسکو
دیو ۔ جب کھانڈے راؤ کے پاس پہونچا اوسنے حسام الدین کو بہت آرام کی جگہ دی ۔ دوسرے
روز ملہر راو معہ اپنے خاص خاص سرداروں کے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کی ملاقات کو گیا
محی الدین بھی اُسکے ساتھہ تھا یہہ شیخ محی الدین ساکن نرمال پور انتہال راو گوالیاری کا
تھا یہہ شیخ حسام الدین کے پاس آیا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے ۔ حسام الدین ۔
حسام الدین ۔ محی الدین ۔ تمہارا وطن کہان ہے ۔ حسام الدین ۔ گوالیار ۔ محی الدین ۔ تم
کس محلہ مین رہتے ہو ۔ حسام الدین ۔ میرا گھر شہر کے باہر ہے جسے غوث پور کہتے ہین ۔
محی الدین ۔ حضرت غوث الاسلام سے اور تم سے کوئی قرابت ہی ۔ حسام الدین ۔ میرے دادا
مخدوم ابو الحسن قدس سرہٗ حضرت غوث الاسلام کے ہمشیر زادے اور داماد تھے یہہ
سُنکر محی الدین اوسکو نواب منور خان ولد انور خان کے پاس لیگیا نواب انور خان شاہ عیسیٰ
برہان پوری کی اولاد سے تھا شاہ عیسیٰ شاہ لشکر عارف کا مرید تھا اور لشکر عارف میران
حمید الدین کا مرید تھا جو غوث گوالیاری کے نام سے موسوم تھا نواب سے اسنے کل حال
تفصیل وار بیان کیا جب نواب نے یہہ حال سُنا اپنے انبوہ سے نکلکر بڑے ادب اور تعظیم
سے حسام الدین کے روبرو آیا اور کہا مجھے آپ اپنا دوست سمجھئے اور بڑی عزت اور حرمت سے
اپنے گھوڑے پر سوار کرکے مکان کو لیگیا یہان اوسکا اچھی طرح سے معالجہ ہوا ۔ ایک روز
نواب نے اوس سے کہا کہ تم نوکری کرلو مگر حسام الدین نے انکار کیا اور کہا مین آپکا نہایت
ممنون ہونگا اگر آپ مجھے گنگا پار پہونچا دیوین تاکہ مین نواب احمد خان سے جہان کہین وہ ہو
جا ملون ۔ آخر نواب نے حسام الدین کو نوکر رکھنے کا ارادہ دور کیا اور تیسرے روز خود حسام الدین کے

اب ضرب سے بھاگنا مردونکا کام ہے تب اپنے تینوں بھائیوں کو بلاکر چاروں ملکر تلواریں کھینچ کھینچ دشمن پر جھپٹے خوب لڑکر مارے گئے تب دشمن کے سواروں نے حسام الدین کو گھیر لیا اور کہا کہ اگر تم کو جان بچانا ہے تو گھوڑے کی لگام چھوڑ دو اونسے جوابدیا کہ جان و سر گھوڑے کے ساتھ ہے جب میں گرجاؤنگا اوسوقت گھوڑا تمہارا ہے اسپر اُنھوں نے مرہٹی زبان میں کچھہ باہم کہا جو اوسکے سمجھہ میں نہ آیا اس میں ایک مرہٹے نے داہنا ہاتھہ اُٹھا کر حسام الدین کے بائیں بازو اور پہلو کے درمیان میں لگا اوس شخص نے دوسرا نیزہ بائیں ہاتھہ سے مارا دوسرا نیزہ داہنے پہلو میں لگا یہہ دونوں ایک دوسرے پر گذر کر باہم مثل معترض کے پھلوں کے چسپاں ہوگئے زخم سے حسام الدین کو چکر آگیا اور طاقت تلوار چلانے کی باقی نہ رہی اتنے میں ایک برچھی کی چھیڑ گر پڑی اور گھوڑی کی دُمچی پر لگی جس سے گھوڑے نے جست کیا حسام الدین کا آسن چھوٹ گیا اور زمین پر آرہا اور برچھی اوسوقت تک چھدی ہوئی تھی تب چند بدذات اپنے گھوڑوں سے اوتری اور اوسکو گرفتار کر لیا اور تلوار اوسکے داہنے ہاتھہ سے چھین لی حسام الدین شکر خدا بجا لایا کہ جز وی جان بچی یا نہ بچی مگر زیادہ بے ابروئی تو نہیں ہوئی ـ حسام الدین نے پڑے پڑے گنگا کے طرف مُنہہ پھیرا چونکہ وہ بلندی پر پڑا تھا اس سبب سے نیچے کا سب حال معلوم ہوتا تھا جن افغانوں نے جان کے خوف سے اپنے کپڑے اُتار دئے تھے پانی میں دبکے بیٹھے ہوئے تھے اوس میں چند مرہٹے آئے اور اونکو پانی میں ڈوبا دیا بعضوں نے دانتوں میں اونگلی داب کر پناہ مانگی اونکو گرفتار کر کے اپنی لشکرگاہ میں لے گئے اس عرصہ میں اور سوار وہاں پہونچے اور حسام الدین سے پوچھا کہ تم یہاں تنہا کیوں بیٹھے ہو حسام الدین نے کہا اب میں کیا کر سکتا ہوں اُنھوں نے کہا ہمارے ساتھہ آؤ اونسے جواب دیا میں چل نہیں سکتا ہوں اونکے پاس ایک زخمی گھوڑا تھا اوسپر اوسکو سوار کرایا اور وہ سوار ہوکر اوسکے ساتھہ چلا سوار اونکو سیدھا ملہر راو کے پاس لیگئے وہ اُسوقت اپنے ہمراہیوں کے ساتھہ قاسم باغ کے قریب کھڑا تھا ـ ملہر راو نے اون سے

کہا کہ مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولہ کو واپس چلین چونکہ بارش قریب ہی ہم بے کھٹکے آرام کرینگے
اور اپنی ہم قوموںکو ہر طرفسے بلائینگے اور مرہٹونسے جنگ کرینگے جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات ختم ہوا
جنگ کی تیاری شروع ہوئی کشتی جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل بنایا گیا یہہ ندی روہیل کھنڈ مین
بہتی ہوئی گنگا مین قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب سے گنگا مین جا ملی
ہوئی ہے جب معلوم ہوا کہ دشمن معہ روہیلون اور دوسرے افغانون کے ساتھہ لئے حملہ کرنیکو بڑھتا
ہے اونہون نے کھانڈے راؤ ولد ملہر راؤ کو بیشمار فوج کے ساتھہ اوس سے جنگ کرنے اور
بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا تب احمد خان اور روہیلہ سردار اپنے پل پر سے رام گنگا کو پار ہوئے
اور اپنے سپاہیون کے تئین سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا اوسی کے کنارے کنارے
چلنا۔ ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہتا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے
ارادے سے مقام کیا تھا دوندے خان جو پیش لشکر مین تھا دشمن کے مقام کو دیکھا او خیال
کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون لہذا اوسنے کوچ موقوف کرکے
دریا کے گھماو کے دونون گوشون یعنے مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا اس تدبیر سے اوسنے
دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کر دی جب کھانڈے راؤ نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی
اور دیکھا کہ پٹھانون نے سب طرف سے آمد رفت بند کر دی ہی تو اوسنے احمد خان کے پاس
پیغام صلح کا بھیجا۔ قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا گو ہم حسب الحکم سلطان ہند کے
اس جنگ مین شریک ہوئے ہین مگر ہم دلسے وزیر کی طرف سے نہین لڑتے ہین محض وقت کا
تباہ کرتے ہین اسوقت جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر طے پا جاویگا ہم قسم
کھا کر اقرار کرتے ہین جبکہ جنگ گھماؤن شروع ہوگی ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہہ پیغام
احمد خان نے سُنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اوس سے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی
اور یہہ بھی کہا کہ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تھا بعد اسکے اوسنے رحمت خان سے
کہا کہ تم دوندے خان کو حکم بھیجو کہ مرہٹون کی راہ جو اوسنے بند کر دی ہے کھول دے حافظ رحمت خان

ساتھہ دریا کے کنارے پڑگیا اور کھڑا رہا تھا تک کہ حسام الدین بخیریت گنگا پار ہوگیا
عبد اللہ خان جمعدار معہ ایک جماعت افغانون وروہیلون کے اوسوقت دریا پار ہوا تھا
حسام اونکے ساتھہ ہوکر نواب احمد خان کے لشکر کی جانب روانہ ہوا۔

جنگ روہیلکھنڈ

جب احمد خان کا ساتھہ سب نے بجز اوسکے عہدہ دارون کے اور جمعدارون کے چھوڑ دیا تب
اوسنے دل مین خیال کیا کہ آنولہ کے حاکمون نے بہادر خان کو دور کرنے کی غرض سے نواب
سعد اللہ خان کو مجھہ سے شریک ہونے کے واسطے بھیجا یا اونکی غرض تھی کہ احمد خان کے سپاہی
مایوس ہوکر اوسکا ساتھہ چھوڑدین اور ہم سے آملین۔ اگرچہ وہ ان امور سے بخوبی واقف تھا
مگر اوسکو بھی معلوم ہوا کہ اوس کے سپاہیون کی حالت ایسی خراب ہوگئی تھی جسکے سبب سے
مقابلہ کرنا غیر ممکن ہوا بہر صورت وہ گنگا اترکر آنولہ کو آیا یہان روہیلہ سردار اوسکی ملاقات
کو آئے۔ مسٹر ہملٹن لکھتا ہے کہ حکمت عملی کی روسے روہیلیوں نے یہہ بڑی حماقت کی کہ اپنی
کچھہ فوج کو احمد خان کے شریک کردیا مگر معائنہ اوسوقت کی صورت کے اس اعتراض کا
جواب بہت آسان ہے کیفیت اوسوقت کی بالکل ویسی ہی مسٹر ہملٹن نے بھی بیان کی
جیسی ہم نے لکھی ہے یہہ کارروائی تند مزاج نوجوان سعد اللہ خان سے بخلاف رائے
سرداران تجربہ کار کے ہوئی تھی۔ اگر موقع ملجاتا تو وزیر یا مرہٹے سعد اللہ خان کی عداوت
اور دوسرون کی دوستی مین کچھہ بھی فرق نہ کرتے اور کل روہیلیون پر حملہ کیا جاتا احمد خان
اور روہیلہ سردارون کے مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل کوہ کمائون کے دامن مین
پناہ گزین ہونا چاہئے دوسرے روز احمد خان معہ روہیلہ سردارون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر
مراد آباد پہونچا ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چندروز مقام کرنا پڑا اس عرصہ مین یہہ خبر آئی کہ وزیر مرہٹے
ملہار راؤ و آپا سیندھیا کو سنگھی رام پور مین چھوڑکر لکھنؤ کو گیا ہے یہہ خبر روہیلون نے احمد خان سے

کے نام آیا ہے وہ لکھتا ہو کہ مین تھوڑے عرصہ مین کمک کو پہونچتا ہون وہ دریاے گنگا کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھتا آتا تھا جب اوسکو یہہ حال معلوم ہوا تو یہی مناسب نظر آیا کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گھاٹ ہے اور فرخ آباد سے بیس میل اور رام پور سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اونھون نے خیال کیا کہ ہم کو ناوین بھی مل سکینگی اور ہم دریا سے بہ آسانی اوترکر نجیب خان سے جا ملینگے اور ہم یلغار ملہر راو کیطرف بڑھینگے کیونکہ اسوقت ملہر راو کے پاس فقط تھوڑی ہی فوج تھی لہذا پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین اور کوچ کے وقت یہہ مشہور کرینگے کہ ہم اپنی رام گنگا کے پل کی طرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے اور تازہ رسد بہم پہونچا کر ہم پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کر دینگے ۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا اور افغانون نے کوچ کیا جب وے چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا ندکور سنا بہ تعجیل تمام پیچھے ہٹکر اور سیدھی گھاٹ سے اوترکر بتاریخ ۹ محرم ۱۱۶۵ھ مطابق ۷ نومبر ۱۷۵۱ء ملہر راو سے بمقام سنگی رام پور جا ملا سیدھی گھاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے نیچے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہی جب وزیر وہان داخل ہوا کل توپین سلامی میں سر ہوئین۔ اونکی آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سنی سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہہ بات قرار پائی کہ سید سے بنگدہ کی طرف کوچ کر چلین بنگدہ پرگنہ اوین خاص بدایون سے دس میل ہی بازید خان حاکم توپخانہ طلب ہوا اور اوسکو حکم ہوا کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سر کرکے روانہ ہو جاوے بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ روانہ ہوا اس نئی تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین دیگئی جب توپخانہ روانہ ہوگیا کل فوج مین پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار و خاص خاص لوگ تو البتہ اس خوف سے محفوظ تھے جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہہ حال دیکھا متردد ہوکر کہنے لگے کہ ہم کو تو بے جنگ شکست ہوگئی نواب احمد خان معہ فوج سعد اللہ خان کی فوج سے نصف کوس پر تھا اور اوسکو

نے جوابدیا کہ لڑائی کیوقت دوندے خان کسیکا حکم نہین سُنیگا ہان نواب خود اگر وہان تک چلنے کی
تکلیف کرین تو شاید وہ مانے۔ اور مین آپ کے ساتھہ چلتا ہون۔ افغانون کی فوج ذیل کی ترتیب
سے تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کیواسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اُنکے پیچھے
فتح خان خانسامان تھا اور اُون کے بعد سعد اللہ خان و رحمت خان یہہ دونون ہاتھی پر پہنچے
یہہ سب نواب احمد خان کا ہراول تھا نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندیخان
کے پاس گئے اور مرہٹون کی درخواست سے اوسکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنہوں نے اپنے اقرار پر قسم
کھائی ہے اوسنے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہمخواہ درخواست مصالحت کی کرینگے کیونکہ
اونکی حالت نہایت نازک ہورہی ہے تین طرف تو اونکے ندی حایل ہے اور چوتھی جانب مین نے
راہ بند کردی ہے اب اونکا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع و بے تضیع اوقات اونکو ہم بہ آسانی شکست
فاش دیسکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے نواب نے جواب دیا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہے
مگر مذہب اسلام مین امان مانگنیوالے کو امان ندینا جائز نہیں بلکہ سخت بُرا ہے۔ اگر وہ جھوٹھی
قسم کھائینگے خدا اونکو سزا دیگا دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا اور اپنی پلٹنوں کو حکم بھیجا
کہ رستہ کھولدین سپاہی وہانسے ہٹ گئے اور دشمن کے واسطے رستہ کھولدیا نواب احمد خان
اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے روز دیگر افغان ناؤ کے پل پر
پر پہونچے جو وزیر نے سنگی رام پور پر بندھوایا تھا مسلمانون کے پہونچنے سے قبل مرہٹون نے پل
کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان وہان پہونچا اوسنے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا
حایل ہے دونون جانب سے توپین چلنے لگین جن مرہٹونکا نازک حالت مین رستہ کھولدیا گیا تھا
وہ بھی نواب کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئے مگر قریب نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر
دریا کو عبور کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھہ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی
روہیلہ سرداروں نے نواب احمد خان سے صورت حال عرض کی اوسنے پوچھا تمہارے نزدیک
کیا مناسب ہے اُسوقت حافظ رحمت خان نے کہا کہ شب گذشتہ ایک خط نجیب خان کا سعد اللہ خان

مشغول رہے پھر گھرون کو چھوڑکر اپنے اہل وعیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور گھرون مین آگ
لگادی پہر رات گئے رامپور پہونچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مراد آباد
کی نواح مین پہونچے اور یہان چھہ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مراد آباد سے تیس میل
شمال مین ہے اوسوقت ایک جاسوس آیا سیندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر
آیا اس مین یہہ لکھا تھا کہ جب وزیر نے سُنا افغان پہاڑ کی طرف ہٹے جاتے ہین اوسنے اپنی
فوج کو حکم دیا کہ فوراً ندی پار ہوکر دوڑتے کوچ کرتے ہوئے دشمن کے متعاقب جاوین اور
کہین مقام نہ کریں ملہرراو تانیا جمیعت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کیواسطے معین
ہوئے ہین وے پہونچنے ہی چاہتے ہین لہذا انکو لازم ہے بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر
جا ے امن تلاش کرو احمد خان نے اِس خط کو پڑھکر سرداران روہیلہ و احمد خان کو طلب کیا
اور سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیان دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوئے
اور دوسرے روز جنگل مین پہونچ گئے اِس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان تھا اور
ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودے اور برج بنائے اب یہہ مقام
قلعہ دولت آباد دکھن کی طرح مستحکم و بے گذر ہوگیا اِس جنگل کے وسط مین اپنا لشکرگاہ قایم کیا
آنولہ کے سردارون نے بھی اپنے خیمے کھڑے کئے اور توپین قرینے سے نصب کرکے زنجیرون
سے کس دین باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تھا اور کھانا
اونکے پاس بالکل نہ تھا تھوڑے عرصے تک انہون نے نیشکر پر بسر کی تین چار روز اس صورت
سے گذر گئے اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا تب نواب احمد خان نے روہیلیوں سردارون کو
طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے تمکو جائے امن تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم
سے بھی جنگ کرسکتے ہین مگر غلہ بہم پہونچانا نہایت ضرور ہے روہیلیوں نے جوابدیا کہ المورّہ کا راجہ
اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سید محمد کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور سید موصوف ہماری قوم
کا بھی ہواخواہ ہے اگر آپ سید کو کچھہ تحفہ تحایف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوس سے درخواست

اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلیون کا کیا حال ہے آفتاب طلوع نہ ہونے پایا تھا کہ سعد اللہ خان و حافظ
رحمت خان ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان و دیگر سرداران نواب احمد خان کے پاس
پہونچے نواب اوسوقت سوتا تھا مستجاب خان و سرفراز خان نے جاکر اوسکو جگایا اور کل حال کہا اور
یہہ بھی کہا کہ سعد اللہ خان وغیرہ یہان موجود ہین - یہہ سنکر نواب نے اپنے سردارون رستم خان
بنگش و سعادت خان آفریدی و منگل خان و جمال خان و ضابطہ خان و محمد خان و عبد اللہ خان
و انور خان و سعادت خان طوریہ و شمشیر خان و محمد شاہدل خان غلزئی و دیگر کو طلب کیا اور شاہدل خان
و سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ پل کو توڑ ڈالو اور ناوین سورجپور گھاٹ لیجاؤ
اور وہان پل طیار کرو مین آج مقام سے دریا کو عبور کرونگا اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم
مسلح ہوکر تیار رہو جب وہ خود روہیلیون کی طرف چلا اور اوسکو ساتھہ لیکر ایک کھلے ہوئے
وسیع میدان مین مقام کیا روہیلیون نے تب نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ
توپخانہ کے روانہ ہوجانے انکے دلون مین ہراس پیدا ہوگیا ہے اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین
جب یہہ حال ہے تو ہم میدان مین کیسے جنگ کرسکتے ہین نواب نے کہا اونکے ارادے سے مجھے
پیشتر ہی سے اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب
بات ہے دنیا بھر مین کوئی اوسکو پسند نہ کریگا روہیلیون نے سر نیچا کرلیا اور کچھہ نہ بولے بعد ایک
لمحہ کے کہنے لگے جو کچھہ ہوا سو ہوچکا تیر از کمان جستہ باز نہ آید بعد ازان بعد گفتگو و سوال جواب کے
اونہون نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی ہے اس صورت مین بہتر ہے کہ آنولہ کو واپس جاوین اور
وہان اپنے خاندان کے لوگون کو مجتمع کرکے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہین نواب
کو گو یہہ منظور نہ تھا مگر بضرورت ہٹنا پڑا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب بسمت آنولہ کو پہونچے
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین مقام کیا اور یہان ۹ گھنٹے مقام بھی کیا جب
صبح ہونے لگی نواب سعد اللہ خان کو بلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوا - دوسرے لوگ تمام رات
گھر کے کام مین نقد روپیہ جمع کرنے مین اور مدفون کرنے مین اور بان اور توپخانہ کے کام مین

اپنا لشکر موضع چکیا مین ڈالا ہر روز وزیر خود تو پیچھے رہتا تھا اور مرہٹون کو لڑنے کے واسطے
آگے کرتا تھا روز شام کو وہ واپس آتے تھے وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا ہر روز یہی
طرح جنگ ہوتی تھی ایک روز وزیر دن نکلے ہاتھی پر سوار ہوکر اور اپنا توپخانہ نواب احمد خان کے
توپخانہ کے مقابل لایا وزیر کے توپخانہ کا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ نواب کے نواب کے توپخانے
کے اوپر سے گذر کر لشکر کے پیچھے میدان مین جا کر گرتا تھا اس کوس بھر کے میدان مین اولے
کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھین اور رات نہین ہونے پاتی
تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کھچوا لیجاتا تھا دو مہینے یہی حال رہا
مگر افغانون کو اس سے کچہہ بھی ضرر نہ ہوا پہاڑ سے ایک نالہ جاری تھا یہہ اور بھی وزیر
کی تدابیر مین حارج تھا روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تھے اور اسکا پانی اپنے لشکر
کے گرد پہونچایا تھا ملہر راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش رستہ معلوم کرنے کی کی مگر
سب بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اوس کے کارندہ کے پاس سے جو دربار
شاہی مین متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ
درانی اپنے ہم قوم افغانون کی مدد کو آیا ہے اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع
دی ہے کہ مین آتا ہون سب کے سب دریاے سندہ کے کنارے مجتمع ہوکر میرے منتظر ہین
خط مین یہہ بھی لکہا تھا کہ جب بادشاہ کو یہہ خبر معلوم ہوئی نہایت متردد ہوکر فیروز جنگ سے
کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں کو لیکر بیہودہ جنگ کرنے گیا
ہے اب تک یہہ بھی نہین معلوم ہوا ہی کہ وہ احمد خان پر غالب آیا یا فتحیاب ہونیکی کچہہ امید
بھی ہے اب ہم کیا کرین فیروز جنگ نے آداب بجا لا کر التماس کیا کہ جو کچہہ غلام سمجھتا تھا
وہی پیش آیا کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا چونکہ سلطان نے اس امر میں
جاوید خان سے صلاح لی تھی لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہئے کہ کیا کرنا چاہئے بادشاہ
سلامت نے فرمایا یہہ تو سچ ہے مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہی اسوقت تم کو یہہ نہیں لازم ہے

ہم رسانی غلہ کی کرین تو بہت مناسب ہوگا نواب نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان نواب سے
رخصت ہوکر سید حا سید کے پاس گیا سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانہ مین تھا اور جو تجویز
کیا گیا تھا اوس سے بیان کیا سید کو نواب کے پاس بولا لائے نواب نے اوسکو خط و تحائف
دیئے اور الموڑا کی طرف رخصت کیا سید کے پہونچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کے راہ سے
راجہ الموڑا کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے ہم تمہاری
دوستی سے امید رکھتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہونچنے پاوے بہ عوض اسکے روہیلیون کا تمام ملک
تمہاری ریاست شامل کردیا جاویگا جب سید معہ تحائف وہان پہونچا اور نواب کا خط دیا
الموڑا کے راجہ نے وزیر نے وزیر کے وکیل کو رخصت کیا اور کہا کہ یہہ انسانیت سے بعید ہے
کہ جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اوسپر کھانا بند کرین اوسنے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا
کہ جو گانون والے نواب کے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو بہت جلد اناج لاد کر نواب کے لشکر
مین پہونچا دین اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا سید وہان پہونچنے ہی نہ پایا تھا کہ ہزارون
پہاڑی غلہ سرون پر لئے ہوئے نمود ہوئے اور بیچنا شروع کیا افغانون نے اس غلہ کو نعمت
عظمی تصور کیا اور بیچارے بھوکھون مر رہے تھے اوسکو بہت غنیمت جانا جتنا جسکو درکار تھا
خرید کیا اور شکر خدا بجالائے اور کھانے پکانے مین مصروف ہوئے بعد ازان سید جواب خط
لیکر پہونچا اسکا مضمون سوائے خاص خاص لوگون کے اور کسی کو نہ سنایا گیا جب وزیر گنگا پار
ہوا اوسنے ملہر راؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سردارون
نے بہ ایفاے اپنے قول کے توقف کیا اور یہہ عذر کیا کہ تا منتہا گنگا دھر اور مغل افغانون کے تعاقب
مین گئے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ اتنی انتظار کیجاوے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتے ہین
جب معتبر خبر ملجاوے گی تو اوسوقت کوچ ملیغار کرنا مناسب ہوگا تھوڑے ہی عرصہ مین خبر مشہور
ہوئی کہ نواب احمد خان و روہیلے دامن کوہ کی طرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا یہانتک
کہ نواب احمد خان کے قیام کے تین کوس قریب جا پہونچے یہان پر اونہون نے مقام کیا اور

اوسوقت مین اوسپر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکے حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندگیر نے بڑھکر نشیب مین مقام کیا اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچہ پر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی مغلوں نے حتی العدد بڑی جوانمردی کی مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھہ مقابلہ کیا اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا نجیب خان نے سردار خان و دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنے اپنی جگہین چھوڑکر آئین کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے حافظ رحمت خان نے یہہ دیکھکر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے سوار ہوکر نواب احمد خان کے پاس پہونچا مگر قبل اوسکے پہونچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہوکر اپنے مورچہ کو جاچکا تھا رحمت خان نے نواب سے عرض کی کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے مورچہ کی طرف ہے نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے اصل حملہ احمد خان پر قوم اٹھیہ کے ہاتھہ سے ہوگا لہذا تم اپنے مورچہ کو جاؤ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب مستعد رہین دو تین گھنٹہ دن رہے اٹھیوں کی فوج میدان مین آئی پٹھان تمنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی نواب نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھکر ارادہ جنگ کا کرو چنانچہ افغانون نے دونون ہاتھہ آسمان کی طرف اوٹھائے اور فاتحہ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے دونون جانب سے پیشتر بان و بندوق سر ہوئی اور ایک گھنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی آخرالامر پٹھان بڑھکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اٹھیوں نے تاب نہ لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندگیر کا چیلہ اٹھیون پر حکمران تھا جب اوسنے دیکھا کہ ناگا اور اٹھیوں نے منھہ پھیر لیا وہ گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو جمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص ہمراہیوں سے کہا تلوار لیکر حملہ کرو اونھوں نے اوس کے حکم کی تعمیل کی اور خوب جان بازی سے لڑنے بھڑنے اون میں سے مارے گئے اور باقی منتشر ہوگئے تب خود اٹھیوں کا سردار شمشیر بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لیکر اوس کے مقابل ہوا تھوڑی دیر لڑکر پٹھان نے اوسکو مار لیا اور اوسکا سر تن سے جدا کر لیا جب اٹھیوں نے دیکھا کہ اوسکا سردار قتل ہوا بھاگ

کہ مشورہ دینے سے انکار کرو تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقعہ روانہ ہونا چاہیئے
کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صلح کرلو اور یہہ صلاح دی کہ علی قلیخان
چھگا اس قاصدی پر بھیجا جاوے اور علی قلیخان شقعہ لیکر روانہ ہوا ہے +

راجہ اندر گیر کے اتیتون کا حملہ

وزیر نے اس خبر کو اپنے معتمدوں سے بھی مخفی رکھا دوسرے روز اوسنے ملہر راؤ و آپا سیندھیا و تانتیا
گنگا دھر و سورج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو مہینے تو گذر گئے مگر ہنوز روز اول ہی تم ذرہ بھی آگے
نہ بڑھے اور نہ کچھہ مددی آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں
اور نہ خارستان و قلعہ و خندق سے اندر گھیر نے کہا کہ تمہارا دشمن میدان مین ہی نہ وہ قلعہ مین ہے
نہ خندق مین فقط پانی سد راہ ہی دو گوشون مشرق و مغرب کی طرف پانی نہین ہی مشرق کی طرف
نجیب خان و سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب سمت نواب احمد خان ہی اگر کوئی شخص تھوڑی بھی
تکلیف کرے تو اُسپر فتح حاصل کرسکتا ہے آپا سیندھیا نے کہا تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمہین
اتنی تکلیف کیون نہین کرتے ہو اندر گھیر نے کہا کل مین نواب احمد خان کے مورچہ پر حملہ کرونگا اور
بے مدد او سپر قبضہ کرلونگا ۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کرلاونگا یا اوسکا سر نیزہ پر
لاؤنگا سردار مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے اور سب سردار رخصت ہوکر اپنے اپنے
مقام کو گئے آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گیر تم پر حملہ کریگا اور مجھے امید ہے
کہ یا تو وہ مارا جاویگا یا شکست کھاویگا جب رات ختم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گیر
بجمعیت بیندہ ہزار سوار و پیادہ تمامی از قوم اتیتہ و ناگا مسلح با بان و بندوق وزیر کے روبرو گیا
اور حملہ کرنے کا حکم پایا قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گیر نے وزیر سے درخواست کی کہ غل اور شور مچے تو حکم
ہو کہ اول وے داؤ کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچہ پر کرین تا کہ کل پٹھان اوسطرف متوجہ ہوان
اور نجیب خان کی مدد کو جاوین اور احمد خان کا جانب خالی چھوڑیں اور پٹھان اوسکا کوئی معاون نرہے

دوسرے روز نواب راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ اوس کے استقبال کو نکلا یہہ دونوں بڑے تپاک سے ہاتھہ مین ہاتھہ دئے ہوئے راجہ کے خیمہ مین داخل ہوئے راجہ نے نواب کو بڑی عزت سے مسند پر بٹھلایا اور کوہستانی اشیا نذر گذرانین مثلاً باز وغیرہ ودیگر جانور شکاری تمامتھانے مشک وجدوسوناسوگندیہہ ایک خوشبودار عطر گلاب کے ہے۔ اور رنگ برنگ کے نایاب راس تانگن نذر کئے سوا اسکے راجہ نے طرح بہ طرح کے جواہرات قیمتی پیش کئے نواب نے انکو قبول کرنے سے انکار کیا تب راجہ نے کہا سید احمد سے کہ مین خود مقر ہوں کہ یے چیزین محض بیقدر ہین لیکن اگر نواب توجہات سے قبول فرمادے تو مجھے نہایت درجہ خوشی حاصل ہوگی۔ تب نواب نے اوسکی خاطر سے سب چیزین قبول کرلین دوسرے روز راجہ رخصت ہوکر اپنے پہاڑ کو روانہ ہوا

عہد وپیمان بتوسط علی قلیخان

وزیر کو اس پیام مشکلات سے دن رات تردد رہتا تھا اسوقت علی قلیخان عباسی جو شاہان ولایت کی اولاد سے تھا وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہہ شقہ بدستخط خاص تھا جس مین یہہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینا چاہئے یہہ شقہ وزیر کو حوالہ کرکے علی قلی نے بادشاہ کا زبانی پیغام یعنے احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اوس میں تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنا چاہئے علی قلیخان نے جواب دیا کہ مجھہ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ اتحاد ہے اگر تمہاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کرکے اوسکو صلح کی طرف مائل کروں وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوا علی قلیخان نے احمد خان کو ایک شقہ یہہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمہاری ملاقات کی کمال آرزو ہے بوصول اس خط کے نواب نے حافظ رحمت خان کو و دیگر سرداران روہیلہ کو طلب کیا اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلیخان آپکا دوست ہے اسلئے ملاقات مناسب ہے نواب نے جواب لکھا کہ آپ کے استفسار کی کیا ضرورت ہے

کھڑے ہوئے - راجہ اندرگیر بہ برگشتگی طالع دیکھکر میدان جنگ سے پھرا پٹھانوں نے وزیر کے لشکر تک اوسکا تعاقب کیا اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے - بعد غروب اسقدر تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نہ کرسکاتھا نواب نے فوراً قاصد روانہ کیا اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آوین پٹھانوں نے وزیر کے توپ کی گاڑیون مین آگ لگادی اور معہ مال غنیمت اپنے لشکر مین واپس آئے خاص خاص سردار نواب کے روبرو حاضر ہوئے اور اس فتح کی خوشی کی نذر پیش کی نواب نے اونکی بہت تحسین وآفرین کی اور اونکی بہادری کا بڑا شکریہ ادا کیا جب وزیر نے اندرگیر کی شکست کی خبر سُنی نہایت افسردہ خاطر ہوا اور اپنے خیمہ مین سے نکلکر ہاتھی پر سوار ہوا اور کاشی کی طرف بھاگا جب ملہر راو اور آپا سیندھیا کی تئین وزیر کے گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اونکا تعاقب کیا اور کاشی پور پہونچکر اوسکی سدراہ ہوئے اور وزیر کے پاس جاکر بولے کہ شکست تو اندرگیر کو ہوئی تمہاری اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوسنے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی غرض ملہر راو اور آپا سیندھیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اوسکے مرتبہ کے تھی باز رکھا اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہہ مین قیام پذیر ہوا -

راجہ الموڑا کی احمد خان سے ملاقات

سید احمد کی تحریک سے راجہ الموڑا احمد خان کے لشکر کو دیکھنے چلا کے ہزار پیدل سپاہی ساتھ لئے ہوئے اور ایک زرنگار تخت پر سوار جواہرات سے لدا ہوا پہاڑ سے اوترا نواب احمد خان اوسکی پیشوائی کو بڑھا جب نظر دو چار ہوئین دونون نے ایک ہی نہج ایک دوسرے کو سلام کیا نواب راجہ کو اپنے قیام گاہ مین لیگیا اور ایک علیحدہ مسند پر بٹھلایا - ہندوستان کے نقائس معہ ایک ہاتھی کے راجہ کے روبرو پیش کیئے گئے منجملہ اونکے راجہ نے فقط دو رومال قبول کئے اور باقی سب اشیا واپس کردین - سید احمد راجہ کی زبان سے واقف تھا چنانچہ جو کچھہ راجہ کہتا تھا وہ نواب کو سمجھاتا جاتا تھا تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد راجہ رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا

لبادہی کیا ہی نواب نے پوچھا تمہارے اِس سوال سے غرض کیا ہی ملا سردار نے جوابدیا کہ معاملا
صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہیئے کہ جو خود کچہہ قوت اور اختیار رکھتا ہو کہ اگر ضرورت پڑے
تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ مقابلہ پیش آسکے اوسکا مطلب یہہ تھا کہ
صلحنامہ ملہر راو و آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہیئے مگر کسی حال مین مجھے یہہ منظور نہین ہے
کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جاوے حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہے جاوے
یا نہ جاوے کیونکہ اوس مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے احمد خان نے سردار خان کو جوابدیا کہ مین
تمہاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہوں اور اوسپر عمل کرونگا بعد ازان نواب اپنے لشکرگاہ مین واپس
آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تم پر اعتماد کامل ہے مگر روہیلہ سردار میرے
بیٹے کے بھیجنے مین رائے نہین دیتے ہین یہہ سُنکر علی قلی خان نے جوابدیا واللہ تمہارے سردار
نہایت ذی ہوش اور دور اندیش ہین یہی میری خواہش تھی جو اونہوں نے صلاح دی میری
مراد صلح سے تھی وہ حاصل ہے کیونکہ میری غرض صرف تم کو صلح کی طرف راغب کرنے کی تھی
نواب نے جواب دیا کہ تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کالحجر ہے بعد اس ملاقات کے
علی قلی خان رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا اور
کہا کہ مین نے احمد خان کو صلح پر تو راضی کرلیا ہے مگر شرط یہہ ہے صلحنامہ بتوسط ملہر راو و آپا
سیندھیا کے ہونا چاہیئے لہذا کھانڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کو لانے کیواسطے بھیجا
جاوے وزیر نے ملہر راو و آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب کے بیٹے کے یہان لانے کی
تدبیر کرو جب وہ یہان آویگا ہم کوئی تصفیہ کرلینگے ان دونون سرداروں نے منظور کیا مگر یہہ
کہا کہ ایسی کوئی بات نہ ہونے پاوے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہے تب ملہر راو نے اپنے بیٹے
کھانڈے راو کو نواب کے بیٹے کے وزیر کے لشکر مین لانیکے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے احمد خان
سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راو معہ ہمراہیوں کے نواب کے

گھرآپ کا ہی جب یہہ جواب باصواب پہونچا علی قلیخان نے وزیر سے کہا وزیر نے اوس سے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ مقصود ہو۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمہاری توہین مین بادشاہ کی اہانت ہی جب علی قلی خان نواب کے توپخانہ کے قریب پہونچا نواب احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا جب محمود خان وہان پہونچا دونون باہم بغلگیر ہوئے اور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر احمد خان کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نواب اوٹھ کر لب فرش استقبال کو آیا اور اوس سے بغلگیر ہوا ہاتھہ مین ہاتھہ دئے ہوئے مسند تک گئے بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمہ مین پہونچایا جو خاص اوسی کے آرام کیواسطے استادہ ہوا تھا بعد ازان طعام ہرقسم کا تیار کر کے بھیجا گیا شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کی بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شقہ کو سر پر رکھا تعظیم کی خاطر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہہ کر کے آداب بجالایا بعد ازان شقہ کو کھولکر پڑھا اسکا مضمون بجز خاص خاص سردارون کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا شرائط صلح شروع ہونے سے تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہوگیا کہ سلطان نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑھکر پوچھا آخر اس سے بادشاہ کا منشا کیا ہی علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدو تا کہ دنیا کو معلوم ہوگا وزیر نے حکم شاہی کی بجاآوری مین کوتاہی کی مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور خاص سردار کو نواب سعداللہ خان کے ہمراہ وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا اس مین وزیر کی بھی آبرو رہیگی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہینگے احمد خان نے جواب دیا کہ اس امر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچھہ نہین کہہ سکتا ہون احمد خان نے فی الفور سوار ہو کر سعداللہ خان کی فرودگاہ مین آیا اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون کو طلب کر کے امر مذکور مین صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اون سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی

پھر صاحبزادوں سے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہونچ گئے
اوسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب ملہراو وآپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا
اور اوسکے ساتھ چلے صاحبزادہ لب فرش پہونچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون
ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہہ رسم سلام مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات
جنکو وہ زیادہ عزیز رکھتے ہین اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے ہین وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب
کی مسند پر صاحبزادہ کو بیٹھنے کو کہا صاحبزادے نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھہ مین لیکر
نذر گذرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی مگر صاحبزادہ نے اصرار کیا تب
اوسنے تبسم کرکے نذر قبول کی اوسکے بعد صاحبزادہ بیٹھا وزیر نے اوسکا ہاتھہ لیکر اپنے سینے
سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگا اِدھر اودھر کی باتون کے بعد وزیر نے
کہا کہ پٹھان بھاگا نہین کرتے ہین تمہارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے محمود خان نے جواب
دیا کہ اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ میرا باپ دوغلہ ہے وزیر نے پوچھا اسکے کیا معنی صاحبزادے نے
کہا کہ میرے والد کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف
جاتا ہے بہادری سے میدان مین آتا ہے اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بھاگ کھڑا
ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہوگیا کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھا اسکے بعد وزیر نے ملہراو
وآپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے ابھی کچھہ کھایا نہین ہے آپ براہ عنایت بابا
محمود خان سے رخصت ہوجئے یہہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے وزیر تب محمود خان
وحافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گیا اور خاصہ طلب کیا تھا احمد خان نے مہمانون
کے واسطے کھانا بھیجا جب کھانے سے فارغ ہوئے وزیر نے اسمعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچہ
کی داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب خیمے کھڑے ہوچکے محمود خان وحافظ رحمت خان
وزیر سے رخصت ہوئے جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے کئی ہزار مغلون نے ان دونون
شخصون کے خیمون کو گھیر لیا جب نواب کے نوکرون نے یہہ حال دیکھا ہر ایک نے نواب کے خیمہ پاس جاکر لبنے

مورچہ کے قریب پہونچا اوسکے آنے کی خبر نواب کو پہونچی اونسے اوسیوقت محمود خان کو طلب کیا اور
کچھہ اوسکے کان مین کہا اور دوسو سوارون کو اوسکے ساتھہ کیا اونمین حسام الدین بھی تھا جسکی
تصنیف سے ہم نے اِس کتاب مین نقل کیا ہے اور سعد اللہ خان سنے حافظ رحمت خان بھیجا
جب کھانڈے راے نے اِس نوجوان کو یعنے محمود خان کو آتے دیکھا اپنے ہاتھی سے اوترپڑا
اور اوس سے بغلگیر ہوا بعد ازان جب پھر سوار ہو گئے کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی محمود خان کے
ہاتھی کے پیچھے رکھا اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکر گاہ مین پہونچے ملہر راؤ و آپا سیندھیا
تانتیا اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے جب وہ سامنے پہونچے اوتر پڑے اور صاحبزادے
سے بغلگیر ہوئے بعد ازان ملہر راؤ نے اوس خیمہ مین لیجاکر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار اوسکے
گرد بیٹھے تب دکھن کے تحایف نذر گذرانے گئے چند اشیا تو اوس نے قبول کین باقی گھوڑا
و ہاتھی وغیرہ اونسے واپس کردین بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے اور کہا
سردار ذی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلیخان
کو جانے کا حکم ہوا سرداران اوسکے ہمراہ واپس آئے جب مناسب فاصلہ پر پہونچے صف
صف باندھکر کھڑے ہوئے اونکے آنے کی خبر سنکر محمود خان و رحمت خان لشکر سے نکلے اونکو
آتے دیکھکر نواب سالار جنگ آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا اور
اونسے بغلگیر ہوا تب یہہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا صاحبزادہ
ٹھہر گیا ملہر راؤ و آپا سیندھیا نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر
سے اجازت لیجیے کیونکہ مین یہہ چاہتا ہون میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون
وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسمعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تاکہ نواب کے آدمیون
کو روکے نہ ہو پر بٹے صاحبزادے کو وزیر کے خیمے مین لیگئے یہان وہ منتظر ملاقات کا بیٹھا تھا اِس
سراچہ مین تین صحن تھے صاحبزادہ وہ صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اوتر کر پالکی مین سوار ہوا
دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوترا اور تر کر پالکی مین سوار ہوئے تیسرے دروازہ

رہنے والا محبوب عالم نام پڑھا لکھا اور عقیل تھا یہہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر
ہو گیا تھا۔ اوسکی ذہانت کی وجہہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتا تھا۔ ایک روز وزیر نے
اوس سے کہا کہ مین نے اِن افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون
اس موقع پر راست آتا ہے کہ چند بیشمار پر غالب رہینگے تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے
مین اپنے دشمن پر فتحیاب ہو سکون۔ سید نے جواب دیا کہ اس کج اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے
مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہو نیز اِس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے
پسند خاطر نہ آوے معرض عرض مین نہ لایا وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ تمکو تم پر
اعتبار ہے جو کچھہ خیال تمہارے دل مین ہو بلا تکلف و بخطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت
کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے یا کل قوم افغانان کا قلع قمع
ملحوظ خاطر ہے وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہی مگر چونکہ دوسرے بھی اوس سے شریک ہوئے
ہین لہذا مجھے تمام قوم افغان کے استیصال کرنی پڑی تب اوسنے پوچھا کہ اگر دوسرے پٹھان
احمد خان کو چھوڑ کر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا اوسنے کہا اونکے
مرتبہ و عزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اونکو رتبہ و جاگیر ہوگی
اور باقی داخل لشکر کئے جاوینگے تب سید نے عرض کی کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین
کی گذارش یہہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے اور
یہہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھہ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے
ملے وزیر نے سید مذکور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم
پروانجات تیار کرے اور جب سب تیار ہو چکین سید موصوف کے حوالہ کرے میر قدرت علی و سید
محبوب عالم تب رخصت ہو کر منشی کے پاس آئے جب پروانجات تیار ہو چکے وزیر کی خدمت مین
بغرض منظوری پیش ہوئے اور بعد ازان میر قدرت علی کے خیمہ مین محبوب عالم کے حوالہ کئے گئے ایک
شخص میر معز الدین نامی ولد شاہ ظہیر الدین گوالیاری حسام الدین کا چچا زاد بھائی تھا مگر اوسوقت

مالکو نے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے لہذا نہایت
متردد ہو کر اپنے سردارون کو جا کر خبر دی کھانڈے راو یہہ خبر سنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے بعجلت
تمام فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کر کے انکو منتشر کر دو یہہ حکم سنکر مغل
بھاگ کھڑے ہوئے سراپچہ پہونچکر کھانڈے راؤ نے دیکھا کہ محمود خان اور حافظ رحمت خان مسلح بارادۂ
مقابلہ کھڑے ہین کھانڈے راؤ کو دیکھکر نواب محمود خان نے مسکراکر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا
کہ مین کسیصورت سے وزیر تک پہونچ جاؤن اور خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر
سپاہی میرے تابع کر دو تاکہ وزیر کو اپنے زور کا مزہ چکھا دون کھانڈے راؤ نے جواب دیا
جب وزیر فقط اپنے ہی بھروسہ پر رہ جائیگا تو وہ آپ اپنے کئے کی سزا پاویگا اب تم کو لازم
ہے کہ فوراً یہانسے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹہ کے لشکر کو بائین جانب چھوڑ کر
دامن کوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وے احمد خان کے لشکر کے قریب پہونچ گئے کھانڈے
راؤ نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کھانڈے راؤ کے واپس آنے سے قبل ملہر راؤ
وآپا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تم کو دغا منظور ہی تو ہم کو درمیان مین ڈالنے
کی کیا ضرورت تھی اور کسیقدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جوابدیا کہ تمہارا کیا
خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اسقدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اصل حال ہے وہ علی قلیخان
سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنیسے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے جب علی قلیخان
آیا وزیر نے اوس سے کہا کہ انسے کیفیت مفصل بیان کرو اوسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے
سپاہیون کو افغانون سے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اونکو کچھ ضرر پہونچائین لہذا مین نے وزیر سے مشورہ لیکر
ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کر دیا ٭

افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش

جب محاصرہ کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا

کفن بدوش لڑنے اور جان دینے پر تیار ہین بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہین اور اسپر کمر بستہ
ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین یا میدان مین مرین آپ خود خیال کر سکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر امادہ ہو
اوسکا مارنا آسان نہین ہی قطعہ ہر کہ دست خویشتن از جان بشست + خود بماند دشمن خود را بکشت
مردہ می یا بد نجات از دست موت + زندہ ہا اورا نماید جملہ پشت + و یا بالفرض یہہ بھی تسلیم کیا جاوے
کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو اسیر یا قتل کریگا اب مین آپ سے پوچھتا ہون
کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھوں سے خوف مین ہوتا اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑ کر ہماری طرف آکر
اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اسبات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچاکر
آبرو خاک مین ملا دیتے مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نمی پسندی
بہ دیگرے مپسند مجھے آپ معاف رکھئے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کر سکتا ہون یہہ جواب
بھائی خان کے حوالہ ہوا اور وہ لیکر صاحب داد خان کے خیمہ مین آیا اور اوسنے بھی جواب خط کا
دیا اور تحریر کیا کہ مین نے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کر دئے جو کچھہ اوسکا نتیجہ ہوگا اوس سے بعد ازان
اطلاع دیجائیگی مین قاصد کو نہین رکھہ سکتا ہون کہ اس سے مین خود آفت مین پڑ جاؤنگا لہذا قاصد کو
واپس بھیجتا ہون قاصد یہہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا روہیلہ چور و لٹیرے جو سعد اللہ خان
و احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و رہزنی مین طاق تھے اب اُنہون نے یہہ اختیار
کیا تھا کہ توپخانے داہنی و بائین جانب پوشیدہ رہتے تھے جب رات ہوتی تھی وزیر کے لشکر مین
جاتے اور گھوڑا اور اونٹ و سامان جو کچھہ ملتا لوٹ لاتے وا وسکو بیچکر پھر اپنے مقام معہود مین مخفی جا بیٹھتے
تھے اتفاقاً یہہ قاصد اونکے قریب سے ہوکر گذرا اور انہون نے اوسکو گرفتار کر لیا اور نواب کے روبرو
لائے نواب نے قاصد کو سامنے بولاکر پوچھا کہ تم کس غرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان
کے خوف سے کل حال بیان کر دیا اور دونون خط جو اوسکے پاس تھے حوالہ کئے جب نواب نے ان
خطون کو دیکھا اوسنے حسام الدین کو طلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے
گرفتار کیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اوس سے

وزیر کے لشکر مین حاضر تھا میر قدرت علی اوسپر بہت اعتماد رکھتا تھا اور اوسکی بڑی عزت کرتا تھا سبب اوسکا یہہ تھا کہ قدرت علی سید حسن دانشمند دانی پوری کی اولاد سے تھا اور یہہ سید حسن دانشمند خلیفہ میران جمید الدین حضرت محمد غوث گوالیاری کا تھا اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمہ مین آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا ہو گئی مین گفتگو محبوب عالم کو یہہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچازاد بھائی ہے اور نہایت دوستی بھی ہے محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو لکھہ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کی ہے وہ تو تھوڑے عرصہ مین یا تو قتل ہو جاویگا یا گرفتار ہو گا لہذا مصلحت یہی ہے کہ تم فوراً وہانسے یہان چلے آؤ اور کل اسباب اپنا وہین چھوڑو یہان اور مہیا ہو رہیگا جسوقت تم یہان پہونچوگے اوسوقت وزیر سے تمہاری ملاقات ہو جاویگی اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہوگا میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھکر محبوب عالم کے حوالہ کیا اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا و شمس آباد کے تھے اون سب کے نام چٹھیاں لکھین اونکا مضمون یہہ تھا کہ مینے حضور وزیر سے تمہاری سب کی سفارش کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبہ کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین نے مضبوطی کے واسطے شقہ بمہر وزیر لکھوا لیا ہے لہذا تمکو لازم ہے کہ فوراً وہانسے چلے آؤ سب پرچہ اور اپنے خطوط اکٹھا رکھکر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھہ اپنے خاص نوکر بھائی خان کے ساتھہ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے صاحب داد خان خٹک و محبوب عالم دونون شمشیر خان چیلہ کے پاس نوکر تھے اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی ہو گئی تھی گویا ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسہ پر محبوب عالم نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی داد خان خدمتگار صاحب داد خان کے خیمہ کو پہونچا اور کل خطوط و پروانجات اوسکے حوالہ کئے اور وہان حسام الدین کے خیمہ کی طرف چلا اور پہونچکر معز الدین کا خط حسام الدین کو دیا حسام الدین نے کھولکر اس خط کو پڑہا اور جب خلیل چیلہ دیا آپ یہہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوش نہین ہون یہہ حضور آپ اپنے دل سے دور رکھئے نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھہ جوان ہین اور یہہ سب کے سب بڑے بہادر

ملک مخاجات سے ہلاک ہوتے ہین چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اونمین بڑا خوف
پھیل رہا ہے اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنینگے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع
کرینگے اب وزیر کا کام یہہ ہے کہ اس امر کو انصاف کرے ہمارا کام فقط مان لینا ہے وزیر دیاگ
حیرت مین ڈوبا اور بعد بڑے غور و تامل کے اوسنے کہا کہ مین نے اسکا تصفیہ تمہاری راے پر
چھوڑا جو تمہاری راے مین آوے سو کرو مرہٹون نے کہا اب تلوار میان مین کرنا چاہیئے اور نواب
علی قلیخان کو لشکر مین بھیجنا چاہیئے وہ اوس سے جا کر کہین کہ وزیر بہ تعمیل حکم بادشاہ جنگ سے
دست بردار ہوا ہے لہذا انکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو احمد خان کو کل ملک موروثی اوسکو دیا جاتا ہے
بدین شرط کہ اوسکے عوض وہ بیس لاکھہ روپیہ بطور نذرانہ کے داخل کرے اور جب تک یہہ روپیہ
ادا نہ ہو نصف ملک مکفول رہے یہہ شرائط وزیر نے منظور کین اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد
آدمی علی قلی خان کے ساتھہ ہو ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دونون
ایلچی روانہ ہوئے۔ وزیر سے پوشیدہ ملہر راو و آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہہ کہدیا کہ تم
احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرائط علی قلیخان پیش کرے تم
بلا رد و کد منظور کر لینا کیونکہ اسوقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہارے بہر حال ہوا خواہ ہین
اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمگی پر وزیر کے لشکر مین بھیجدو جب یہہ دونون احمد خان کے لشکر مین پہونچے
علی قلی خان نے کہا ہم دونون ایک ساتھہ ملاقات کرین مگر گنگا دہر نے کہا کہ تم آج ملاقات کر لو
مین کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا بعد ادھر اودھر کی باتون کے معاملہ کی گفتگو
شروع ہوئی علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ گنگا دھر مرہٹون کا وکیل کل حاضر ہوگا تانتیا
دوسرے روز نواب کے روبرو حاضر ہوا اور روہیلہ سردار طلب ہوئے ملا سردار خان کی یہہ
راے ہوئی کہ معاملہ ملہر راو و آپا سیندھیا کی راے پر چھوڑنا چاہیے اسپر نواب راضی ہوا و علی قلیخان
و تانتیا کو بلا بھیجا اور اونسے کہا ہم ملہر راو و آپا سیندھیا کو رضامند رکھنے کے واسطے اپنا نصف
ملک تا اداے نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہین بعد ازان نواب علی قلی خان کے خیمہ کو گیا اور

مخاطب ہوکر پوچھا یہہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم کتابت رکھتے ہو اوسنے جواب دیا حضور
میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اوسنے کیا لکھا تھا اوسنے جواب دیا جو کچھہ تحریر کیا تھا حضور
کے روبرو ہے اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے رستم خان بنگش و حاجی سردار خان و مستجاب خان
اوسوقت حاضر تھے اونکی طرف متوجہہ ہوکر نواب نے کہا کہ یہہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اوس نے
ہمارا حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اوسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب نواب نے وہ خط بآواز بلند
پڑھکر سنایا اونہون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین وآفرین کی نواب نے حسام الدین کی طرف
پھر کر کہا کہ جو کچھہ مجھے تم سے امید تھی وہی تم نے کیا انشاءالله بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ مین تمہین اس
صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندے خان و فتح خان
و سید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کی کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے
لیکر بلی بھیت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوسکو
فوراً قتل کرڈالو اور اوسکا اسباب ضبط کرلو اب پانچون روہیلہ سردار رخصت ہوئے نواب نے حاجی سردار
کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اوس حکم کی تعمیل ہوئی ٭

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

غنیم کے لشکر کی صورت حال یہہ تھی کہ صوبہ کے بعض باجگذارون نے ملہر راو وآپا سیندھیا کو لکھا
کہ احمد شاہ درانی قوم افغان کی مدد کو آتا ہے اور اوسنے دریاے سندہ کو عبور کیا ہے اور برابر ملغار
بڑھتا آتا ہے اس خبر نے مرہٹون کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب واسطے مشورہ کے مجتمع ہوئے
اور متفق الراے ہوکر وزیر کے پاس گئے اور اوسکو ملامت کرکے کہا کہ تم نے احمد شاہ درانی کی آمد
ہم سے مذکور نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور اونہون نے یہہ بھی کہا کہ یہہ تو تجھی معلوم ہوچکا ہے
کہ ہماری اور تمہاری دونون کی سپاہ نے مہم کی صعوبت دیکھکر بالکل دل ہار دیا ہے اور
عاجز ہوگئی ہین سواے اسکے پہاڑ کے پانی نے اوس مین ایسا اثر پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اکثر مرگ

کی تیاری کی دو روز مقام کرکے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ مقام کو پہونچکر اوسنے اپنے باپ
کی ملازمت حاصل کی اور اوسکو جعفر خان کا مکان رہنے کو ملا بعد ازان وزیر لکھنؤ سے فرخ آباد
اور وہان سے ٹھہر راؤ وسید صیا کو ہمراہ لیکر براہ اٹاوا دہلی کی طرف روانہ ہوا اوسکے تھوڑے
روز بعد احمد خان نے محمد جہان خان کو اپنے اہل وعیال کے لانے کے واسطے دہلی کیطرف
روانہ کیا دولہن بیگم بی العوز فرخ آباد کو واپس آئی اوسکے بعد نواب کے بھائی بھتیجے چیلے رعایا
اور سب خویشان آکر اپنے اپنے گھرون مین بسنے لگے صاحب بیگم سوہ قایم خان بھی واپس
آئی اور قلعہ امیٹھی مین رہنے لگی مالیہ بیگم بی بی صاحبہ نے بلند محل مین سکونت اختیار کی او
یہہ مکان سابق مین اوسکے بیٹے قایم خان کے قبضہ مین تھا +

احمد خان کی دوسری شادی

جب نواب کا سب کاروبار درست ہوگیا تو وہ عیش مین مشغول ہوا اور نئی زوجہ کی فکر اوسے
پیدا ہوئی اوسکے درباریون نے اوس سے کہا کہ ایک حسین لڑکی ہے جو آپ کے بستر کے
قابل ہے ایک شخص عالی خاندان جو نواب خان جہان کی اولاد سے تھا اور جسکو عہد
شاہ جہانی مین بڑا اقتدار حاصل تھا گردش زمانہ سے بگڑکر مفلسی مین مبتلا ہوگیا اتفاقاً اوسنے
شمس آباد مین رہنا اختیار کیا بعد تھوڑے عرصے کے وہ اس دار فانی سے ایک بیوہ اور ایک
بیٹی خیر النسا نام چھوڑکر رخصت ہوا ایسا اتفاق ہوا کہ یاقوت خان خان بہادر نے اس لڑکی
کو اپنی نسبت مین لیا یہہ لڑکی اب تک دوشیزہ تھی اور خان مرحوم کے گھر مین رہتی تھی۔
یہہ حال سنکر غائبانہ اوسپر عاشق ہوا اور اوسکو بلاکر خاص محل مین داخل کیا اور بعد تیاری اوسکے
ساتھہ نکاح کیا اوسوقت سے وہ اوس سے ایک لمحہ جدا نہ ہوتا تھا اور اکثر یہہ شعر اوسکی زبان پر
رہتا تھا۔ دوسالہ و محبوب چاردہ سالہ + ہمین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر + بعد
کے [illegible] تا [illegible] مطابق [illegible] ہجری مین اوس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اس خوشی

ادس سے کہا کہ خاطر بادشاہ سلامت کی خوشنودی کے واسطے ہم صلح منظور کرتے ہین اسکے بعد
اوسنے منشی کو طلب کیا اور خط مشعر شرائط مجوزہ سرداران مرہٹہ تحریر کردیا یہہ خط تانتیا کے
حوالہ کیا اور زبانی یہہ کہا کہ مین تمہاری ضمانت پر نواب محمود خان کو بھیجتا ہون ایک نقل اون تہی
کہ شرایط تانتیا کی پتردون تانیہ پرکبندہ کی گئی تھی جنکو احمد خان اور مرہٹون نے باہم تبدیل
کرلیا جب نواب محمود خان و حافظ رحمت خان مرہٹون کے لشکر مین قریب پہونچے ملہر راؤ
و آپا سیندھیا و پٹیل راؤ و آتما گیرد دوسرے سرداروں کے استقبال کو آئے دوسرے روز ملہر راؤ
و آپا سیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور تانتیا گنگادھر نے کہا کہ محمود خان و رحمت خانسے
کہو کہ وزیر کے لشکر کو چلین بعد ملاقات کے وزیر نے اپنی میر منزل کو حکم دیا کہ خیمہ خرگاہ روانہ
کرو ہمارا عزم کوچ کا ہے دوسرے روز کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے
کنارہ پر پہونچے اور یہان اوسنے ملہر راؤ و آپا سیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا اور خود معہ
محمود خان و رحمت خان کو لئے ہوئے لکھنو کی طرف روانہ ہوا اونسے اوسنے کہا کہ جب معاملہ
کی تکمیل ہوجاویگی مین تم کو رخصت کرونگا بموجب حکم کے مرہٹون نے دریائے گنگا کو عبور کرکے
قنوج کی روانگی کے بعد نواب احمد خان و نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سے نکل نکل کر اوس مقام
پر خیمہ زن ہوئے جہان وزیر کی فوج قایم تھی وہان سے کوچ کیا اور فرخ آباد احمد نگر کو جا پہونچا
اوسکے واپس آنے کی تاریخ ابتدائی ۱۷۵۲ع ہوگی اس عرصہ مین وزیر لکھنو کو پہونچا چار پانچ روز
بعد اوسنے نواب محمود خان اور حافظ رحمت خان کو طلب کیا پہلے محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ
عنایت کی بعد ازان اوسکے والد کا ملک بحال کردیا اور اوسکو قایم جنگ کا لقب بھی دیا حافظ
رحمت خان کو بھی خلعت عطا ہوا بعد اوس تانتیا کو سند اسبات کی کہ تا اداے نذرانہ شاہی
احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرلے یہہ ملک [illegible] عوض اوس تقاضا کے ملا جو وزیر سے اوسکو
یافتنی تھا محمود خان و تانتیا رخصت ہوکر جانب مغرب روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان اونکی
طرف چلا جب محمود خان قنوج کے قریب پہونچا سب مرہٹے اوس سے ملنے کو آئے اور مہمانداری

یہہ مقام لکھنو سے ۶۰ میل ہی مگر آخر کار سعد اللہ خان روہیلہ کی حسن تدبیر سے فقط پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ دینے سے تصفیہ ہو گیا ۹ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری مطابق ۲۵ جون سنہ ۱۷۵۷ع غازالدین معہ ہر دو شاہزادگان فرخ آباد مین داخل ہوا اس عرصہ مین احمد شاہ درانی یکبیک متھرا سے دہلی کو واپس آیا اور شاہ دہلی کے عماد الملک کی شکایت اور نجیب خان کی سفارش کرنے پر احمد شاہ درانی نے نجیب خان کو امیر الامرا کیا اور انتظام دار الخلافت اوسکے سپرد کیا عماد الملک نے اسکا عوض یون لیا کہ احمد خان کو امیر الامرا کا لقب دیکر اُسے کو عہدہ پر مامور کیا غازالدین خان اب دہلی کی طرف بڑھا اور کچھہ احمد خان کی فوج اور مرہٹون کی مدد سے اوسنے فوراً نجیب خان کو دہلی سے نکالدیا اس ملاقات سے غازالدین خان اور احمد خان مین نہایت درجہ اتحاد ہو گیا یہانتک کہ وزارت سے معزولی کے زمانے مین نو سال تک اوسنے احمد خان کے پاس پناہ لی اب اونکی دوسری ملاقات کا مذکور آگے چلکر ہوگا *

جنگ پانی پت مین احمد خان کی کارروائی

جب سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۲۵ اگست سنہ ۱۷۵۹ع لغایت ۱۳ اگست سنہ ۱۷۶۰ع احمد شاہ درانی چھٹوین بار ہندوستان پر حملہ آور ہوا احمد خان معہ سرداران روہیلہ اوسکی ملازمت کو گیا چہارم ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۸ جولائی سنہ ۱۷۶۰ع بمقام کویل اوس سے ملاقات حاصل ہوئی اسکے تھوڑے عرصہ بعد داتاجی سیندھیا کو شکست ہوئی احمد خان حملہ آور کا بخوبی مطیع ہوا ہوگا کیونکہ اوسنے بافراط رسد اوسکو اپنی فوج کے بدرقہ کے ساتھہ روانہ کی تھی - ہولکر جو اس شکست سے محفوظ رہا تھا اسوقت اگرہ میں تھا اس بدرقہ کی خبر سُنکر دریاے جمنا کے پار ہوا بہت سی رسد چھین کر اور برباد کرکے پھر جمنا پار چلا گیا افغانون کی ایک جمعیت اوسپر بھیجی گئی جنہون نے پاشنہ کوب اوسکا تعاقب کرکے بڑی خونریزی کے ساتھہ اُسے شکست دی احمد شاہ نے جمنا پار آگے بڑھہ کر انوپ شہر مین اپنی لشکرگاہ کا پڑاؤ ڈالا تھوڑے عرصہ بعد شجاع الدولہ بھی اطاعت کی طرف مایل ہوا ایک مورخ اوس مقام پر لکھتا ہی کہ اسکا باعث حافظ رحمت خان و احمد خان تھے تھوڑے ہی عرصہ بعد سنہ [illegible] ایک لشکر عظیم بسرداری جنکوجی ولد اپاجی سیندھیا و ابراہیم

اوسنے غریبون اور مسکینون کو بہت کچہہ دیا لیا نواب نے لڑکے کے نام نکالنے کے لئے قرآن کھولا
اوس مین حرف دال نکلا تب اوسنے نجومیون کو طلب کرکے کہا کہ لڑکے کا زایچہ کھیچو آخر اوسکا نام
دلبرہمت خان قرار پایا اوسکی خبر بادشاہ سلامت کو معہ تحایف مناسبہ بھیجے گئے بڑی دہوم دہام
رہی اور چہہ روز تک بڑی ضیافت و مہمانی ہوتی رہی عاقلہ نام ایک دائی اوسکی رضاعت
کے واسطے متعین ہوئے بادشاہ نے ماہی مراتب معہ لقب و خلعت لڑکا کو بھیجا نواب نے
ایک گلال باڑی عیدگاہ مین قایم کیا اور لڑکا کو پالکی پر بٹھلاکر بادشاہ کی عطیات لے آنے
کے واسطے لیگیا اوس لڑکے کو خلعت پہنایا گیا اور مظفر جنگ کا خطاب ملا توپین سلامی سر
ہوئین نوبتخانے بجتے ہوئے و روپئے اشرفیان لوٹاتے ہوئے آہستہ آہستہ قلعہ کو لوٹے
جب لڑکا چار برس چار مہینے چار دن کا ہوا اوسکو بسم اللہ پڑھائی اور مکتب کو بھیجا اوسکو ایک
اتالیق کے حوالے کیا اور علما اوسکی تعلیم کی خاطر مقرر ہوئے تھوڑے عرصے مین اوسنے علم
حاصل کیا تب اوسکے باپ نے اوسکو امور ملک داری تعلیم کئے

غازالدین خان عماد الملک کی پہلی ملاقات

۱۱۷۴ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر ۱۷۶۰ء لغایت ۱۵ ستمبر ۱۷۶۱ء احمد شاہ درانی نے پانچوین حملہ کے
زمانے مین غازالدین نے اس امر کی اجازت حاصل کی کہ ملک مابین گنگا و جمنا سے کچہہ بطریق
نذرانہ وصول کرے مگر اوس سے اوسکا اصل منشا یہہ تھا کہ شجاع الدولہ اودہ کے نواب وزیر سے
روپیہ جبرًا وصول کرے دہلی کے شاہزادون ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی و مرزا بابر برادر زادہ
شاہ مذکور و اعز الدین معہ افواج درانی زیر حکم جانباز خان ساتھہ لیکر غازی الدین فرخ آباد کی طرف
بڑھا اور اپنی فوج بہ سرداری یحیی خان ولد ذکریا خان روانہ کردی اس فوج نے تھوڑے عرصہ مین
دریاے گنگا کو عبور کیا اور گرا و ہاری ندی تک جو ملک اودہ کے حدود کے قریب ہی جا پہونچے
شجاع الدولہ لکھنؤ سے روانہ ہوکر حملہ آورون کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آیا

کیونکہ گوبند راو پنڈت بوندیل کھنڈ سے تین ہزار جوان لیکر آیا ہی اور جمنا ان اوترکر دریاے مذکور کے
کنارے پر خیمہ زن ہوا ہے اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست و میرا مکان لوٹ
لیا جاتا وراے ازین مین نے اِسی مختصر فوج سے ایک مرتبہ صفدر جنگ و سورج مل و جہت سنگہ
و دیگر راجاون کے شکست دی ہی اور اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا
پاس کرکے اس قصد سے باز رہا شاہ درانی نے جوابدیا جو کچھہ تمنے اِسوقت بیان کیا مین نے اسکی
خبر کامل سُنی تھی آخر نواب یہہ کہکر خاموش ہوا کہ میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا احمد خان
کے توپخانہ کے مقابل ابراہیم گاردی کا توپخانہ تھا اوسکے زیر حکم بارہ ہزار باقاعدہ پیدل فوج تھی
و اوسکی فوج قاعدہ دان ہونے کی وجہہ سے اوسکا لقب گاردی تھا یہہ انگریزی لفظ ہے ایک
رات تاریکی شب مین ابراہیم نے یہہ دیکھکر کہ احمد خان کے زیر حکم فوج کم ہے یہہ حکم دیا ہم اوسپر
شبخون مارینگے تھوڑی رات باقی رہے اوسنے احمد خان کے مورچہ پر یکبیک آپڑنی کی کوشش
کی مگر احمد خان کی سب توپین چڑھی ہوئی تھین اور بعض بعض پر چادرین بھی تھین چونکہ موسم جاڑیکا
تھا جابجا الاؤ لگے تھے اور اُنپر متعین لشکر تاپ رہے تھے اونہون نے گھوڑون کی ٹاپون کی
آہٹ سُنکر ایک دوسرے سے کہا کہ مرہٹے ہم پر آتے ہین یہہ کہکر اور چھوٹے ٹھیکرے مین الاؤ
مین سے آگ نکالکر توپون کی سوراخ کی راہ سے توپون پر ڈال دی اور سب توپین یکبارگی چل گئین
بہت سے دشمن ہلاک ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے اور احمد خان کی جانب ایک متنفس کو بھی
صدمہ نہ پہونچا یہہ سب ہوگیا مگر نواب کو جگایا بھی نہین صبحکو شاہ درانی میدان جنگ کے ملاحظہ
کو آیا احمد خان اوسکے استقبال کو گیا تب شاہ نے کہا کہ عجب جادو گری کا مین نے ذکر سُنا تھا اپنی
آنکھون سے دیکھی اوسنے اپنا جیغہ اوتارا اور نواب کو انعام دیا اسکے بعد نواب کے دشمن نادم و
شرمسار ہونے ۶ جنوری ۱۷۶۱ء کو بروز جنگ عظیم احمد خان کو یہہ حکم ہوا چونکہ تمہاری فوج کم ہے
لہذا تم توپون کی حفاظت کرو نواب نے غصہ مین آکر جوابدیا کہ یہہ کام مجلیون کا ہے میرا کام
میدان مین لڑنے کا ہے تب شاہ ابدالی نے اوسکو داہنے بازو کی طرف بھیجا اور اس جانب اول

گاردی ملہرراؤ و دیگر سرداران کو لیکر دکھن سے واناجی کی شکست کا انتقام لینے کے واسطے آگیا
۲۲ اکتوبر ۱۷۶۰ء احمد شاہ ابدالی شہر سے روانہ ہوا اور دہلی سے بیس میل اوپر دریائے جمنا کو
عبور کیا احمد خان غالب جنگ بھی بجمعیت پانچہزار جوان حاضر تھا مرہٹے پانی پت کے مقام پر
اپنا لشکر ڈالنے اور خندق بنانے کے واسطے بڑھے اور احمد شاہ اونکے مقابل خیمہ زن ہوا روز
چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی اور ایک دو چھوٹی لڑائیاں بھی ہوئیں اس مین دو مہینے کے قریب گذر گئے
اور مرہٹون کی رسد بھی اختتام کو پہونچی تب اونکو مجبوری جنگ عام کرنا پڑی۔ نقل ہے کہ احمد شاہ
نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کا سر کاٹ لائے اوسکو ایک روپیہ انعام ملے ہر روز دس ہزار
سوار گانون کو لوٹتے اور رسد کو روکنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے ان سوارون کو جو سائیس
یا گھاس کاٹنیوالا یا مزدور یا کوئی چھوٹا بنیا ملجاتا اوسکو پکڑ کر اوسکا سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ
انعام لیتے جب یہہ خبر احمد خان کو معلوم ہوئی اوسنے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا
کہ جو کوئی ایک مرہٹہ کو زندہ پکڑ لاویگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو دو روپئے لینے لگے آدھی رات کو انکو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہہ لوگ بھاؤ کے
لشکر مین پہونچے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے شجاع الدولہ و نجیب خان نے اوسکی
خبر احمد شاہ درانی کو پہونچائی اور اوس روز سے وہ نواب سے ناخوش ہو گیا ناراضگی بڑھانے کی
غرض سے ہر روز سرداران مذکور نے یہہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونیکے
نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے بادشاہ نے کچھہ جواب نہ دیا مگر شاہ ولے خان وزیر نے کہ خود خاندان
بنگش سے تھا احمد خان کو بلوا بھیجا جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اوٹھا اور اوسکو اپنے پاس
جگہہ دی اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا ای غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون
مین سے ہو مگر تھوڑی سی فوج لائے ہو اسکا باعث کیا ہے احمد خان نے جنگباز خان بنگش کی
زبانی سب بر ابیان کہی تھین جو اوسکے دشمنون نے کہی تھین بجواب شاہ ولے خان وزیر کے سوال
کے کہنے لگا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا

سے تھا اوسنے نواب احمد خان کی ٹری سفارش کی اور اسی واسطے وہ پیشتر طلب ہوا جب دوسرے امیر وہان پہونچے بادشاہ نے احمد خان کو حکم بیٹھنے کا دیا ٭

نواب کے آخر زمانے یعنی ۱۷۵۹ء سے لیکر ۱۷۷۱ء تک بہت سے ذی رتبہ لوگ وقتاً فوقتاً فرخ آباد مین آئے

بہت سے دہلی کے امرا نے وقت زوال شاہی و مرہٹوں کے دار السلطنت پر قابض ہونے کے فرخ آباد مین پناہ لی جب عبد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے حافظ رحمت خان کو قتل کرنیکی کوشش کی تب وہ بھاگ فرخ آباد مین پناہ گزین ہوا اور احمد خان کے درمیان پڑنے کے سبب سے اوسکا قصور معاف ہوا اور پرگنہ الوجہا ے اوسکو گذارہ کے واسطے عطا ہوا۔ اور چونکہ احمد شاہ درانی نے ہندوستان سے جاتے وقت پرگنہ شکوہ آباد و پھپھوند دا ٹا وا روہیلون کو مرحمت کئے تھے لہذا وہان جاتے وقت حافظ رحمت خان مع اپنے بیٹے کے فرخ آباد سے ہوکر گذرا ۲۲ ر اکتوبر ۱۷۶۴ء مین جنگ بکسر کے بعد شجاع الدولہ تھوڑے دنکے واسطے فرخ آباد چلا آیا اور ایک زمانہ مین نواب احمد خان کا فخر حد سے زیادہ تھا کہ اوسنے ایک ہی وقت دو معزول وزیرون کو اپنے شہر مین پناہ دی تھی یعنے عماد الملک کو ایک بھاٹک پر ٹھہرایا تھا بڑے ذی رتبہ فرخ آباد کے رہنیوالون مین ایک تو غازی الدین عماد الملک تھا اور اوسکے رشتہ دار اور احباب تھے جنکو اوسنے پناہ دی تھی اور اونکی کفالت بھی کی ان سبکا ہم تفصیل وار بیان کرتے ہین عازی الدین عماد الملک میر شہاب الدین میر محمد شاہ کا بیٹا تھا اور لقب اوسکا غازی الدین خان فیروز جنگ پسر کلان نظام الملک آصف جاہ تھا اوسکی مان وزیر قمر الدین خان اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی عماد الملک کے حالات ۱۷۵۰ء سے لیکر ۱۷۶۰ء تک بخوبی معلوم ہین مگر جب سے اسکا اقتدار جاتا رہا اوسوقت سے سوای اسکے اور کچھہ حال اوسکا معلوم نہین کہ اوسنے سورج مل کے کسی قلعہ مین پناہ لی تھی لیکن ایک کتاب سے ہمکو معلوم ہوا ہے کہ وہ کرنل گاڈرڈ کو مقام بندر سورت مین ۱۷۷۹ء مین ملا تھا اور بحکم سرکار عالیہ وہ مکہ کو بھیجدیا گیا الغرض وہان سے وہ لوٹ کر نہ آیا اب ہم بیان کرتے ہین کہ اس بیان کی صحت کہان تک ہے کتاب خزانہ امرا مین جو ۱۷۶۳ء سے ۱۷۶۴ء تک تحریر ہوئی عماد الملک کا حال

حملہ ہوا بعد تھوڑی لڑائی کے جس مین ابراہیم گاردی زخمی ہوا مرہٹے غالب رہے احمد خان اپنے
داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ کے پاس بطلب مدد بھیجا جب قاصد بادشاہ کے پاس پہونچا شجاع الدولہ
اور نجیب خان نے کہا کہ احمد خان کے مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ عنایت علیخان
ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن کی بہت فوج ہے لہذا نواب کو کوئی ضرورت کمک کی نہین ہے
البتہ عنایت علیخان کو زیادہ کمک کی حاجت ہے جب مشرف خان نے جاکر نواب سے کہا کہ بادشاہ
نے کچھہ جواب نہین دیا اوسنے کہا کہ تم جاکر بہ اصرار کہو آخر کار دو دستون کو جانیکا حکم ہوا اونکی پہونچنے
سے میمنہ کو قوت ہوگئی اور مرہٹے ہٹنے لگے بسواس مارا گیا سداسیو بھاؤ بھاگا اور بڑا ہنگامہ برپا
ہوا اور قریب دو بجے دن کے میدان ہاتھہ آیا دائم خان چیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ احمد خان
خلعت کیواسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر
میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس مین نہ تھی کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوسکو چلاتا تھا
شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگا کیا بادن ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہین نواب نے جواب دیا
کہ اسکی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف ہین یعنے اوسنے وزیر کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا
تب نجیب خان شجاع الدولہ کے دوست نے تلوار مانگی اور بطور بیچ بلیع کے اوسکی خوب تعریف کی اور کہا
یہہ تو مجھے عنایت کیجئے نواب احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے نجیب خان نے کہا لو ہم مفت
نہین لیتے ہین لہذا اوسنے ایک پیسہ منگوایا اور مسخرہ پن سے بڑے ادب کے ساتھہ اوسکو دونون
ہاتھوں پر رکھہ کے نواب کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسہ کو اٹھالیا اور کہا تمہارا اندر دیا
جاسے ہے اور بہت مناسب ہے کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے ملازم تھے۔ اور یہہ بات سچ
تھے کیونکہ نجیب خان نے پہلے محمد خان غضنفر جنگ کے پاس جمعدارون مین پانچروپیہ ماہواری
کی نوکری کی تھی اور بعد ازان غازی الدین کلان کے پاس سات روپیہ ماہواری پر نوکر ہوا
پہلی ملاقات نواب احمد خان سے ہوئی اور اوسکو خاص اجازت تین آدمیون یعنے فخر الدولہ بخشی
و مہربان خان دیوان و دایم خان کو ساتھہ لانے کی ملی شاہ ولی خان وزیر چونکہ بنگش خاندان

اور ناصر خان بلوچ بھاولپور کو گئے اور چونکہ شاہزادہ کے مصاحب اکثر نالائق اور کمینے لوگ تھے ان باعث سے عماد الملک مین اور شاہزادہ مین ناچاقی ہوگئی شاہزادہ ملتان مین رہا وہان اوسکو مالیخولیا ہوگیا و بقیہ عمر اوسکی اوسجگہہ دیوانگی مین بسر ہوئی اس عرصے مین عماد الملک کا گذر علی بہادر ولد شمشیر بہادر کے پاس ہوا اوسنے تھوڑی فوج اور کچہہ ملک بوندیل کھنڈ مین تھا۔ اسنے عماد الملک کو مرہٹہ باون موضع دیئے وہ مقام اب تک چھوٹی سی ریاست باونے کے نام سے مشہور ہے اور ہر جانب سے پندرہ میل طول مین ہے اور کالپی سے مشرق سمت بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقعہ ہے۔ عماد الملک دہم ربیع الثانی ۱۲۱۵ ہجری مطابق یکم ستمبر ۱۸۰۰ء مین مقام کالپی مین وفات ہوا اوسوقت اوسکی عمر ۶۸ برس کی ہوگی اپنی وصیت کے موجب وہ شیخ فرید شکر گنج کی درگاہ مقام پاک پٹن مین مدفون ہوا جب ۱۸۰۳ء مین انگریزون نے بوندیل کھنڈ پر قبضہ کیا اوسوقت اوسکی ریاست پر اوسکا بیٹا ناصر الدولہ قابض تھا اور حسب منشاے چٹھی صاحب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۰۶ء وہ ریاست اوسکے نام عطا ہوئی اس خاندان کا اور حال گزٹ سے معلوم ہوسکتا ہے جس مین باونی کی حالات کے ضمیمہ مین مندرج ہے۔ عمدہ بیگم دختر معین الملک ولد قمر الدین خان سے جو ۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۴ء تک دہلی کا وزیر تھا اوسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عالیجاہ تھا اور بنو بیگم دختر علی قلی خان داغستانی سے جسکا تخلص والہ تھا اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا اور ایک دوسری بیگم سے غلام جیلانی نام ایک بیٹا تھا جو دہلی مین برف کھانے سے مرگیا ماثر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا بڑا گھرانا تھا اوسکا ایک بیٹا حیدرآباد کو پہونچا اور چونکہ وہانکے حاکم سے اور اوس سے قرابت تھی اس سبب سے وہان اوسکو عہدہ پنجہزاری بلقب حمید الدولہ عطا ہوا اور کچہہ نقد بھی مقرر کردیا گیا بنو بیگم عماد الملک ساتھہ فرخ آباد کو آئی وہ علی قلیخان کی بیٹی تھی اور خود بھی شاعر تھی آگرہ سے ترسٹھہ میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مقام نورآباد مین اوسکی قبر ہے یہہ مقام گوالیار سے پندرہ میل جانب شمال ہے اسپر مختصر سا کتبہ درج ہے جسکا مضمون یہہ ہے واے۔ بنو بیگم ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۲۰ مارچ ۱۷۷۵ء لغایت مارچ ۱۷۷۶ء (۲)

صرف وہان تک مذکور ہے جب کہ بھرتپور مین پناہ گزین ہوا مگر اس مین تک نہین کہ اوسکے قرابت دار اور احباب فرخ آباد کو بھیجدیئے گئے اور وہ خود بھی ۱۷۶۲ء سے وہان آکر رہا وہ حصہ شہر کا جہان وہ رہتا تھا یعنے قادری دروازہ اب تک غازی الدین کی چھاونی کی نام سے مشہور ہے اور جب تک وہ فرخ آباد مین رہا نواب احمد خان پرگنہ بلہور کی آمدنی جس کی تعداد بارہ ہزار روپیہ ماہواری تھی اوسکو دیتا رہا جب ۱۷۷۱ء مین احمد خان فوت ہوا اور سلطان شاہ عالم فرخ آباد کی طرف آیا غازی الدین نے اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ اپنے والد عالمگیر ثانی کے خون کا انتقام لے فرخ آباد مین اوسوقت ٹھیرنا نامناسب جانا اوسنے اپنے رشتہ دارون اور ملازمون کو وہین چھوڑا اور خود معہ چند معتمد نوکرون کے وہانسے روانہ ہوا ہمکو معلوم نہین ہے کہ اوس زمانے مین اوس کی کیسی گذری مگر کتاب ماثر الامرا مین تحریر ہے کہ ۱۱۸۵ ہجری یعنے مارچ ۱۷۷۱ء سے مارچ ۱۷۷۲ء تک وہ مالوہ مین تھا اور وہان مرہٹون نے اوسکے گذارے کے واسطے چند محال اوسکو دیئے تھے اور تاریخ مظفری سے واضح ہوتا ہے کہ وہ فروری ۱۷۸۲ء مین بمقام بندر سورت کرنل گاڈرد کو ملا تھا اور وہان سے برائے حج بھیجدیا گیا اور لوٹنے کے وقت بصرہ کی راہ سے وہ کابل قندھار مین آیا اور وہان اوسنے وہان کے حاکم تیمور شاہ ولد احمد شاہ درانی سے ملاقات کی۔ اس زمانہ مین شاہزادہ احسان بخت ولد شاہ عالم ۱۷۸۸ء مین غلام قادر خان کے خوف سے جس نے اوسکے باپ کو اندھا کیا تھا دہلی سے نکل بھاگا تھا وہی تھا وہان راجپوتانہ مین بیکانیر وجیپور و ملتان مین پھرتا پھرتا تیمور شاہ کے دربار مین پہونچا لحاظ اسکے کہ وہ تیمور اعظم کی نسل سے تھا اور شاہ عالم کا بیٹا تھا اور بہر صورت اس رتبہ کا مہمان تھا کہ اوسکی خاطر و مدارات فرض تھی تیمور شاہ اوس سے بڑی توجہہ سے پیش آیا اوسنے اپنی کچھہ فوج شاہزادہ عماد الملک کے ہمراہ ملتان تک کردی اور اقرار کیا کہ مین خود تھوڑے عرصے مین فتح ہند کے واسطے لشکر کشی کرونگا اس سے تھوڑے ہی دن بعد وہ بادشاہ مرگیا اور اوسکا بیٹا زمان شاہ اوسکا جانشین ہوا وہ اپنی رعیت کی بغاوت کے باعث گھر سے نہ نکل سکا جب احسان بخت و عماد الملک سندھ مین پہونچے کابلی فوج تیمور شاہ کی وفات کی خبر سنکر اپنے ملک کو واپس گئی عماد الملک

(۵) **نواب سلیم خان** اسکا مکان شہر مین تکونہ تھانے کے پیچھے ہے اوس مکان مین نعمان
فیض اللہ نواب مظفر جنگ کا خواص آکر رہا تھا اور ۱۸۶۳ء تک اوسکی اولاد اوس مکان پر قابض تھی

(۶) **نواب بو علیخان** یہہ بنگالہ کا صوبہ دار تھا اور نواب عالیجاہ تھا یعنے نواب قاسم
علیخان صوبہ دار بنگالہ چچازاد بھائی تھا ایک کٹرہ بو علیخان کے نام سے مشہور ہے شاید بعد اوسکی وفات
کر اوسکے نام سے نامزد ہوا اوسنے نواب احمد خان کی وفات کے بعد ۱۸۸۲ء مین فرخ آباد کو چھوڑ دیا۔

(۷) **چھوٹے صاحب**

(۸) **بڑے صاحب** یہہ صاحب وزیر قمر الدین خان کے ہمشیرہ چھوٹے صاحب اوسکی
بیوہ تھی انکا مکان نواب عبد المجید خان کے گڈھی مین تھا ان دونون کو بالاشتراک پانچ سو روپیہ
ماہوار ملتے تہے نواب احمد خان سال مین ایکدفعہ اونکی ملاقات کو جاتا تھا اور وے ایک طشت مین
جواہرات نذر کرتی تھین میان لال مظفر جنگ کا اتالیق اونکا خواجہ تھا وہ دونون فرخ آباد مین مرین
اور اونکی قبرین پنڈت دیارام کے مکان کے پیچھے محلہ چھاونی مین احمد خان کے خانساماں شجاعت خان
کے باغ مین ہین یہہ مقام مدرسہ کہلاتا ہے ۔ میان لال انکے پائنتی مدفون ہے میر بہادر علی کہتا ہے
کہ انکے نام چھوٹے و بڑے مین یائے معروف تانیث کی نہین انکے نام ہمیشہ یائے مجہول سے بولے گئے

(۹) **حکیم سید امام الدین خان** ولد سید غریب اللہ ولد سید غلام محی الدین ساکن نوتنی بالگرمئو
موہانی کا حاکم تھا یہہ حکیم محلہ لوہائی مین رہتا تھا اور پانسو روپیہ وظیفہ پاتا تھا۔

(۱۰) **حکیم شفائی خان** کہتے ہین کہ جان علیخان چیلہ جسنے قلعہ دروازہ پر مسجد بنوائی اس حکیم
سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اوس سے پگڑی بدلی تھی جب حکیم دہلی کو چلا جانعلی نے اوس سے پوچھا
کہ مجھے کوئی نسخہ بتلائے جس سے میری قوت مین نقصان نہ آوے حکیم نے جواب دیا کہ تمام کتابون
عطر یا جوہر مین تمکو بتلاتا ہون کہ صبحکو پاو سیر حلوان کا گوشت اور ایک چھٹانک روغن زرد حسب
معمول پکواکر کھایا کرو اور شام کو دہوئی ماش کی ڈال اور چھٹانک گھی جانعلیخان نے تمام
عمر یہی خوراک رکھی اور اوسکی قوت مین کبھی نقصان نہ آیا۔

نواب خادم حسین خان - اِس شخص کا مکان نواب اعظم خان کے مکان کے پاس تھا جب مرا تب اوس مکان میں مدفون ہوا اوسکو پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر حاصل تھی ۱۷۵۶ء مین سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی وفات کے بعد اوسکو پورنیہ کا صوبہ عطا ہوا مگر شرط یہہ تھی کہ وہ اپنے صرف سے اوسکو حاصل کرے وہ وہان کے حاکم سابق کا ملازم تھا جسکا نام سید احمد خان تھا وہ میر جعفر کا بھانجہ نہ تھا جیسا کہ اوسنے اپنے تئین مشہور کیا تھا بلکہ سید خادم علی کا بیٹا ایک کشمیری عورت سے تھا اوسکے باپ نے بعد ازان میر جعفر کی ہمشیرہ سے شادی کی۔

منتخب از سیر المتاخرین (۳) نواب میر جملہ عبد اللہ خان صدر الصدور یہہ میر جملہ فرخ سیری کا بیٹا اور شریعت اللہ خان کا بھائی تھا شریعت اللہ خان عظیم اللہ خان کی معزولی کے بعد صدر الصدور مقرر ہوا اور ۲ رجب ۱۱۶۵ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۷۵۲ء مین فوت ہوا وبتاریخ ۲ ذیقعد ۱۱۶۵ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۷۵۲ء عبد اللہ خان اوسکی جگہہ پر مامور ہوا جب یہہ نواب فرخ آباد مین پہونچا اولے اللہ نے اوسکو دیکھا اور اوسکے علم کی بڑی تعریف کرتا تھا نواب احمد خان کی وفات کے بعد اوسنے فرخ آباد کو چھوڑ دیا اور کہین اور رہنے کو لیا اور وہین فوت ہوا اوسکو پانچ سو روپیہ ماہواری ملتے تھے۔

(۴) نواب یحیی خان یہہ خان بہادر ذکریا خان صوبہ دہلی کا بڑا بیٹا تھا یہہ فقیر ہو گیا اور اسکا لقب یحیی شاہ ہوا بعد وفات یحیی گنج مین مدفون ہوا یحیی گنج شمشیر پور کے پاس کانپور کی سڑک پر ایک موضع ہے اور بعض کہتے ہین کہ کمال گنج مین ہے خواجہ داؤد خان یحیی خان کا بیٹا اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر کی بیٹی سے تھا اوسکی ماں عماد الملک کی خالہ تھی اور خالہ بیگم کے لقب سے مشہور تھی داؤد خان فرخ آباد مین فوت ہوا شاہنواز خان یحیی خان کا چھوٹا بھائی لاہور مین مرا اوسکا بیٹا مرزا جان اور اوسکا دوست مولوی رحیم خان بخاری معہ دیگر اشخاص فرخ آباد کو آئے اور وہان رہے اور وہین مرے - میر مغل رحیم یار خان کا بیٹا نواب مظفر جنگ کا نائب ہو گیا اور بعد ازان چلا ے وطن ہوا

سکے واقع تھا [illegible] کے حیات کی تھی [illegible] وہ کل زمین بھی دی تھی جو ذوالفقار گڈہ
کے متعلق ہے یہہ زمین تھوڑے سے عرصہ سے انگریزون نے واپس لی۔ حیدر قلی خان کے پوتے
[illegible] احمدی بیگم ۱۳۰۹ھ تک تا حیات تھی اور چینی والے محلہ مین اپنے لڑکون مرزا حمید و مرزا احمد
کے ساتھ رہتی تھی۔

(۱۵) **نواب جعفر قلی خان** یہہ نواب حیدر قلیخان کا برادر حقیقی تھا اسنے فرخ آباد مین
انتقال کیا اسمین مدفون ہوا۔

(۱۶) **راجہ جوگل کشور** یہہ شخص قوم کا جاٹ تھا مشہور ہے کہ اسنے اپنے لڑکے کی
شادی مین اسقدر روپیہ لگایا کہ قیاس سے باہر ہے فقط مدار کی [illegible] ہزارون روپیہ
کے خرچ ہوئے یہہ شہر دہلی مین مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کا وکیل تھا اور اوسکا تو ذکر ہم پہلے
پیشتر ہی کر دیا ہے کہ بعد وفات قائم خان ملک فرخ آباد کے واپس لینے کیواسطے صفدر جنگ نے
اوسکو مقرر کیا تھا ایک مرتبہ نواب احمد خان و غازی الدین و جوگل کشور [illegible] سے لوٹتے ہوئے
آتے تھے تینوں کے ہاتھی ایک ہی قطار مین تھے اتفاق سے [illegible] کے میدان مین جہان سے
یاقوت گنج سے شہر کی طرف رستہ جاتا ہے جاتا ہے اور جس جگہہ کہ اب بڑا جیل خانہ واقع ہے
راجہ جوگل کشور بضرورت اپنے ہاتھی سے اوترا اوسی دم اوسکے ہاتھی نے اوسپر حملہ کرکے اوسے
ہلاک کیا اوسکے نوکر چاکرون مین آہ و واویلا مچا احمد خان نے اوسکا کل اسباب ضبط کر لیا
یہہ واقعہ بھی نواب احمد خان و غازی الدین کے باعث سے پیش آیا کیونکہ انہون نے راجہ
کے مہاوت کو اشارہ کیا سبب اسکا یہہ تھا کہ جوگل کشور نے اون دونون نوابون کی تعظیم مین کوتاہی
کی۔ اور اس مین شک نہین کہ احمد خان کو [illegible] اوس سے عداوت تھی کہ وہ صفدر جنگ کے
زمانے مین اوسکی مخالفت مین شریک تھا جوگل کشور کا پوتا [illegible] ۱۲۷۲ھ تک زندہ تھا
اور اسکا مکان محلہ [illegible] مین تھا اور دہلی مین جوگیون کے بھیس [illegible] جوگی کا سوانگ کرکے
ناچتا تھا۔

(۱۱) **نواب ناصر خان** سنہ [illegible]ھ مطابق سنہ [illegible] مین کابل کا صوبہ دار تھا وہ محلہ کھندھاری
مین رہتا تھا جہاں سنہ ۱۲۰۹ھ مین نوروز علی خان کا سرفراز محل رہتا تھا اوسکا تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ
وہ فرخ آباد مین مرا اور حیات باغ مین نواب محمد خان غضنفر جنگ کی قبر کے پاس دفن ہوا وہ قبل [illegible]
کے فوت ہوا کہتے ہین کہ ناصر خان کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین ملازم تھا اور اوسکو بہت کچھ
ملتا تھا ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوا لو مین اوسکو نیا
نایب مقرر کرونگا ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپیہ مین لاکھ
کے برابر جانتا ہون کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹھ
کھڑا ہوتا ہے اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازہ پر جاؤنگا خادم کہینگے
کہ نواب صاحب آرام مین ہین اور اوسوقت مجھے دروازے پر انتظار کرنا پڑیگا اور یہہ موت سے
بدتر ہے آخر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فیض آباد کو واپس گیا۔

(۱۲) **حاجی عبداللہ خان** روشن محل ملازم مظفر جنگ کے مکان کے مقابل رہتا تھا۔

(۱۳) **میر اسلام بیگ** ہاتھی نشین ساکن دہلی یہہ حاجی عبداللہ کے مکان کے متصل
رہتا تھا اور اوسے پانسو روپیہ ماہوار ملتے تھے اوسکا بیٹا مرزا خیر اللہ بیگ شاعر تھا اور بہت قابل
آدمی تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد وہ فقیر ہوگیا اور اوسکا لقب کمتر شاہ ہوا اور تخلص کمتر تھا
یہہ نواب امین الدولہ کے امام باڑہ مین باواز بلند پڑھا کرتا تھا اور نواب امین الدولہ کے پرانے
قلعہ کے دروازہ پر رہتا تھا سنہ ۱۲۲۳ھ مطابق ۲۶ اگست سنہ ۱۸۰۸ع سے لغایت سنہ [illegible]ھ مین فوت ہوا

(۱۴) **نواب حیدر قلیخان** سابق مین میر آتش تھا اور صوبہ دار گجرات کا تھا میر روشن علی
کا مکان اور اوسکا مکان ایک ہی گلی مین تھا اوسکو پانسو روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا تھا اوسکا پوتا مرزا
ذہنی مفتی ولی اللہ کا مرید تھا اور شوکت جنگ کے زمانہ تک سنہ [illegible]ھ لغایت سنہ [illegible]ھ زندہ موجود تھا
اور مرزا ذہنی کے بیٹے مرزا صادق و مرزا جعفر سنہ [illegible]ھ تک نواب رئیس کے سوارون مین سے
مرزا ذہنی کی دادی بگمانی بیگم کو نواب مظفر جنگ نے حویلی رہنے کی جو دیا پردریان شہر و محلہ [illegible]

ایک بیٹا مرزا علی نام تھا وہ بھی تھا۔

(۲۲) نواب دادا خان تہبیغان امیر محمد شاہی کا بیٹا تھا فرخ آباد میں مرا اور مدفون ہوا۔

(۲۳) سید حشمت علیخان عہد محمد شاہ ۱۱۳۱ھ سے ۱۱۶۱ھ تک نواب آصف جاہ نظام الملک کی طرف سے دربار شاہی میں وکیل تھا ولی اللہ نے کئی بار اوس سے ملاقات کی [illegible] نصر اللہ ولہ کے زمانے میں [illegible] لغایت [illegible] فرخ آباد سے نکالدیا گیا۔

(۲۴) منور خان نواب روشن الدولہ بہادر رستم جنگ کا چھوٹا بھائی تھا تاریخ مظفری میں مذکور ہے کہ نواب روشن الدولہ کا ایک بیٹا انور خان نام [illegible] میں فرخ آباد میں موجود تھا۔

(۲۵) غیاث الدینخان سعد الدین خان کا بیٹا تھا اور محمد شاہ کے زمانے میں میر آتش تھا۔

(۲۶) بہادر خان اعظم خان کا بیٹا تھا۔

(۲۷) غلام حسین خان اس شخص کا نام تاریخ مظفری میں مندرج ہے یہہ معین الدین دلاور خان نامیر [illegible] کا پوتا تھا اور معین الدولہ بھی خان منصوری کا بیٹا تھا۔

(۲۸) حکیم شیخ قمر الدین عباسی۔ قمر الدینخان [illegible] کا [illegible] تھا [illegible]

(۲۹) حکیم روح علی خان

(۳۰) حکیم محمد علیخان

(۴) اس زمانے میں بہت سے جاگیردار و پنشن خوار و ارباب شاہ دہلی سے بھاگ کر فرخ آباد میں پناہ گزین ہوئے علاوہ ازین راجہ [illegible] و راجہ [illegible] و راجہ [illegible] و راجہ جیت سنگہ بندیل کھنڈ [illegible] و چندیری و راجہ [illegible] و شاہ آباد و راجہ [illegible] و کلابھی غازی الدین خان عماد الملک کے دربار میں حاضر رہتے تھے۔

شجاع الدولہ و شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوج کشی کی کوشش

جب شاہ عالم ناکام ہو کر بنگال کی مہم سے پھرا تب شجاع الدولہ ضلع بنارس میں کرم ناسہ کے [illegible]

(۱۷) نواب جلال الدولہ المعروف بہ میر سلیمان [illegible]

تھا یہ عماد الملک کا رشتہ دار دوست تھا کہتے ہیں کہ اسی کے اغوا سے عماد الملک نے احمد شاہ کو
اندھا کیا اور عالمگیر ثانی و انتظام الدولہ خانخاناں [illegible] محمود خان کو قتل کروایا۔ اسکو چار سو
روپیہ ماہوار ملتے تھے اور اپنے مربی کے ساتھ فرخ آباد میں رہتا تھا۔

(۱۸) نواب رعایت خان بیٹا ظہیر الدولہ عظیم اللہ خان صوبہ دار مالوہ کا بیٹا تھا جو
بعد ازاں وہاں کا صدر مقرر ہوا یہ عظیم اللہ خان رعایت خان برادر محمد امین خان کا بیٹا تھا
رعایت خان کی ماں نور النسا بیگم ہمشیرہ اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی تھی رعایت خان نے
قمر الدین کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تھی احمد خان کی وفات کے بعد [illegible] میں [illegible]
سے چلا گیا تاریخ مظفری میں مذکور ہے کہ [illegible] میں فرخ آباد میں

(۱۹) میر محمد الدین خان [illegible] کے لقب سے مشہور تھا یہ اعتماد الدولہ
قمر الدین خان وزیر کا بیٹا تھا اور اسکو [illegible] صمصام الدولہ خاندوران خان کی بیٹی
بیاہی تھی اسکو ایک ہزار روپیہ ماہوار ملتے تھے احمد خان کی وفات کے بعد یہ دہلی کو واپس گیا
اور وہیں فوت ہوا۔

(۲۰) نواب احمد علیخان بیٹا سید سعادت خان [illegible] کا بھانجا تھا [illegible]
[illegible] کے بعد تھوڑے عرصہ [illegible] ہوا اور [illegible] لقب [illegible] جنگ تھا
[illegible] بھانجا [illegible] احمد علیخان [illegible]
[illegible] فرخ آباد میں فوت ہوا

(۲۱) نواب عبد الباقی خان [illegible]
[illegible] مکان میں سکونت رکھتا تھا [illegible]
[illegible] عبد الباقی خان [illegible]
[illegible] باعث ہم عمری [illegible]

نے نواب کو صلاح دی کہ اوسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ انکے پاس فوج قوی ہے اور سوا اسکے
نواب سکے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ مانگیگا اوسکو
مین ہرگز نہ نکالونگا یہہ مجھہ سے کسی طرح ممکن نہین ہے۔ اور امراو گیر کو کاس گنج مین روشن خان
چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت ساڑھے آٹھہ محال کا عامل تھا بھیجدیا امراو گیر
کے سپاہی ہمت بہادر نے امراو سنگہ کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑ کر جسنے
تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمہاری فوج کو تنخواہ بھی نہین دیسکتا ہے
امراو گیر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے مین نے یہان چند مہینے کے
قیام کا ارادہ کیا ہے اور اگر نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے نہ نکلا تو مین اوس سے
تنخواہ بھی نہ مانگونگا ہمت بہادر نے یہہ خط شجاعت علیخان چیلے عرف میان جیسی کو دکھلایا اور
اوسنے شجاع الدولہ سے اوسکا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا
جسکا مضمون یہہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکال دو احمد خان نے جواب لکھا کہ جو
تمہارے کئے ہوئے ستم کر مین امراو گیر کو بلانے نہین گیا تھا وہ از خود میرے ملک مین پناہ گزین
ہوا ہے اور پناہ لینے والے کو مین کبھی دفع نہین کرتا ہون شجاع الدولہ نے اس جواب سے بہت کچھہ
رنج کیا مگر چند مہینے تک اوسکا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے امرا نے امراو گیر سے
کہا کہ تمہارا یہان سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات ہوجاویگی تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراو گیر
انکے یعنی خاندان بنگش کا تخریب کا باعث ہوا امراو گیر نے اونکی بات مانکر وہان سے چلے جانے
کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تمکو میرے ملک سے نکال نہین سکتے
ولیکن اگر تمہارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمہارے پاؤن مین کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراو گیر
آگرہ کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی ہی دور یعنی ایک ہی منزل گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی
چڑھائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہہ خبر پہنچی تھی کہ فرخ آباد مین فقط چار پانچ
ہزار فوج ہے اور باقی فوج جابجا پرگنہ جات پر تعینات ہے۔ اوسنے مشہور کیا کہ مین ملک گیری

سراے سکندرا [illegible] اور اسکے ہمتیاں کو گیا اور الٰہ آباد اور [illegible] سے جاجمئو کو لے گیا
بعد موسم برسات ماہ رجب ۱۱۷۴ ہجرے مطابق اکتوبر ۱۷۶۱ع شاہ عالم کالپی کی طرف روانہ
ہوا اور وہان سے جہانسی کو گیا وہان سے بسبب الٰہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۲ع
جولائی ۱۷۶۲ع [illegible] شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے
نواب احمد خان پر فوج کشی کرے اور خود بھی ساتھ ہوا۔ کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوج کشی کے
واسطے تین وجوہ نکالی وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنے
ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان
پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی قطار رکھتا ہے [illegible] پالکی تیار کروائی ہے اور بہت سے
مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع الدولہ نے یہہ حال [illegible] جانب سے کچھ زیادہ بڑھا کر لکھا یا اور
یہہ سب حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کر دیا اور ایک جملہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ
احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے بادشاہ کو احمد خان کا یہہ سب حال سنکر کمال
غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم کو چلنے کو مستعد ہو گیا دوسری وجہ
جو خیال کیا اصل وجہ بھی یہہ تھی کہ بابتہ قبض ملک جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست واقع
ہونے پر ۱۱۷۴ھ مین خالی کیا تھا تا زمانہ واقع تھا مرہٹے ملک دوآب سے نکل گئے تھے اور نواب
احمد خان نے کل پرگنہ جات جو سابق مین اوسکے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لئے اور وہ
پرگنے بھی جن پر اوسکو کچھ حق بھی نہ ہوتا تھا بخلاف اسکے شجاع الدولہ کا یہہ منشا تھا کہ احمد خان
صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوسکو بموجب صلحنامہ ۱۱۶۵ھ کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک
جو واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتا تھا۔ ایک امر یہہ بھی وجہہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امراو گیر کو پناہ دی تھی۔ امراو گیر نواب کی [illegible] ۱۱۷۵ھ بنام لکھنؤ سے
بھاگا تھا اور [illegible] کا سپاہی [illegible] پناہ گزین ہوا وہ شہر کے متصل ایک باغ

مترجم: [illegible] میر [illegible] کے توسط سے [illegible] نواب کی عاقل کی ذات [illegible]

[illegible] اوجالی سے مدد طلب کی اسوقت حافظ رحمت خان اپنے حدود کے قریب پرگنہ مہرآباد
جاب ضلع شاہجہانپور مین ہی مقیم تھا نواب نے بخشی فخر الدولہ کو اسکے پاس بھیجا اور افغانون کو
بیخبری سے بچانے کے واسطے مدد مانگی حافظ رحمت خان نے بخوف اسکے کہ اگر احمد خان کو
شکست ہوئی تو میرے علاقہ کو جو میان دوآب واقع ہے یعنے اٹاوہ اشکوہ آباد و پھپھوند کو
نہایت ضرر کا اندیشہ ہے احمد خان کو مدد دینے مین [illegible] تمام مستعد ہوگیا اونسے جواب دیا
کہ [illegible] کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے اور اسیواسطے حدود پر مقیم ہون ممکن سب طرح سے شرکت کے
[illegible] حاضر ہون مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے اگر روپیہ ملے تو مین سعد اللہ خان و [illegible] سردار خان
و دوسرے خان فتح علی و دوسرے سرداران کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہ بھی ہو سکیگا
تو مین اپنی فوج سے حاضر ہون جب بخشی نے آکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا
اونسے بخشی [illegible] کے ہاتھ پچاس ہزار روپئے بھیجدیئے اور کہلا بھیجا کہ تم یہہ اپنے صرف مین لاؤ
اور وعدہ کیا کہ جب سعد اللہ خان وغیرہ آجاوینگے تب اونکو بھی روپیہ دیا جاویگا جسوقت روپیہ پہونچا
اوسوقت حافظ رحمت خان نے سعد اللہ خان و دیگر سرداران سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف [illegible]
[illegible] طرف روانہ ہون اور اس نے اپنے نایب مقیم اٹاوہ کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر
[illegible] کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور [illegible] گنج کے پیچھے مقام کرنے پہنچے وہان سے واپس آکر جو کچھہ
[illegible] اسکے بعد نواب نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا
[illegible] کہ اگر [illegible] سمجھے وزیر مذکور اوسوقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان
[illegible] عماد الملک کے [illegible] گیا اور نواب [illegible] نے یہہ کہدیا تھا کہ اگر خدا
[illegible] سورج مل کو اسکا حال معلوم ہو اور [illegible] معلوم کرے کہ مجھے کیون طلب کیا تو اسکا جواب
[illegible] کہ [illegible] مدد مانگی اور نہین کیا [illegible] صفدر جنگ کے شریک
[illegible] لہذا مناسب تو یہہ ہو کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی چڑھائی پر مدد کرو مجھے تمہارے
مدد کی [illegible] ضرورت نہین ہے جب خواجہ خان گنگھو پہنچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک

پر جاتا ہون لینے جن جن زمینیا [illegible] دن کے مالگذاری ہین [illegible] ہو پار کے

جاتا ہون کچھہ فوج دوآب کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ مین مرگئی مگر کچھہ باسے [illegible]

بچے لوٹ گیا خاص لشکر تھوڑے عرصہ تک خواجہ پل کی سرا مین قیام پذیر ہا شجاع الدولہ نے

سے آہستے آہستے اپنے ملک کے اندر اندر کوچ کرتا ہوا پرگنہ جلیسر مین [illegible] لشکر

اور ہراول فوج کیطرف بڑھا گو شاہ عالم و شجاع الدولہ دکن پور ایک گاؤن ضلع [illegible] مین مقیم رہے یہہ باغ

احمد خان کا تھا اور یہہ بالکل اسکے نام سے مشہور تھا جو مواضعات کہ قنوج و دکن پور کے آس پاس

واقع تھے سب کے سب لوٹ لئے گئے - انجام کو لوگون نے احمد خان کو یہہ خبر دی کہ یہہ لشکر

یہہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہے جب شجاع الدولہ دکن پور تک پہنچ گیا

اور [illegible] مواضعات [illegible] فرخ آباد تک پہونچے مین کچھ عرصہ لگا تب اسکا حال [illegible]

کے راجہ گنگا سنگھ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا احمد خان کو اطلاع بھیجنے کا قصد کیا اور نے اپنے

قاصد کو فقیر کا بھیس کروا دیا اور خط اوسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام مین

اور کسی حال مین ہو تم اوسکو یہہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی

حویلی پر پہونچا اور اشرف خان دارو غہ ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کھانا

کھا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر میان صاحب [illegible] خان نامد گیا اور نواب کے

پاؤن داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دئے بخشی [illegible] تمام طلب کئے ہون

نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے تب نواب نے حکم دیا کہ ہرکارون کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار

کے نام پروانجات جلدی کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون اوسوقت مظفر الدولہ [illegible]

کشیر د تا زمیندار کو کھنے سے جو [illegible] کی طرف [illegible] لڑ رہا تھا یہہ موضع پرگنہ سکندرراؤ

ضلع علیگڈہ مین واقعہ ہے اور اوس زمانہ مین وہان جنگل اسقدر گنجان تھا کہ بات وہان گرنے

جاتے تھے سالہا سال سے انسان کا گذر وہان نہین ہوا تھا پروانہ پہونچنے سے تھوڑے ہی عرصہ

بعد بخشی مع فوج فرخ آباد مین آپہونچا تو شمس آباد دھاوا [illegible] جب شجاع الدولہ [illegible]

سالا سالار جنگ قاصد ہوکر آیا شجاع الدولہ کا قیاس یہہ تھا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہیں مگر جیسے ہی
اُسکے کہ روہیلے سالار جنگ کی بات سُنیں اُنہوں نے اُسکو قید رکھا عماد الملک نے اسوقت
یہہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئیے مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر حملہ
میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کا شریک ہی لوگ یہہ بھی کہینگے کہ اسنے
بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہی لہذا مناسب وقت یہہ معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ کو شکایت لکھہ بھیجیں
دیکھیں کیا جواب آتا ہی جیسا کچھہ جواب اویگا ویسی کارروائی کیجاویگی - ایک عرضداشت تیار ہوئی
جسکا مضمون یہہ تھا کہ غلام سلطنت کا نمکخوار قدیم ہی شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا
کرلی ہی شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور ہاتھی لڑانے اور بے اجازت پالکی پر
سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی اُس سے اُن کل شکایتوں کا ثبوت طلب فرمایا جاوے اگر مست
ہاتھی زنجیر توڑ کر جنگل کو بھاگ جاوین اور وہان جا کر لڑین تو اس میں کسکا قصور ہی گلال باڑی کے
نسبت عرض یہہ ہی کہ یہہ محض غلط فہمی ہی پٹھان چونکہ قاعدہ ادب آداب سے واقف نہین ہین لہذا
چند لکڑیان کھڑی کرتے ہین وہان اُنکو قطار سے کھڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہی
اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلدمکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانہ مین کہ غلام کو بخشی
سلطنت مقرر فرمایا تھا اور شجاع الدولہ خاکسار سے اِس باعث سے ناخوش ہی کہ احمد شاہ درانی نے
کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو
حاضر ہونا منظور نہ تھا مگر بہ مجبوری جانا پڑا اور ہم دونون بباعث حکم تاکید کے مجبور تھے اوسوقت سے
شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب خان جوکہ سابق مین کمترین کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہی
کہ دعویٰ ہمسری کا رکھتا ہی اور چونکہ کوئی اُسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہی
اِس بارے مین احمد خان نے اون لوگون کی اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اُنہوں نے احمد شاہ
درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھیں - بعد ازان اُسنے التماس چاہا تھا
کہ سلطان محمود متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرما دیں اور تھوڑی دور اس مقام سے کسیطرف

فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور
ہے راجہ نے پوچھا مجھے کسواسطے بلایا تب خواجہ خان نے لفظاً لفظاً نواب کا پیغام اوس سے
کہہ دیا راجہ نے کہا جو کچھہ نواب نے کہا سچ ہے مگر مضی ما مضی اب میں تجے مانگے وہ دیتا ہوں
اور تین ہزار سوار جیت چالاک روانہ کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ وہ جا کر کول میں مقیم ہوں اگر شجاع الملک
قنوج سے آگے بڑھے تو وہ کوچ در کوچ چلکر احمد خان کے شریک ہو جاویں۔ علاوہ ازین میں چند
ہزار سوار وزیر معزول کے ہمراہ روانہ کرونگا۔ یہہ سب روانہ ہوئے جب عماد الملک شہر کے قریب
پہونچا احمد خان خود اوسکے استقبال کو آیا اور اسکو اوس خیمہ جات باغ میں لیگیا بجواب پروانہ جات
فوجیں دور و نزدیک سے شہر میں آنا شروع ہوئین۔ اور معہ افغانان شاہجہانپور و شاد آباد وغیرہ
کے کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی جب حافظ رحمت خان بریلی سے آیا اوسکا خیمہ فتحگڑھ کے
قلعہ مین استادہ ہوا۔ ذوالفقار گڈھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیوں کا تیار ہوا اور
بلا سردار خان اور دوسرے خان معہ فوج اوسکے ذریعہ سے اتر آئے توپخانہ باہر نکالا گیا
درست کیا گیا بعد ازان یاقوت گنج کے اوس پار بگار ندی کے کنارہ پر بھیجدیا اس مقام پر کل خیمے
جو صفدر جنگ کے وینول رائے کی لوٹ سے ہاتھہ مین آئے تھے لگائے گئے تب نواب نے
اپنی فوج کو ساتھہ لیکر کوچ کیا ایک رات باہر رہکر اسپے بخشی کے زیر حکم کر کے خود قلعہ کو واپس آیا
روشن خان وامرا و گر کو یہہ حکم ملا کہ چار ہزار جوان ساتھہ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے
نیچے فیچ کیپ سے جا کر شریک ہوں تھوڑے ہی عرصہ مین شجاع الدولہ مکن پور مین پہونچا اوسکا
ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھہرا یہہ شخص اوس حصہ ملک کا دعوی کرنے کے
واسطے آیا تھا جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کر لیا تھا نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج
سرحد کی حفاظت پر روانہ کی اور ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کو متعین کر کے خواجہ سرا کو طلب
کیا خواجہ سرا نے ایک فرمان شاہی شجاع الدولہ نواب نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جسنے وہ سب
[illegible] نواب نے [illegible] شجاع الدولہ سے [illegible] غضب سے [illegible]

ملاقات کرنا چاہتا ہون اُسنے جوابدیا کہ میری تمہاری ملاقات شمشیر بدست ملاقات ہوگی شجاع الدولہ
کے مدد کو آئے ہو اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہو دوسرے روز نجیب خان بغیر ملاقات کئے ہوئے
وہاں سے روانہ ہوا اور قنوج میں پہونچا شجاع الدولہ نجیب خان کو بادشاہ کے حضور مین لیگیا اور
تدابیر کے دفتر کھلے نجیب خان نے وزیر سے کہا کہ افسوس ہے کہ تمہاری تاخیر سے احمد خاں کو موقع تیاری
کا مل گیا اور اُسنے فوج مجمع کر لی اور کہنے لگا کہ اگر لڑائی ہنین جاری کی تو پہلے مین میدان مین جاؤنگا
مگر مجھے اندیشہ ہے کہ میرے افغان روہیلون سے دل سے نہ لڑینگے اسواسطے میری تجویز عہد و پیمان
کی ہے دو تین روز کے بعد نجیب خان اپنی سپاہ کو لیکر فرخ آباد کی طرف بڑھا یہہ سُنکر شیخ کبیر
نے اُسے پیغام بھیجا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا کل ہی تمہاری مدارات کرنیوالا ہون نجیب خان نے جوابدیا
کہ مین لڑنے نہین آیا ہون مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون شیخ کبیر نے جوابدیا
کہ اس صورت مین تم کو اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ نجیب خان اپنی فوج چھوڑکر آگے بڑھا اور کالی ندی
اُترکر اپنے خیمے کھڑے کئے دوسرے روز پھر روانہ ہوا جب وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچا
اُسنے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ بجنگ تھی
نجیب خان انکو دیکھتا گذر گیا اوسکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اِس فوج مین خود اسکی
فوج کی نسبت زیادہ سردار فیل نشین تھے نجیب خان نے سلام علیک کی مگر کسی نے اُسکا جواب
نہ دیا بڑھکر نجیب خان کشتیوں کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوا اور سعد اللہ خان اور فتح خان و فلان
سردار خان و حافظ رحمت خاں وہ دوندے خان سے ملازمت حاصل کی۔ اوسکے خسر دوندیخان
نے نجیب خان کو ملامت کی کہ بخلاف قوم پٹھان تم نے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اُسنے
یہہ جوابدیا کہ جب مرہٹوں نے سکرتال میں مجھپر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے
نازک حال میں میرے مدد کی تھی تمام رات تو شورہ مین گذری نجیب خان نے کہا کہ اگر روہیلے
احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا مگر
حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست احمد خان کا ساتھہ نہ چھوڑونگا آخرکار تصفیہ

نہضت فرماوین تاکہ ہم تنہا صین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت غلامان
حضور سے شرف اندوز ہو یہہ عرضداشت بصحبت مہتاب خان ارسال ہوئی یہہ مہتاب خان نہایت
لئیق آدمی تھا اور صلح اور معاہدہ وغیرہ کے کام مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا ایک آدمی اُسکی جلو مین
جانے کے واسطے متعین کیئے گئے تھے اور نواب نے اوس سے یہہ بھی تاکید کردی تھی کہ
اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہانسے چلے آنا مہتاب خان وہان پہونچکے
خدمت شاہی مین باریاب ہوا منشی نے بآواز بلند عرضداشت لفظاً لفظاً پڑھ سنائی سنکر بادشاہ
نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہہ رائے ہوئی کہ اسکا کچھہ
جواب نہ دینا چاہیئے خاموشی بہتر جواب ہی مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا جب کچھہ جواب نہ ملا
تو بلا اجازت وہانسے چلا آیا اور فرخ آباد مین پہونچکر کل حال بیانکیا دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا عماد الملک کی یہہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہیے
اوسوقت یہہ خبر پہونچی کہ نجیب خان نبی گنج میں آپہونچا ہی نبی گنج چھوٹا سا قصبہ مابین بیورد
چھبرامئو کے فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہی نجیب خان جو کسی وجہہ سے دہلی مین تھا
براہ سکیٹ ملک دوآب کی طرف برسم یلغار کہنے کو چلا آتا ہوا اور موضعات مسمار کرتا ہوا شجاع
شجاع الدولہ کا پگڑی بدل بھائی تھا۔ احمد خان ارسھائی سوخوان کھانے کے ایک پچیس کہاروں
پر بہاری شاہ محمد خان جمعدار و گلشیر خان ہو سنیثوالے کے بھیجے اور پیغام دیا کہ طعام تو نجیب خان
کے خرچ کے واسطے ہی اور ملک اوسکی سپاہ کے صرف کے لیئے ہی کیونکہ بھائی بھائیون مین تکلف
نہین ہوا کرتا ہی نجیب خان نے غضب مین آکر کہا کہ کھانا یہان سے اُٹھاؤ اور اسپر تیئے نواب کا
فاتحہ پڑھو کہتے ہین کہ مقام نبی گنج مین چھہ ہزار پٹھان سوارون نے نجیب خان کی نوکری چھوڑدی
نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کے خلعت دی اور روزانہ کھانا مقرر کردیا دوسرے
روز نجیب خان نے وہاں سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خداگنج مین شیخ کبیر و راجہ امداد گیر
و دوشن خان سے ایکہ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا نجیب خان نے شیخ کبیر کو پیغام بھیجا کہ مین تم سے

حاضر ہوئے بعد ازان شجاع الدولہ کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جانب مشرق
واپس جاؤ۔ غرض شجاع الدولہ و بادشاہ نے جانب مشرق کوچ کیا اور واپس گئے جب کوڑہ مین
پہونچے نجیب خان و حافظ رحمت خان نے رخصت چاہی نجیب خان دہلی روانہ ہوا اور حافظ رحمت خان
اپنی لشکرگاہ کو واپس آیا دوسرے روز نواب سعد اللہ خان و دیگر سرداران روہیلہ نواب کے خدمت
میں بہ غرض حصول رخصت حاضر ہوئے نواب نے انکو انعام دیکر رخصت کیا عبد اللہ خان و
دیگر شہسواران شاہجہانپوری کو بھی نواب نے انعام و اکرام و خلعت عطا کرکے رخصت کیا۔

شجاع الدولہ کی فرخ آباد مین پناہ گزین ہونے کا بیان

شجاع الدولہ ۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو جنگ بکسر مین شکست کھاکر پہلے روہیلون کے پاس بریلی مین
مدد مانگنے گیا اور اپنے اہل و عیال کو معہ زیورات و جواہرات وہان پناہ لینے کے واسطے بھیجا
مگر روہیلون نے انگریزون کا مخالف بنکر اوسکا معین ہونا قبول نہ کیا تب وزیر و حافظ رحمت خان
احمد خان کے پاس فرخ آباد میں آئے جب کوئی پٹھان اوسکے شریک نہ ہوئے شجاع الدولہ وہان
سے پھر جانب مشرق روانہ ہوا اور بار دیگر کوڑہ جہان آباد مین ۱۷۶۵ء مین شکست کھائی اور پھر
فرخ آباد کی طرف بھاگا تب حافظ رحمت خان اور احمد خان نے اُسے صلح کی ترغیب دی اس کا
نتیجہ یہہ ہوا کہ اگست ۱۷۶۵ء مین مقام الہ آباد ایک صلحنامہ تیار ہوکر دستخط ہوا جو فقط طویل
تقریر احمد خان نے شجاع الدولہ سے انگریزوں کے ساتھہ مصالحت کرنے اور اوسنے ترک عداوت
کے باب مین کی تھی کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے جہان چند حکایات شجاع الدولہ کی فرخ آباد
مین آنے کی مذکور ہوئی ہین شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تھا بعد ازان فتحگڑھ مین ہوا
ایک روز پٹھانون نے یہہ تجویز کی کہ اُوسے قتل کر ڈالیں کیونکہ اوسکے باپ صفدر جنگ نے نواب
کے پانچ بھائیون کو قتل کیا ہے کہتے ہین کہ نواب نے یہہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہہ کام نہین کہ
وہ خاکرین اگر فضل خدا سے مین نے اپنے دشمنون کو مارا ہے تو میدان میں مارا ہے ایکبار شجاع الدولہ

اسپر ٹھہرا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ مین کل احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا جب رحمت خان نواب کے حضور مین پہونچا اوسنے نواب کو اس خبر خوش کی مبارک باد دی نواب نے پوچھا کہ یہہ مبارکباد کیسی ہی۔ حافظ رحمت خان نے جوابدیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریوں سے شجاع الدولہ نے خوف کھا کر نجیب خان کو سعد اسد خان کے پاس صلح کرنے کی غرض سے بھیجا ہے احمد خان نے جواب دیا کہ جیسی تمہاری راے ہوگی مین تو اسپر رضامند ہون مگر اسباب مین عماد الملک مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ سب غلذ الدین کے لشکر مین گئے اوسنے کہا کہ شجاع الدولہ و نجیب خان امید کامیابی کی ندیکھہ کر مائل بہ صلح ہوئے ہین مگر یہہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اونکی نزدیک نقض عہد کوئی بات نہین ہی حافظ رحمت خان نے کہا یہہ بالکل صحیح ہی مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اسکو جیسی اسوقت سزا دی جاسکتی ہی اسوقت مین بھی ممکن ہی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمہاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہے اب معاملہ صلح یون طی ہوا کہ جو کچھہ طی پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب خان کو دی۔ اور کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کی موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ انکو کسی حال مین صلح منظور نہ تھی۔ تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور پٹھانون کی حدود سے چلا جاوے نجیب خان نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہوں بلا اجازت نواب کے کیسے جاسکتا ہون نجیب خان نے کہا تم نے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا برادر دوسرے بھی اسی صورت سے ملازم مین سعد اسد خان اور اسکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور انکے کل اخراجات اپنے خزانہ سے ادا کئے ہین اور آجکی تاریخ تک سات لاکھہ روپیہ دیا ہے خیر مین کل احمد خان کے پاس جاونگا اور اُس سے اجازت حاصل کرونگا احمد خان نے کچھہ تعرض نہ کیا دوسرے روز حافظ رحمت خان و نجیب روانہ ہوئے خوا گنج پہونچکر شیخ کبیر کو اپنے ساتھہ لیا اول خدمت مین بادشاہ کے

تم اُوسکے یہان مظفر خان کی شادی کا پیغام لیجاؤ وہ عورت وہان گئی اور ادھر اودھر کی باتین
کرکے پیغام کا مذکور درمیان مین لائی نواب نے کچھہ جواب نہ دیا بعد ایک لمحہ کے عورت نے
کہا ای خدابندہ خان کیون نہین بولتے ہو فوراً منظور کیون نہین کرتے نواب خدابندہ خان نے
جوابدیا کہ نورالنسا کو اسد علیشاہ نے گودلیا ہی اس سبب سے مین لاچار ہون اب منظور کرنا
نہ کرنا اوس بزرگ کے اختیار مین ہی اگر وہ منظور کرے تو مجھے کوئی عذر نہین ہی خانم نے کہا
آپ شاہ صاحب کے پاس جاکر اس پیغام کا مذکور کیجیے وہ البتہ منظور کرینگے نواب خدابندہ خان
نے کہا مین آج شام کو جاؤنگا خدابندہ خان وہان گیا سید نے پوچھا تمہاری کیا مرضی ہی نواب
نے کہا مین نے تمہاری مرضی پر محول کیا ہی سید نے دیکھا کہ نامنظوری مین قباحت ہی لہذا اُسنے
کہا مجھے بدل منظور ہی نواب خدابندہ خان نے قابلہ خانم سے آکر کہا کہ سید نے اوس پیغام کو
منظور کیا یہہ خبر سنکر نواب احمد خان نے بی بی صاحبہ یعنے بیوہ محمد خان کے پاس گیا اور اوس سے
اپنا منشا ظاہر کیا اور پوچھا کہ کل آپ خدابندہ خان کے یہان رسم چڑھاوا کی واسطے تشریف
لیجاوینگی اوسنے اپنی رضامندی ظاہر کی اور دوسرے روز بڑے دھوم دھام سے خدابندہ خان
کے یہان پہونچے اور رسوم معمولی ادا کین دوسرے روز فریق ثانی کی طرف سے مستورات کچھہ توشہ
کو لیکر آئین اور رسوم بجا لائین بعد ازان نواب احمد خان نے نواب خدابندہ خان کو طلب کیا اور
بڑے تپاک سے اوس سے بغلگیر ہوا دوستانہ گفتگو شروع ہوئی تب نواب نے بخشی فخرالدولہ کو طلب
کیا اور کہا کہ قصبہ سکراول کی معافی ہمارے عزیز بھائی خدابندہ خان کے نام کرو منشی سے کہو
کہ اپنے کاغذ تیار کرے اور سب مستوفیون کے دستخط کے بعد کاغذ میرے سامنے پیش ہو جب کاغذ
معافی نامہ تیار ہوکر آیا نواب نے خدابندہ خان کے حوالہ کیا کہ یہہ سابق کی جاگیرون کے علاوہ
ہے اسکے بعد خدابندہ خان رخصت ہوا اب تیاریان شادی کی ہونے لگین و مہربان خان کو حکم
ہوا کہ پہلے روز سے تا روز نکاح برابر طعام انواع واقسام کا سب مسلمانون کو جایا کرے ہندوؤن کو
شیرینی و بادام کا مرکا بھیجا جاوے خانسامان تا بدار خان کو حکم ملا کہ امرای دہلی کی واسطے

اور نواب احمد خان میں اتفاق ملاقات کا ہوا میر اکبر علی استاد نواب سعادتعلیخان نے مصنف لوح سے کہا کہ مین بھی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا شجاع الدولہ کی عمر اوسوقت مین بیس سال کی تھی نواب احمد خان نے کچھ اسلحہ اپنے سلح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی بعد ازان جواہرات طلب کیئے ایک موتیوں کا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا اور سب نے اس کی تحسین کی احمد خان نے وزیر کی گردن میں ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہوگیا اور اُس ہار کو اُتار کر دیر تک ہاتھ مین لئے رہا اور ہر ایک دانہ کو گھوما گھوما کر دیکھا بعد ازان ہار کو تکیہ پر رکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا مین رخصت ہوتا ہون نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اُٹھ کھڑے ہوئے شجاع الدولہ فتحگڑھ کو روانہ ہوا اور آکر اپنے درباریوں سے کہا کہ احمد خاں نے یہان تک زیادتی کی کہ مجھے ہار موتیوں کا بطور خلعت کے دینے چلا دوسرے روز احمد خان ملاقات کو گیا دونوں سردار باہم دایم خان چیلہ احمد خاں کے گود مین تھا شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا دایم خاں نے کہا مین بھی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تھا وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا شجاع الدولہ نے حکم کیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا اوسوقت سے الماس علیخان دایم خاں کی بڑی عزت کرتا تھا اور ۱۱۸۶ لغایت ۱۱۹۰ء میں آصف الدولہ سے دایم خان بکلاوان واقعہ پرگنہ شاہ پور اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی ٭

مظفر جنگ کی شادی

جب نواب احمد خان کو یہہ خیال ہوا کہ اپنے بیٹے مظفر جنگ کے واسطے دولہن تلاش کرے اُسنے قابلہ خانم مظفر جنگ کے زنانے کی ایک عورت کو طلب کیا اور اوس سے پوچھا کہ ہمارے بھائیون مین کس کس کی بیٹیان ہین اور کہان ہین اپنے بیٹے مظفر جنگ کی شادی کردون قابلہ خانم نے جواب دیا کہ تین لڑکیان مرتضی خان کی ہین اور تین ہی لڑکیان خدابندہ خان کی ہین نواب نے کہا مرتضی بد مزاج آدمی ہے اگر ضد کریگا تو رنجش پیدا ہوگی خدابندہ خان البتہ نیک مزاج اچھا آدمی ہے

چڑھایا اور برات اسی دھوم دھام تزک و احتشام سے واپس چلی خدا بندہ خان کے پاس جسقدر
اسباب و ظروف تھے سب اپنی بہن کو جہیز میں دیئے قلعہ میں پہونچکر تمام امرا و سردار و مہاجن
وغیرہ نواب کو مبارکباد دینے لگے اور نذرین گذرانین دوسرے روز نقالون وطوائفون و
بھانڈون کو بہت کچھہ انعام و اکرام دیا ہر امیر و نواب کے بھائی بھتیجون و خاندان بنگش کے جملہ
سرداروں کو اور سب ملازمین کو جوڑے دیئے۔

حالات قوم مرہٹہ

سنہ ۱۱۷۵ تا ۱۱۸۵ھ جو کسیقدر اوبھار کا بندوبست ۱۱۸۵ھ کے ضلع میں ہوا تھا اسکا ذکر ہم
کر چکے ہین صفدر جنگ مرہٹون کا بیس لاکھہ روپیہ کا مقروض تھا اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکھہ
کا اور یہہ قرضہ بابت ادمین ناگرہی کے تھا جو اُنہون نے اوس زمانہ مین کی تھی۔ بار اس قرضہ کا
احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا اور اسکے ادا کی ضمانت کیواسطے منجملہ ۳۳ محال کے ملک فرخ آباد
سے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے قبضہ مین کرا دیئے گئے مرہٹے بدستور تو اسی سے خود کل
منتفع ہوتے تھے اور صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہے اور کچھہ حاصل نہ تھا
کہتے ہین کہ کسیوقت مین ریاست فرخ آباد مین چوالیس محال تھے اُنمین سے گیارہ محال کا جانا
محال ہے کیونکہ انکے نام تک نہین معلوم ہین منجملہ ۳۳ محال کے ساڑھے سولہ تو مرہٹون کے قبضہ مین
اور باقی ساڑھے سولہ محال نواب کے قبضہ مین اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک ستاویز
لکھے کے بطور تحریر ہوئی تھی اور ایک نے دوسرے کو دی تھی معافی نواب بیٹے محمود خان کے
نام سے تھی اور اقرار یہہ تھا کہ تا وقتیکہ خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی رہیگا ان سب محال
مین مرہٹون کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی تفصیل ۳۳ محال حسب ذیل ہے۔

اول شمس آباد واقع ضلع فرخ آباد یہہ تین حصون میں منقسم ہے شمس آباد جسمین تحصیل قائم گنج اور
شمس آباد نواب و پرگنہ محمد آباد جو صدر تحصیل ہے نواب کے زمانہ مین اسمین شہہ اعظم نگر بھی شامل تھا جو اب ضلع ایٹہ مین ہے

قلعہ مین خیمہ استادہ ہون تاکہ ہر ایک کا جلسہ علیحدہ علیحدہ ہو۔ طوائفین دور نزدیک سے جمع کی گئی تاکہ ہر خیمہ مین ایک ہی وقت مین ناچ ہوتا رہے رات کو اُمرا طلب ہوئے اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ خیمہ دیا گیا ہر ایک کیواسطے دو دو چیلے مامور ہوئے تاکہ اونکی ضروریات کو پورا کرین نواب احمد خان اپنے دالان میں چند ذی رتبہ امیران مثل ناصر خان صوبہ دار کابل نواب شاہ جی ولد قمر الدینخان وزیر و نواب اعتقاد الدولہ سلطان احمد شاہ کے پھوپھی کا بیٹا و نواب منور خان برادر روشن الدولہ کو لیکر بیٹھا تمام شب بڑی عیش و کامرانی سے ناچ ورنگ و نقل و گانے مین گذری روشنی کے واسطے راستہ پر دورویہ بانس کی ٹٹیان قلعہ کے دروازہ سے خدابندہ خان کے یہانتک لگائی گئین یہہ ٹٹیان ابرک سے آراستہ تھین اور اُنپر کنول چڑھے تھے اور تخت رواں جنپر زربفت کے فرش اور ریشمی جالیاں پڑی ہوئی تھین اسواسطے تیار ہوئی تھی کہ طوائفین اُنپر ناچتی ہوئی چلین اور اسکا انصرام حاجی سردار خان و نامدار خان کلان کے سپرد ہوا تھا آتشبازی کا انتظام ناصر خان کے حوالہ تھا شفیع خان داروغہ فیلخانہ کو حکم ہوا کہ ہودے وبنگلے و عماریان چاندی ہونے کے کام کی طیار کراوے ہاتھی قلعہ کے دروازہ پر طیار رہین بخشی فخر الدولہ و دیوان مہربان خان کو حکم ہوا کہ جسوقت نوشہ اپنے ہاتھی یعنی مسگدڑ پر سوار ہو اُسوقت امراے دہلی بھی اپنے ہاتھیوں پر سوار ہو جاوین تمندار و جمعدار سجے سجائے اپنے اپنے مرتبہ کے لایق ہمراہ تھے جسوقت برات طیار ہوئی اور روشنی کا حکم ہوا روشنی کا یہہ عالم تھا کہ قلعہ سے لیکر نواب خدابندہ خان کے یہانتک ایک شعلہ آتشین نظر آتا تھا راستہ پر دورویہ ابرک کے کنول اور شمعی روشن تھے سامنے پانچ پانچ چھہ چھہ شاخوں کے جھاڑ بھی جو تعداد مین پچاس ساٹھہ ہزار کے قریب ہونگے۔ طوائفین تخت رواں پر ناچتی ہوئی چلی جاتی تھین غرض بڑی شان و شوکت و دھوم دھام سے برات قدم بقدم روانہ ہوئی آگے جابجا آتشبازی چھوٹتی جاتی تھی ہر دو جانب سے سونے چاندی کے پھول نوشہ پر لوٹاے جاتے تھے آخرالامر دولہن کے دروازہ پر پہونچی نواب و نوشہ و امرا و داخل مکان ہوے دوسرے سردار باہر کھڑے رہے اب ناچ گانا شروع ہوا تمام شب یہی عالم رہا علی الصباح نوشہ بغرض ادای رسوم معمولی محل میں گیا جب نوشہ وہانسے باہر آیا دولہن کو چنڈول پر

۱۸ امرت پور۔ گنگا پار تحصیل علیگڑھ ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۱۹ چھبرامئو۔ تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۰ سکندر پور۔ اب چھبرامئو مین شامل ہو گیا ہے ضلع فرخ آباد مین۔
۲۱ سورکھہ۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۲ سکراوا۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۳ سکت پور۔ تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۲۴ اوریا پھپھوند۔ ضلع اٹاوا مین ہے۔
۲۵ سوج۔ پرگنہ کرہل ضلع مین پوری مین ہے اور مین پوری سے ۲۴ میل ہے پرگنہ قدیم منقسم ہو کر ۲۵ موضع مین پوری مین شامل ہوئے اور ۷۰ موضع کرہل مین۔
۲۶ اٹاوا۔ واقع ضلع اٹاوا سابق مین اسمین کرہل و برنایل شامل تھا۔
۲۷ بھوجپور۔ صدر تحصیل فرخ آباد مین ہے اس مین پرگنہ پہاڑہ شامل تھا۔
۲۸ تالگرام۔ تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہے اُسی زمانہ مین اس مین تعلقہ ٹھٹھیا تروا شامل تھا۔
۲۹ قنوج۔ تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۳۰ بلہور۔ ضلع کانپور مین ہے یہ پرگنہ قنوج کے مشرق ہے۔
۳۱ شاہ پور اکبر پور۔ ضلع کانپور کے مغربی حصہ مین ہے۔
۳۲ شیوراجپور۔ ضلع کانپور مین بلہور کے قریب سمت مشرق ہے۔
۳۳ موسی نگر بھوگنی ضلع کانپور سے جنوب دریائے جمنا کے بائین کنارے پر واقع ہے اور

اور لوح تاریخ مین عبارت پرگنہ جات بنگش کی حسب ذیل معلوم ہوتی ہے۔

شمس آباد بروز کمپل پٹیالی سنہاور مارہرہ نصف مدہ پور تریاسو نہار کوراولی کرسانہ کھاکھٹ مئو دلیا چھبرامئو سکندر پور سکراوہ سوج بھوجپور شدہ اور

یہ معلوم نہین ہے کہ ان مین سے کونسے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے حوالہ ہوئے تھے نظام کل کا

۲ بروز قدیم یہی نام قدیم پرگنہ بیور ضلع مین پوری میں واقع ہے۔
۳ بھونگام اسکو بھون گاؤن بھی کہتے ہین ضلع مین پوری مین ہے اوس زمانہ مین اس مین پرگنہ مین پوری اور کشنی نبی گنج بھی شامل تھی۔
۴ کمپل ۔ اسکو اب کمپل قایمگنج کہتے ہین تحصیل قایمگنج ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۵ پٹیالی ۔ ضلع ایٹہ مین واقعہ ہے۔
۶ سہاور ۔ اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے ضلع ایٹہ مین ہے ۔
۷ سکیٹ ۔ اب ایٹہ سکیٹ کہلاتا ہے ضلع ایٹہ مین ہے ۔
۸ مارہرا ۔ نصف پرگنہ اب ضلع ایٹہ مین ہے زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور زمان فرخ سیر مین سنہ ۱۷۱۳ع مین جاگیر مین ملا تھا ایک سو ستر موضع و شہر کے بیلگران بیٹے نواب فرخ آباد کے نام سے باقی اور ساٹھ موضعات و شہرون بیٹے صفدر جنگ کے نام سے ٹھیکہ لکھدیا اور سنہ ۱۷۴۸ع مین زمینداران قوم سید جنکو پرگنہ مذکور کا ٹھیکہ لکھدیا تھا اور سنہ ۱۷۵۰ع مین دیہات اول الذکر جو بنام قسمت اول مشہور تھا نواب وزیر نے قبضہ کرلیا۔
۹ سورون بدریا واقع ضلع ایٹہ ۔
۱۰ اوسیت گنگا پار ضلع بدایون مین واقع ہے۔
۱۱ مذہ پور ۔ جسے میاؤ بھی کہتے ہین ضلع ایٹہ مین ہے۔
۱۲ مرنا سہار ۔ ضلع ایٹہ مین ہے ۔
۱۳ کوراولی ۔ ضلع مین پوری مین ہے۔
۱۴ سڈہ پورہ ۔ ضلع ایٹہ مین ہے۔
۱۵ کرسانہ ۔ اب شامل سہاور ہے اور ضلع ایٹہ مین ہے۔
۱۶ کھاکھٹ مئو ولیا ۔ گنگا پار تحصیل علیگڑہ ضلع فرخ آباد مین ہے۔
۱۷ مہوا آباد ۔ گنگا پار ضلع شاہجہانپور کے جنوب مین ہے سابق مین پرگنہ شمس آباد میں شامل تھا۔

یہہ دیکھکر کہ میرے بیٹے کی جاگیر واقع اٹاوہ پر حملہ کا خوف ہی قادر چوک کی طرف جو دریاے گنگا
کنارے پر واقع ہے کوچ کیا۔ یہاں اوسے خبر معلوم ہوئی کہ بخت خان جلیل ہوکر کول سے نجیب آباد
کی طرف روانہ ہوا راستہ پر ضلع [illegible] میں ہاپڑ کے قریب نجیب خان نے اکتوبر سنہ ۱۷۷۰ع میں اس
جہان سے رحلت کی اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان مرہٹوں کے ساتھ فرخ آباد کی طرف بڑھا حافظ رحمت خان
نے پندرہ ہزار سوار و پیادے احمد خان کی مدد کو بھیجے جبکہ یہہ خبر پہونچی کہ مرہٹے پٹیالی تک
آپہونچے ہیں جو فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہی حافظ رحمت خان خود فرخ آباد کو آیا اور دریاے
گنگا کے مشرقی کنارے پر خیمہ زن ہوا حافظ رحمت خان و احمد خان میں مشورہ ہوکر ایک پل کشتیوں کا
دریاے گنگا پر تعمیر ہوا اور بیس ہزار سوار و پیادہ دریاے گنگا کے پار ہوئی اور لشکر ہوا اور فرخ آباد کے
درمیان میں مقیم ہوئی اس عرصہ میں ضابطہ خان نے لکھ بھیجا کہ میں مرہٹوں کے ہاتھ میں اسیر ہوں
آپکے چھڑانے اور مرہٹوں کے ملک سے چلے جانے کی بابت گفتگو شروع ہوئی مرہٹوں نے اٹاوہ
و شکوہ آباد مانگا یہہ دونوں مقام قبل ازان کہ حافظ رحمت خان کو بطور جاگیر کے ملے مدت سے
مرہٹوں کے قبضہ میں تھے اس زمانہ میں بخت خان کی فوج غوث گڈہ نجیب آباد سے آئی ضابطہ
خان موقع پاکر مرہٹوں کی فوج سے نکل بھاگا اور اپنے فوج میں آکر اپنے گھر کی راہ لی۔ اب صرف
مرہٹے جنگ کرتے رہے چند لڑائیوں میں انہوں نے افغانوں کو جو اسوقت اچھی طرح سے مقابلہ
نہیں کرسکی شکست دی آخرکار قریب تھا کہ روہیلے گنگا پار ہوکر بھاگ جاویں کہ مرہٹے وہاں سے
دہلی کی طرف روانہ ہوگئے حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان سے کہا کہ اٹاوہ کی جاگیر
چھوڑدی انہوں نے انکار کیا اور آزردہ ہوکر بریلی میں گوشہ نشین ہوا دوندے خان نے شکوہ آباد کو چھوڑدیا
شیخ کبیر کو حکم پہونچا کہ اٹاوہ کا قلعہ مرہٹوں کو خالی کردے شیخ کبیر نے اس عرصہ میں چند بار مرہٹوں کو شکست
دی تھی مطابق معاہدہ [illegible] الیہ لوٹ کے اپنے حاصل کئے اور فرخ آباد میں حافظ رحمت خان سے آملا
اور روہیلہ بعد غیر حاضری آٹھ مہینے کے یعنی اکتوبر سنہ ۱۷۷۰ع لغایت مئی سنہ ۱۷۷۱ع پھر بریلی میں پہونچے
[illegible] وقت سیندھیا نواب کے ملک میں داخل ہوا اور گنج گھاٹ کے قریب خیمہ زن ہوا یہہ مقام فرخ آباد سے

احمد [illegible] سے [illegible] ہوگیا [illegible] کا انتظام [illegible] مین تھا یا فقط [illegible]
سولہ محال کا لیکن ہم نے سنا ہے کہ بعد ادائی اخراجات انتظام و تنخواہ افواج کچھہ باقی بچتا تھا وہ ملہر راو
کے حوالہ کیا جاتا تھا مرہٹون کی جانب سے دو صراف جنکو وہ [illegible] کہتے مین متعین تھے ایک قنوج
مین رہتا تھا اور دوسرا علیگنج پرگنہ اعظم نگر مین جو لگان مرہٹوں کو واجب ہوتا تھا انہیں صرافون کو
دیا جاتا تھا اور یہہ ملہر راو کے حوالہ کر دیتے تھے اور ہر سال کی رسید نواب کے پاس بھیجدی
جاتی تھی اس صورت سے چند سال برابر روپیہ ادا ہوتا رہا جنوری سنہ ۱۷۶۱ع پانی پت کی لڑائی سے
روپیہ دینا موقوف ہوا مرہٹے ہندوستان چھوڑ جمنا پار ہوکر دکھن کو چلے گئے چند مدت تک مرہٹے
خانگی جھگڑوں اور نربدا کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اسمین کل ملک واپس ملنے کا موقع
ملا جو جانب ہندوستان جو مرہٹون کے قبضہ مین آگیا تھا سنہ ۱۷۶۱ع سے سنہ ۱۷۶۳ع تک شجاع الدولہ نے
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بندیلکھنڈ مین
چہالسی تک بڑھگیا اور نواب احمد خان نے اسیطرح کل پرگنہ جات جو کسی زمانہ مین اُنکے باپ کے قبضہ مین
تھے لے لئے اور پھر کبھی مرہٹوں کو چوتھہ یعنی چہارم حصہ دیا مگر اٹاوا اور پھپھوند و شکوہ آباد جو احمد شاہ
درانی نے حافظ رحمت خان کو عطا کئے تھے فقط ہمیشہ کے واسطے ملک فرخ آباد سے نکل گئے
آٹھہ سال زائد تک مرہٹے شمالی ہندوستان مین نظر نہ آئے فقط سنہ ۱۷۶۴ع مین تھوڑے عرصہ کے
واسطے دہلی مین یا سنہ ۱۷۶۶ع مین جنگ کوڑہ مین تو البتہ مرہٹے معلوم ہوتے تھے مگر سنہ ۱۷۶۹ع مین [illegible]
فوج تعدادی پچاس ہزار دریا سے چنبل پار ہوئی یہہ فوج زیر حکم ویساجی کشن رام چندر گنیش و جی
سندہیہ و تکاجی ہولکر کے تھی اس فوج نے پہلے راجگان راجپوتانہ سے [illegible] زر چہارم وصول کیا
بعد ازان بھرت پور کے قریب آئے اور جاٹ راجاؤں سے ایک جنگ ہوئی جسمین مرہٹوں نے
غالب ہوکر [illegible] روپیہ ان جاٹوں سے بھی وصول کئے نجیب خان نے مرہٹوں سے صلح کرلی
اور یہہ تجویز کیا کہ ہم دونوں کی افواج متفق ہوکر [illegible] مین کوچ کرین - ابتدائی سنہ ۱۱۸۴ ہجری مطابق
[illegible] اپریل سنہ [illegible] [illegible] اپریل سنہ [illegible] مین [illegible] خان دہلی سے روانہ ہوا حافظ رحمت خان نے

یہ خیال آیا کہ فقرا کو کھلانے پلانے سے کیا عجب ہے کہ میری مراد دلی بر آوے لہذا اونسے بخشی
فخر الدولہ و مہربان خان کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر خیمہ کھڑے کریں اور طعام اقسام اقسام کا طیار کرا کر فقیرون
مسکینون کو کھلاویں ۔ ایسا ہی کیا گیا فقیرون نے اُسکے واسطے دعا کی چالیس روز تک ایسی طور سے
کھانا کھلایا گیا ۔ حسام الدین نے بہت سی مثلین بیان کی جن مین دعا بزرگون کی مستجاب ہوئی ہے
مگر کہتا ہے کہ خاص اس امر مین دعا قبول نہ ہونے کا یہ باعث ہے کہ اونمین کوئی ولی نہیں ہے تھوڑے
عرصے کے بعد ایک چالاک بدمعاش پنجاب سے آیا اور نواب کی خدمت مین بتوسط رحمت خان ولد
جہان خان کے حاضر کیا گیا اُسنے اقرار کیا کہ جو شے مانع بصارت ہے مین اُسے صاف کر دونگا اُسنے
تھوڑا پانی چلو مین لیا اور اُسپر کچھ پڑھکر نواب کی آنکھون مین لگایا اسیطرح کئی روز کیا آخر خیرات کرنے
کے حیلہ سے طلب کیا چنانچہ کچھ روپیہ و اشرفیان اُسے ملین وہ دو تین روز کی رخصت لیکر گیا اور
پھر واپس نہ آیا ۔ دوسرا بیکار سید باقر تھا اوسنے ایک جعلی خط لکھنو کے ایک بزرگ کی جانب سے
اس مضمون کا خان علی کے نام بھیجا کہ مین نے سنا ہے نواب احمد خان کی بینائی جاتی رہی ہے اور بجز دعائے
اولیا اور سب طرف سے اوسے بالکل مایوسی ہو گئی تھی لہذا مین تم کو اطلاع دیتا ہون کہ اس زمانہ
مین فرخ آباد مین ایک درویش کامل تشریف رکھتے مین کہ جنکو اگر سر گروہ اولیاے عصر کہئے تو بجا ہے
[illegible] اُس بزرگ کا سید باقر ہے اگر اوس سے رجوع کیجاوے تو البتہ اوسکی دعا کے اثر سے
نواب کی مراد دلی بر آنا ممکن ہے اور وہ بزرگ نواب کو بینائی دے سکتا ہے ۔ جان علی خان یہہ خط لیکر نواب
کے پاس آیا بخشی فخر الدولہ [illegible] علیخان اوس بیکار کے پاس گئے اور بڑی عزت و حرمت سے
نواب کے پاس لائے فقیر نے کہا تھا جو مسکینون کو طعام تقسیم ہوا اور مین چلہ کھینچ رہا تھا اُنکے واسطے
کوئی تھا مقام مجھے بتلایا جاوے نواب نے جان علیخان کو حکم دیا کہ اپنے باغ مین درویش کو جگہ دین
تب درویش بیکار نے نواب سے اقرار کیا کہ بروز عید الفطر تم کو بینائی حاصل ہو گی ۔ جان علی خان
اپنے باغ مین درویش کو لیگیا اور اپنے نوکر اُنکی نگرانی کیواسطے متعین کئے جب وقت مقررہ قریب
پہنچا ایک رات رمضان کے آخر مین درویش مذکور باغ کی پشت کی دیوار سے کود کر بھاگ گیا بروز

میں مثل جواب نہ رہی یعنی فخرالدولہ نے چاہا کہ چالیس ہزار فوج مجتمع کرکے اوس سے مقابلہ کرے لیکن
نواب احمد خان چونکہ اب پیر ضعیف و نابینا ہو چکا تھا کہنے لگا کہ یہہ تو مجھے بخوبی معلوم ہے کہ تم آخر تک
لڑوگے مگر بخشی مجھہ پیر نابینا کا عصا ہے اگر خدا نخواستہ عصا ٹوٹا تو مجھہ نابینا کی پوری خرابی ہے
اور تاریخ بیان واقعہ کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ نواب احمد خان ایک پاؤن سے کسیقدر لنگڑا تھا
لہذا میری راے یہہ ہے کہ کسی صورت سے صلح کرلینا چاہیے بخشی فخرالدولہ غازالدین خان ملک
کو ہمراہ لیکے مرہٹون کے لشکر مین گیا اور اونسے پوچھا کہ تم کس شرط پر صلح کرتے ہو مرہٹون نے
ساڑھے سولہ محال طلب کئے جو عہدنامہ سابق مین آچکے تھے اور کہا کہ اس مرتبہ ہم محال اپنے
قبضہ مین رکھینگے اور اسکا انتظام خود کرینگے جب نواب کے ہاتھہ مین انتظام تھا سالہا سال گذرے
مگر کچھہ روپیہ وصول نہوا بحالت مجبوری ساڑھے سولہ محال حوالہ کئے گئے نواب نے کہا گو ملک
منصف گیا ہے مگر فوج کم نہ ہوئی تین سال مین میری آنکھین اچھی ہو جاوینگی اوسوقت مرہٹون سے انتظام
لے لونگا مگر چونکہ آمدنی کم رہیگی اور اخراجات بدستور بنے رہے لہذا جو روپیہ خزانہ مین تھا وہ بھی خرچ ہو گیا

احمد خان کی بطلان بصارت و وفات

انتقال سے دو ایک سال قبل احمد خان کو آشوب چشم شروع ہوا اور رفتہ رفتہ نظر بالکل زائل ہو گئی
لیمیت رائے کھتری نے اسکا معالجہ کیا مگر کچھہ سود مند نہوا اول انکی آنکھون مین درد شروع ہوا اور تھوڑے
عرصہ مین ضعف بصارت مین پہنچا دو ایک سال اسی حال مین گذری مگر بعد ازان انکی بینائی گھٹتی
گئی اونہون نے اپنے عیب کو جہانتک ممکن ہوسکے پوشیدہ رکھا وہ اپنے مقام معمولی مین بیٹھا کرتا تھا
اور سلام اور مجرا سب کا لیا کرتا تھا مصاحبین نے انکی بعض حرکات خلاف عادت دیکھہ کر معلوم کیا
کہ انکی بصارت مین نقصان ہے مگر کچھہ نہ کہا آخرالامر یہ عیب چھپ نہ سکا نواب کے بعض ملازمین نے حکیم
نور خان محمد شاہی کی سفارش کی اور کہا کہ اس حکیم کو عوارض چشم کے علاج مین دستگاہ کامل ہے نواب نے
حکیم مذکور کو طلب کیا دو تین مہینے اوسنے معالجہ کیا مگر کچھہ فائدہ نہوا ایک روز نواب کے دل مین

حکایات دربارِ احمد خان کے خلق و عادات و حرکات و سکنات

احمد خان کا پورا خطاب جو ایک توپ پر کندہ نظر آیا حسب ذیل تھا یہہ توپ ۱۲۰۳ ہجری مطابق اگست ۱۷۸۹ء
تا بابت اگست ۱۷۹۰ء میں ڈھالی گئی تھی اور ۱۸۳۹ء تک موجود تھی۔ اعتضاد الملک امیر الامراء مظفر الدولہ
محمد احمد خان بہادر غضنفر جنگ سردار الملک مظفر اقتدار شیر ہند بہادر غالب جنگ اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۰۳ ہجری میں قیام الدولہ کا لقب زیادہ کر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ احمد خان بالطبع
حوصلہ مند تھا اصل تو یہہ ہے کہ وہ اون اشخاص میں سے تھا جنہوں نے خود حصول جاہ و عظمت کیواسطے
کوشش نہ کی مگر از خود جاہ و جلال اونپر ٹوٹ پڑا اونکے حالات کے تذکرہ میں ہمنے خیال کیا ہے کہ اپنے
بزدلی اور کاہلی و پیش بینی کے سبب سے تھوڑی سی فتحمندی پر اکتفا کر کے گھر بیٹھ رہا رام چھتونی کی جنگ
کے بعد ایسا تزلزل اور پریشانی خاص دار السلطنت میں پھیل رہی تھی اور وہاں ایسی بے سروسامانی
تھی کہ اگر احمد خان جھگڑوں کی باتوں میں آ کر واپس نہ جاتا بلکہ بجائے اسکے دہلی کیطرف بڑھ جاتا تو
بہ آسانی بادشاہ دہلی کو اسیر کر لیتا پھر جو تدابیر کہ بعد ازاں غازی الدین خان و نجیب خان و نجف خان
و شجاع نے کی تھیں۔ اگر وہ بھی ایسی ہی تدابیر عمل میں لاتا تو اسے ضرور ہی کامیابی حاصل ہوتی دوسرے
یہہ کہ جب سلامت خان جو پرگنہ کاسگنج کا عامل تھا اسنے میان دوآب کے اوپر کے حصے میں ایسے
ہوشمند تھے کہ اگر اسکو اچھی طرح مدد پہنچاتی تو بیشک وہ اپنے آقا کو دہلی کا مالک بنا دیتا اور خود
بادشاہ کو اسکے قبضہ میں کر دیتا۔ ایک نقل بیان کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو احمد خان
بہت کنجوس تھا یا بڑا سادہ لوح۔ نواب کو صاف صاف اور نئے روپیہ کا کمال شوق تھا چنانچہ یہہ اوسکی
عادت تھی کہ وہ روپیوں کے تھیلی دھوپ میں پھیلاتا تھا تاکہ وہ سیاہ نہ ہو جاویں اور ایک چھپر کی
کونے میں بیٹھ کر خود اوسکی نگرانی کرتا تھا جب وہ پانی خواہ پان خواہ حقہ منگواتا چیلے اپنے پیروں میں
موم لگا کر جاتے اور اس صورت سے پانچ چھ گھنٹے کے عرصہ میں وہ کئی سو روپئے لے آتے جب
روپیہ گنا ہوکر رکھا جاتا بعض تھیلیاں خالی ہوجاتی تب نواب متعجب ہو کر کہتا نہیں معلوم یہہ کیا بات ہے کہ

[illegible] جان جانان [illegible] کو [illegible] سے بھی آکر [illegible] وہ باغ میں لیا [illegible] پہونچا تھا میں [illegible]

[illegible] پایا اوسنے سب جگہہ باغ میں تلاش کیا مگر کہین [illegible] نشان نہ پایا تھا [illegible]

[illegible] اور [illegible] تک پر جا بیٹھا شرم سے [illegible] نواب سے [illegible] جاتا تھا نواب نے [illegible]

[illegible] حال [illegible] علی خان کے پاس بھیجا [illegible] خان علی خان کو نواب کے پاس جانا

[illegible] نواب سے [illegible] کا حال [illegible] کیا [illegible] نواب نے [illegible] شکایت [illegible]

[illegible] کہا کہ [illegible] علی [illegible] آخر ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۱۸۸ ہجری [illegible]

[illegible] احمد خان نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی [illegible] بجا [illegible]

[illegible] کو جانے ہوئے مقام [illegible] گنج میں پہونچا [illegible] خان [illegible] کے [illegible] کے پاس

[illegible] ہوا بعد ازان [illegible] باغ میں ایک مقبرہ [illegible] نواب نے اپنے جین حیات اپنے

واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا تاریخ اسکے وفات کی یہہ ہے گفت گریہ خلائق بہ نالہ و افغان

ہیہات آہ گشتہ از وفات احمد خان ۱۱۸۸ بعد تخرجہ عدد آہ یعنے ۶ کے کم کرنے سے ہوتے

ہیں اور پورے الفاظ - او ۱۱۹۴ ہوتے ہیں - دیگر - ہے ہے حاتم طائی ثانی نماند

سنہ ۱۱۸۸ ہجری

[illegible] روز بادشاہ معہ پانچ ہزار ہمراہیون و شجاع الدولہ دو سو سے ہمراہ ون کے روانہ ہو کر موضع [illegible]

[illegible] میں پہونچا یہہ موضع شہر کے باہر گوشہ جنوب غرب میں واقع ہے نجف خان فخر الدولہ کے

[illegible] بیٹے مظفر جنگ کو ہاتھی پر بیٹھا کر حضور سلطانی میں [illegible] کے واسطے لیگیا [illegible]

[illegible] کا لقب مظفر جنگ کو عنایت ہوا بعد ازان [illegible] مہر [illegible] ہوا چونکہ خزانہ میں بالکل [illegible]

فخر الدولہ نے سونے چاندی کا [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] لاکھہ روپیہ

[illegible] بہت روپیہ اور سات ہاتھی اور گیارہ گھوڑے بادشاہ کو نذر ہوئے اور [illegible]

[illegible] کرنے کے عوض میں ایک لاکھہ روپیہ لیا [illegible] قیام کر کے شاہ عالم [illegible] گنج کی طرف روانہ

[illegible] تین مہینہ مقیم رہا

[illegible] ہی میں [illegible] اور بالکل [illegible] ہو گیا [illegible] نواب [illegible]

سب [illegible] مقام [illegible] تھا نواب بھاگ کے رنگ کا از حد شائق تھا نواب کی [illegible]

[illegible] دوم [illegible] پر حملے سے آکر مجتمع ہوئے [illegible] قریب بیہات گئے نواب [illegible]

تصویر تھا [illegible] اور بچھا کر [illegible] پالکی [illegible] دیوان خانے میں ہمیشہ

رکھا تھا پالکی کا [illegible] نصیب [illegible] ہوئے تھا کہ جب ادھر سے عبدالصمد صمد جنگ کو [illegible]

[illegible] میں [illegible] تھا پالکی [illegible] اور پٹھان سردار نواب کے بھائی بھتیجے ساتھ [illegible]

[illegible] تھی اور خوب آتش بازی چھوٹی تھی اور [illegible] ہوا سے بھاگ کے [illegible]

[illegible] نواب کو آراستگی مکان کا بھی بڑا شوق تھا اور جہاں وہ رہتا تھا

[illegible] تصویروں سے دیواریں آراستہ رہتی تھیں [illegible]

تعمیر کروائے [illegible] میں بی بی [illegible] مظفر جنگ رہتی تھی اور کہتے ہیں

[illegible] کے قلعہ مقام [illegible] سے نقل کر کے [illegible] تھے دوم مبارک محل سوم

صلابت محل [illegible] یہ مکان [illegible] مسجد کی پشت پر واقع تھا اس میں دروازے اور چھت [illegible] تھے

[illegible] کے قبل [illegible] تھا [illegible] سونا [illegible] لوگوں نے [illegible]

چہارم دیوان [illegible] مبارک محل [illegible] بیگم بیوہ نواب مظفر جنگ [illegible]

رکھتی تھی [illegible] سے [illegible]

[illegible] کے [illegible] بھائی سے [illegible] جاتا [illegible]

[illegible] قطعہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی [illegible] اور [illegible]

گئے تھے تو شہر سے لیجا کر [illegible] میں رکھو [illegible] نواب کی عادت یہہ تھی کہ ہر روز دو بار شہر گھوما کرتا

یا ہاتھی پر سوار ہو کر اور کبھی پالکی میں اور کبھی شہر سے باہر جا کر باغوں کی [illegible]

جب وہ [illegible] کرتا تھا [illegible] خیرات کرتے تھے روپیہ کی تھیلی [illegible]

حکم یہہ تھا کہ محتاج مسکین [illegible] سبب کہ [illegible] آدمی کو روپیہ [illegible]

یا تھا ایک شخص [illegible] دیا جاتا تھا نواب کی خاص طرز یہہ [illegible]

[illegible] میں لکھو [illegible] گھر بنانے انکے لئے [illegible]

[illegible] پیچھے [illegible] قدم شریف [illegible]

سب قوم کے لوگ تھے [illegible] سال میں دہلی سے [illegible]

دہلی میں تھا جب [illegible] انکو [illegible] روپیہ [illegible] میں [illegible]

نے اس سبب سے کہا [illegible] تھے کہ وہ مٹی کے خام گھر بنا کرتے تھے انکی [illegible]

مکان معمولی بنا دیں نواب انکو اکثر روپیہ [illegible] کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ [illegible]

ساتھ آئے ہیں لہذا یہہ مناسب [illegible] ہر گز یہہ غریب [illegible] رہیں جب نواب کی سواری ہاتھی [illegible]

کے ہمراہ سلاحدار [illegible]

[illegible] تھے سواروں کے [illegible]

گئے چند لوگ [illegible] کی چھڑیاں [illegible]

ہوتے تھے اور یہہ چھڑیاں [illegible] سواری کے آگے

جاتا تھا خواہ غریب ہو خواہ امیر [illegible] جو شخص نواب کے [illegible]

میں سلام کرتا تھا [illegible]

[illegible] لیکن [illegible]

[illegible]

تین لاکھ روپیہ ماہوار ہی سپاہ و شاگرد پیشہ کی تنخواہ دیجاتی تھی اور ایک لاکھ روپیہ ماہواری مین ہر سہ
بیگمان کو خرچ دیا جاتا تھا جواہرات و زیورات خرید ہوتے تھے اور محتاجون کو کھانا دیا جاتا تھا ایک
لاکھ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور توپخانہ مین صرف ہوتا تھا چھوٹی بڑی پانچسو توپین ہر وقت تیار رہتی تھین
اور کارخانہ گولہ بارود سازی ہمیشہ جاری رہتا تھا غرض نواب کا کم از کم پانچ لاکھ روپیہ ماہواری کا خرچ
تھا اور اگر کبھی کچھ باقی بچتا تھا وہ داخل خزانہ ہوتا تھا۔ احمد خان کی آخر عمر مین بخشی فخر الدولہ کو اوسکی
ریاست مین بڑا اقتدار حاصل تھا کل ملک اوس کے اختیار مین تھا اوسکی یہہ بڑی تعریف تھی کہ اُسنے
تمام سلطنت کے لوگون کو زیر کیا کبھی کبھی میانصاحب میان روشن خان کی طرف بغرض انتظام جایا کرتا
تھا یہہ میانصاحب کا لقب نواب کے بڑے عزیز مصاحب کو ملتا تھا بہت سے اشخاص مابعد
نے اس خطاب سے ملقب ہوئے سب سے پہلے سعادتمند خان نے یہ لقب پایا یہہ ہرسنگہ نام
ایک لڑکا تھا اور روشن خان جب شیرپور کو تاراج کرنے گیا تھا تب وہان سے اسکو گرفتار کر لایا تھا
جب احمد خان نے اُسے دیکھا تو اُسکی نظر توجہ اُسکی طرف ہوئی اور فوراً مشرف باسلام کیا اور
سعادتمند خان نام رکھا ایک برس بعد اُسنے اُسے بڑے مرتبہ پر پہونچایا اور امیرزادہ اسکو خطاب
دیا اور بخشی فخر الدولہ کو حکم دیا کہ جو کام امیرزادہ سعادتمند خان کرے قطعی سمجھا جاوے اوسمین کوئی
مداخلت نکرے اوسکا والد مستقل سنگہ قنوج کا حاکم مقرر ہوا دوسرے لوگ جنکو میانصاحب کا لقب ملا
یہہ تھے (۱) سعادت خان آفریدی (۲) سید نور علیخان (۳) میر جان علیخان (۴) روشن خان
فقط سعادت خان برادر محمود خان بخشی قایم جنگ کا تھا اوسکو یہہ خطاب پہاڑ کی جنگ کے زمانہ
مین [illegible] مین ملا ایک روز نواب محلسے سید نور علیخان کے بازار مین دیکھا اور بلوا بھیجا ایک
معلم کتاب دیکھ رہا تھا اور سعادت خان پیچھے جانب راست بیٹھا مورچھل سے مکھیان جھل رہا
تھا مکھیان ہانکتے ہانکتے اوسنے ایک مورچھل نظر حقارت سے نور علی کے سر پر ماری جو اسکے
پاس بیٹھا ہوا تھا نواب نے یہہ دیکھکر کہا کہ بزرگی فقط اللہ پاک کی ذات کو ہی اور یہہ شعر پڑھا ؎
بچشم حقارت مبین سوی کس ٭ کہ او منتقم ہست فریادرس ٭ سعادت خان کی یہہ عادت تھی

[illegible] ل ابد [illegible]

شہر پناہ کی مرمت و حیات باغ ہوا از سر نو ہوا اسکے کی طرف شہر پناہ ہوا تھا باغ میں [illegible]
ب محمد خان اور اسکا برادر قائم خان مدفون ہیں نواب خان نے [illegible] اور قلعہ کی دیوار کے دریا
ن جو جگہ ہے وہاں [illegible] استادہ کیا یہاں [illegible] کرگھر [illegible] تھے
ب [illegible] تھے آگی حاضری [illegible] کے بعد نواب [illegible] اجلاس فرماتا تھا بہشت باغ جو موسو
مرسے کے جنوب شہر پناہ کے پاس ہے احمد خان نے لگایا تھا [illegible] مسجد
[illegible] ایک [illegible] کے نشان باقی ہیں [illegible] اسکے جنوب
طرف میر احمد گنج [illegible] کے نام سے مشہور [illegible] رہتے ہیں [illegible] کے علاوہ وہاں
کے اندر [illegible] گنبد [illegible] مقبرہ ہے میں مقبرہ نمبر ایک میں اشخاص [illegible] کی قبریں ہیں جن
[illegible] دلیر خان [illegible] نواب [illegible] کا بیٹا [illegible] علیخان [illegible] نواب [illegible] امداد حسین خان ولد دل
دلیر خان برآمدہ میں [illegible] علیخان ولد دلیر خان تین خورد سال [illegible] احمد خان کی و نواب بہت بہادر
احمد خان کا پوتا نواب چھوٹے خان ولد نواب قائم جنگ مقبرہ نمبر ۲ میں اشخاص ذیل مدفون ہیں نواب
محمود خان احمد خان کا پسر کلان و اسکا ایک بچہ و اسکی بیگم مقبرہ نمبر ۳ میں بیگمات دفن ہیں بی بی
[illegible] زوجہ نواب محمد خان مظفر جنگ [illegible] بیگمیں [illegible] برآمدہ میں ستارہ بیگم دختر احمد خان و فیروز
[illegible] کی ماں [illegible] نواب [illegible] مظفر جنگ [illegible] بیگمیں جنکے نام نامعلوم ہیں
مقبرہ نمبر ۴ میں قائم خان کی قبر ہے مقبرہ نمبر ۵ میں [illegible] جنگ کی [illegible] مقبرہ نمبر ۶ میں
قبریں ہیں نام نامعلوم مقبرہ نمبر ۷ میں رانی صاحبہ کی قبر ہے جسکو احمد خان شرقی سے لایا تھا مقبرہ
[illegible] میں احمد خان کے چیلوں [illegible] خان [illegible] خان کی قبریں ہیں مقبرہ نمبر ۹ میں بخشی
فخر الدولہ کی قبر ہے جو [illegible] میں قتل ہوا لوح تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] خان کی
آمدنی علاوہ [illegible] و جاگیر وغیرہ کے اسی لاکھ روپیہ سالانہ تھی حسام الدین نے لکھا ہے کہ نواب کی آمدنی
[illegible] لاکھ سالانہ تھی اور خرچ حسب [illegible] تھا

کی بیٹی کو دی جسکی نسبت بلونت نامہ مین مذکور ہے کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین نواب کی بیگمات مین تھی اور اس کا نام [illegible]
مین یہہ بھی لکھا ہو کہ کرم زمان خان شیر خان خان کا بھتیجا تھا لیکن ممکن ہو کہ جس کرم خان کا مذکور
تاریخ آباد کی کتاب مین ہو وہ بیگم کا حقیقی بھائی نہو بلکہ چچا زاد بھائی ہو اس صورت مین فخر النسا جو بیوی
بیگم ہو سکتی ہے ۔

اولاد نواب احمد خان

نواب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی ۱ ول محمود خان یہہ اپنے باپ کے سامنے فوت ہو لو[illegible] بلیغ
مین ہو ۔ محمود گنج جو نام قصبہ چھبر امئو اوسکا بسایا ہوا اوسنے ایک بیٹا چھوڑا جسکا نام ہمت بہادر تھا
جسنے محمدہ بیگم دختر مظفر جنگ کے ساتھ شادی کی اور سنہ ۱۲۴۰ ہجری مطابق ماہ اگست سنہ ۱۸۲۴ع [illegible]
اگست سنہ ۱۸۲۴ع مین فوت ہوا وہ ایک لڑکی ریاض النسا نام چھوڑ گیا جسکے دو نکاح ہوئے اول احمد حسین خان
[illegible] دل جعفر خان سے اور نکاح ثانی ہمت علیخان شوہر اول کے برادر خورد سے ۔ ۲ ۔ دلیر خان
مظفر جنگ جو اپنے باپ کا جانشین ہوا جسکا مذکور آئندہ ہوگا ۔ ۳ ۔ دل دلیر خان وہ سنہ ۱۸۰۰ع
مین بنارس چلا گیا اور کہتے ہین کہ اوسنے وہان جنوری سنہ ۱۷۹۹ع مین وزیر علیخان کے بغاوت کے
زمانہ مین خودکشی کی اسکا بیان جلد ثانی مین آویگا ۔ اجنبی کے کاغذات سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ
[illegible] سنہ ۱۲۲۴ ہجری مین فوت ہوا جو مطابق ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۰۰ع کے ہو اور یہہ واقعہ وزیر علیخان
کی بغاوت سے ایک برس بعد ہوا اوسنے چار بیٹے اور تین بیٹیان چھوڑین اسکے بیانات و تعلقات
و اولاد وغیرہ نقشہ سے معلوم ہونگے جو اس کتاب کے آخر مین منسلک ہو ۔ ۴ ۔ ستارہ بیگم ۔ محمد زمان خان
اور نصیر خان پسر میری نواب محمد خان کے پسر چہارم کے ساتھ منسوب تھی جسکی تو قاسم باغ [illegible]
[illegible] بھی روشن جہان نواب محمد خان کے بڑی بیٹی کے پاس دفن ہوئی کہتے ہین کہ اسکے
[illegible] کی پھوپھی کے نام سے بھوت و جن بھاگتے ہین بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ اون کی قبر [illegible]
[illegible]

نواب احمد خان کے چیلون کا بیان

[illegible] اپنے خاندان کے نواب احمد خان تین چار سو اطفال یہود کو مسلمان کیا [illegible] جنکا

جنگ کے جواہر ... اوس سعادت خان جب لشکر لیکے پہونچ گیا اوس عنایت سے نواب نے نور علیخان
سعادت خان سے دو چند دولت و مرتبہ عطا کیا سعادت خان وہاں آکر کیا [illegible]
اور علم و نوبت سے آراستہ نواب کی مسند کے گوشہ پر [illegible]
[illegible] آیا تو نواب نے اوس سے کہا اوس سبب الاسباب کی کارسازی دیکھو اور
[illegible] کی بات [illegible] کر [illegible] جہان [illegible] نظیر [illegible]
کس نے حقارت [illegible] سعادت علی [illegible] سر جھکا لیا تھوڑی
مدت بعد وہ ایک [illegible] حاکم مقرر ہوا نور علی کو میاں صاحب کا لقب عنایت [illegible]
دربار [illegible] دولت و عزت [illegible] نصیب ہوئی بعد اوس کے [illegible] جان علی [illegible] مقرر ہوا اور وہ
[illegible] تمام کانپور کے ضلع میں [illegible] جان علی [illegible]
[illegible] نواب نے جان علی کو دیکھا [illegible] پسند کیا اور [illegible]
میں رکھا اوسکا خطاب میاں صاحب [illegible] تھا خاص بازار [illegible] قلعہ میں [illegible] کو جاتے وقت
بائیں جانب [illegible] نواب کی [illegible] عنایت اوس سے متعلق
[illegible] کی جانب ہوئی جو [illegible] میاں صاحب کا لقب [illegible] بہت سی
[illegible] حاصل کی اوسکو میاں صاحب ہوش خان [illegible] خطاب سے ملقب کرتے تھے

ازبیگمات نواب احمد خان

[illegible] بیبیاں تھیں — اول [illegible] بیگم [illegible] رسولپور [illegible] پرگنہ کمپل کی بیٹی تھی
دوم [illegible] صاحبہ اسکو نواب [illegible] سے [illegible] لایا تھا [illegible]
[illegible] کی [illegible] تھی [illegible] مظفر جنگ [illegible] خان کی ماں تھی [illegible] علاوہ [illegible] انکے
[illegible] جو [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] خان [illegible]

ں کی طرف ہو کر بن حمیار خان نایب رہتا تھا جو دسمبر ۱۸۳۸ء مین فوت ہوا احمد ۱۸۳۸ء مین
سید خان بہت بہادر کے مکان کے نام سے مشہور تھا (۴) دایم خان کی حلسرا قلعہ کی ایک جانب
خفیف مین تھی اسکے چار طرف غربا کے گھر تھے اور اوس سے متصل ایک خانہ باغ تھا اوس کی
اولاد نے کھود کھود کر اس مکان کی اینٹ لکڑی سب فروخت کر ڈالی اور زمین کاشتکارونکے حوالہ
کر دی (۵) اوسنے سوٹ کے سامنے پر ایک باغ چار باغ نام لگایا تھا جو نواب زمین کے قبضہ
مین تھا (۶) اوسنے ایک باغ مدار دروازہ کے پاس لگایا اور اوسمین پختہ کنوان بنوایا جسمین
[illegible] تھے اسکے نشانات ۱۸۳۲ء تک باقی تھے۔ (۷) جسبرا سوٹ کے پاس دایم گنج نام
ایک موضع ہو جو اوسنے اپنے نام سے بسایا ہو جب تک یہہ پرگنہ فرخ آباد کے نواب کے قبضہ
مین تھا تب تک دایم خان پرگنہ ساہور اکبرپور کا برائے نام عامل رہا اب پرگنہ مذکور ضلع کانپور
مین واقع ہو جاگیر بکھیرا اپان واقع پرگنہ مذکور پٹھان الماس علیخان عامل اودھ نے اوسکے قبضہ مین
رہنی دی یہہ جاگیر اوسکی اولاد کے قبضہ مین ۱۸۵۸ء تک رہی کہ اوس سن مین یہہ اجرای ڈگری
دیوانی نیلام ہوگے اور مثل جنبی مستغلہ نومبر ۱۸۵۸ء کے دیکھنے سے واضح ہو کہ جسمین سوال دلیر علیخان
پسر دایم خان شامل ہو کہ بعد وفات دایم خان جاگیر ضبط ہو کر بذریعہ چٹھی ۲۶ جنوری ۱۸۵۸ء
وثیقہ سو روپیہ ماہواری منظور ہوا دایم خان اپنے کام کیطرف توجہ نہین کرتا تھا اور کل کام اپنے کارندون
کے بھروسے چھوڑ دیا تھا اور وہ خوب تغلب کرتے تھے اسوقت نواب دایم خان اپنی جیب خاص
سے مالگذاری ادا کرتا تھا یا احمد خان سے التجا کرنی پڑتی تھی اوسکو شب و روز اپنے کام سے
فرصت نہین ملتی تھی اوقات شبانہ روزی شکار مین یا باز و جرہ و بہری کے شکار مین تیسرو چیتے
کے شکار مین کشتی بازی و ورزش مین اور گانا سننے اور ناچ دیکھنے مین بسر ہوتی تھی نواب
احمد خان نے اسکو لاکھون روپیہ نقد وجنس مین دیا تھا مگر سب اُسنے عیش و عشرت مین اڑا دیا
مسی بی بی سے اوسکے تین بیٹے پیدا ہوئے اول دلیر علیخان جسکا لقب فتح جنگ تھا دوم
رستم علیخان سوم احمد علیخان۔ دلیر علیخان کے مدار خان نام ایک بیٹا تھا جو فقیر ہو گیا اور تب

مواضعات و محال وغیرہ پر متعین ہوئے انہوں نے بہت روپیہ کمایا بعد جنگ فتح ۔ مواضع و عطایا ملتی رہی
انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا یہہ سب غالب بچہ کے نام سے موسوم تھے (۱) ذوالفقار خان احمد خان
کے عہد میں تین نوابان کے نقارہ پر نوبت بجانے کی اجازت تھی ایک تو نواب احمد خان جسکو بڑے
نواب کہتے ہیں ۔ دوسرے ذوالفقار خان جسکو منجھلے نواب کہتے ہیں تیسرے دائم خان جنکو چھوٹے
نواب کہتے ہیں ۔ ذوالفقار خان کا لقب یہہ تھا شرف الدولہ ذوالفقار خان بہادر شمشیر جنگ انکی
مہر پر یہہ شعر کندہ تھا شعر آنکہ دریا زو بے باکش قوت حیدری دوست + از عطای احمدی خوش
ذوالفقار حیدری ہست + وہ پچگنہ سے آیا کا مال تھا اور اسکا لشکر ملک گنج عظیم نگر میں رہتا تھا
جو اب ضلع اٹہ میں ہے [illegible] تک ایک عمدہ عمارت و باغ [illegible] اوسنے شہر
پناہ و قلعہ تعمیر کردہ یاقوت خان کی جہان جہان سے مسمار ہو گئی تھی مرمت کروائی (۲) دائم خان
اسلام خان چیلہ شمشیر خان جو نواب محمد خان کا چیلہ تھا اوسکے دو بیٹے تھے روشن خان و دائم خان
روشن خان نواب احمد خان کے درباریون میں سے تھا جب دائم خان چہہ سات برس کا تھا ایک روز
روشن خان کو اوسنے اپنی پالکی میں بٹھلا کر نواب کے حضور میں لیگیا نواب نے پوچھا کہ یہہ کسکا بیٹا
ہے روشن خان نے جواب دیا کہ یہہ میرا چھوٹا بھائی ہے نواب نے اوسکا نام پوچھا کہا دائم نواب نے کہا
میں اسی متبنی کرتا ہوں اور اسکا لقب اعظم جنگ محمد دائم خان بہادر مقرر کرتا ہوں مگر یہہ علی احمد
نواب کے نام سے مشہور ہوا جب وہ سن شعور کو پہنچا تو اوسکی شادی بڑے دھوم سے [illegible]
دختر بخشی فخر الدولہ کے ساتھہ ہوئی اوسکے بچپن میں احمد شاہ بادشاہ نے اسے گود میں لیا تھا
اور اپنے ہاتھہ سے اوسکو کھلایا تھا اور اوسکے کندھے پر نقارہ اور ڈھول کے [illegible] تھے گویا
اس صورت سے نوبت عطا کی [illegible] میں اس چیلہ کی تعمیر کروائی ہوئی عمارتیں موجود ہیں (۱) کا
بنایا ہوا ایک پختہ پل وسط شہر میں جو باوجود کثرت سے آمدورفت تجارت کے [illegible] تک
باقی رہا اور نام اوسکا پل پختہ مشہور ہے (۲) ایک باؤلی مع زینہ کے [illegible]
اوسکا [illegible] ہوا اگرچہ [illegible] ہے مگر ہنوز موجود ہے (۳) ایک مکان [illegible]

اوسنے دربار عام میں سب سے کہا میں فقط روپیہ پیدا کرنے کے واسطے آیا ہوں لہذا آٹھ روز کے عرصہ
میں جتنے مالدار ہیں سب ملکر ایک لاکھ روپیہ مہیا کر دیں اونکو تمسک لکھ دونگا کہ زر مذکور مالگزاری
سے مجرا ہوتا رہیگا سب نے عذر کرنا شروع کیا تب اوسنے ایک کو کوڑے لگوانا شروع کیا تب آبرو
کی ڈر سے دوسروں نے کہا کہ ہم روپیہ دیتے ہیں سب نے متفق ہوکر ایک لاکھ کی فکر کردی اور
اسلام خان نے انکو تمسک لکھدیا تب اوسنے شکوہ آباد و قایم گنج کے پٹھانوں کو لکھ بھیجا کہ
جو لوگ نوکری کرنا چاہیں انکو میرے پاس بھیجدو اور بارہ سال کی عمر سے ساٹھ برس کی عمر تک جسکو
نوکری کی خواہش ہو میرے پاس آوے اور اگر کوئی انکار کرے تو اوس پر لعنت ہے ایک مہینہ میں اوسکے پاس
پانچ ہزار آدمی جمع ہو گئے تب اوسنے کاسگنج سے باہر ایکطرف کوچ کیا اور ماتھرس اور مرسان کے
علاقوں کے موضعات لوٹنے شروع کئے یہہ دونوں مقام اب ضلع علیگڈہ میں واقع ہیں لوگوں نے
کہنا شروع کیا کہ یہہ کس قسم کا تحصیلدار ہے کہ بجائے اسکے کہ اپنے پرگنہ کی خبرگیری کرے یہہ
فوج جمع کرکے لوٹنے لگا ہے۔ نواب محمد خان کو خبر پہونچی کہ اسلام خان نے کاسگنج کے مہاجنوں کو دھمکا کر
اُن سے ایک لاکھ روپیہ وصول کرکے ایک فوج جمع کی اور مرسان کے جاٹوں کے گانوں لوٹ لئے
اور کہتے ہیں کہ وہ فیروز آباد کو پہونچ گیا ہے اور اپنے سواروں سے اوسکا محاصرہ کر لیا ہے اور جب تک
بیس ہزار روپیہ نہیں لے لئے وہاں سے نہیں ہٹا۔ نواب محمد خان نے شتر سوار کے ہاتھ ایک
پروانہ اس مضمون کا بھیجا کہ میں نے تم کو اسواسطے مقرر کیا کہ تمہاری اوقات بسری اچھی طرح سے
ہو تم نے یہہ کیا کہ غیروں کے ملک کو سب طرف سے لوٹکر تم نے ہمیں بدنام کر رکھا ہے
اسلام خان نے جواب دیا کہ آپ کی ناراضمندی کی کوئی وجہ نہیں چند مہینے کے عرصہ میں آپکو
میں دہلی کے تخت پر بٹھلا دونگا اب میرے پاس دس ہزار آدمی کے قریب جمع ہو گئے ہیں ماتھرس
کے راجہ نے نواب کو شکایت لکھ بھیجی کہ ہمارے ملک پر پٹھانوں نے حملہ کیا ہے نواب نے جواب دیا
کہ ایک چیلہ باغی ہو گیا ہے تم اوسکو سزا دو تب ماتھرس کے راجہ نے بھرتپور کے راجہ سے کہ وہ بھی
جاٹ تھا اور اوس سے رشتہ رکھتا تھا مدد مانگی اوسنے ایک ہزار آدمی بھیجے کئی لڑائیاں

اوسکا لقب مہدی شاہ ہوا (۲) رستم علیخان [illegible] مرزا بیگ ایک توجہ پیاری بیگم صاحب چھوڑی -
احمد علیخان کی فقط ایک بیٹی مبارک النسا بیگم تھی جسکی شادی کول کے متصل ایک گانون کے پٹھان کے
ساتھہ ہوئی تھی - دایم خان کے بہت سے حالات ہمکو نہین ملتے جو کہ بہادر علی نے کہ وہ بھی کتاب
تاریخ کی تصنیف مین شریک تھا جمع کئے ہین اوسکا دادا سید غلام حسین چالیس برس تک دایم خان کا
نوکر رہا اور فتح آباد مین دایم خان کے چھاؤنی پر سکونت رکھتا تھا غلام حسین مذکور نے سنہ ۱۲۲۶ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۱۱ء مین جہان سے انتقال کیا (۳) فخر الدولہ یہہ شخص نواب محمد خان کا چیلہ
تھا یہہ نواب محمد خان کا بخشی اول تھا نواب محمد خان کے آخر عمر مین اور مظفر جنگ کے ابتدائے عہد
مین نیز اوس سے بہت [illegible] مطابق سنہ [illegible] مین قتل ہوا اور سبب باغ مین مدفون ہوا
(۴) رحمت خان یہہ نواب محمد خان کے چیلہ جیون خان کا بیٹا تھا یہہ دوسرا بخشی مقرر ہوا تھا [illegible]
[illegible] تھا تمام عمر اپنی جسم و فیلبانہ مین بسر کی یہہ شخص سخاوت و شجاعت مین شہرت رکھتا تھا -
(۵) حاجی سرفراز خان یہہ شخص میر بخشی تھا اس شخص کا تکیہ کلام یہہ تھا کہ ہر جملہ کے ساتھ
بسم اللہ کہتا تھا - (۶) نامدار خان نواب محمد خان کے چیلون مین اسکا نمبر ۲۹ ہے یہہ چوتھا بخشی تھا
(۷) مہربان خان یہہ نواب کا دیوان تھا اور یہہ شخص کسی راجہ کا بیٹا تھا جسکے پدر نے الہ آباد
کے محاصرہ مین اسکو نواب کے نذر کیا یہہ شاعر تھا اور صاحب دیوان ہوا ہے نہایت فصیح و [illegible] تھا
[illegible] نے کچھہ اسکی نظم سے منتخب کیا ہے اوس وقت کے مشہور شعرا مرزا رفیع السودا و میر سوز
[illegible] اوسکے ملازم رہے ہین (۸) اسلام خان کسی زمانہ مین یہہ میر بخشی تھا قلعہ مین [illegible]
کے قریب اسکا ایک مکان تھا [illegible] مین نواب تجمل حسین خان [illegible] تک سکونت رکھتا تھا [illegible]
[illegible] خان نے اوس سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بیٹے ہین اوس نے جواب دیا کہ میرے پانچ بیٹے
ہین [illegible] نواب نے اسکے بہت عیال دار ہونے پر ہمدردی کرکے
اسکے [illegible] یہہ بھی واقعہ ہے اسلام خان حسب معمول نواب کے چند
پیادون [illegible] اور ہوشیار فوجدارون کو نظر بند کئے [illegible]

کہنے لگا تمہارے دادا یعنی پٹھان تمہارے شہر اور قلعہ پر قبضہ کرنے آتے ہیں (۹) دلاور خان اسکو
چونٹی کہتے ہیں بباعث اسکے زود رنج ہونے کے معلوم نہیں کہ یہہ وہی دلاور علی خان ہو جسکا
مذکور کالی رائے کی کتاب میں ہے کہ وہ عظیم نگر کا عامل تھا وہ شخص قوم کا ٹھاکر وہاں سنگھ کا بیٹا تھا اور
تیج سنگھ کا بھائی تھا (۱۰) سلیمان خان داروغہ فراشخانہ (۱۱) شجاعت دل خان اسکو شجاع الدولہ
بھی کہتے ہیں خانساماں کے عہدہ پر متعین تھا (۱۲) شرف خان میر ترک یہہ محمد خان کی وقت
کا چیلہ تھا (۱۳) جواہر خان عرض بیگی (۱۴) بخت بلند خان ظاہر میں یہہ یار بہادر کا بیٹا معلوم
ہوتا ہے جسکا مذکور کالی رائے نے کیا ہے (۱۵) مبارک خان (۱۶) بارمد خان خانساماں (۱۷)
صوفی خان اصل میں یہہ دولت آباد پرگنہ سکراوہ کا ٹھاکر گوہر سنگھ نام تھا پرگنہ سکراوہ میں
مچھہ پور اوسکے جاگیر میں تھا (۱۸) کیفی خان (۱۹) جمال خان (۲۰) کمال خان (۲۱) ظرافت خان
امرا اور زادہ فرخ آباد اور قنوج کے راستے پر اوسنے ایک گانوں بسایا ہے لیکن ۱۸۳۰ع میں
بجز ایک پختہ پھاٹک کے اور کچھہ نشان باقی نہ تھا (۲۲) آفتاب خان (۲۳) طالع مند خان (۲۴)
شمشیر خان (۲۵) بارا خان مسجد والے (۲۶) مہتاب خان (۲۷) بہار خان (۲۸) شادل خان
(۲۹) بادل خان (۳۰) منگل خان (۳۱) نیکنام خان (۳۲) مظفر دل خان (۳۳) منور خان
(۳۴) کالے خان عرض بیگی (۳۵) محمد یار خان دائی پوری علاوہ انکے سیکڑون غلام تھے کوئی
طلائی عصا بردار تھے اور کوئی رنگین بانس لیکر چلتے تھے بعض کے سر پر قزلباشی کلاہ رہتی تھی بعضے
توپ اسباب و آلات حرب پر متعین تھے اور دوسرے ذاتی کاموں پر مامور تھے کوئی آبدار تھے
کوئی مہتمم حمام تھے کوئی وضو کرانیوالے کوئی تسبیح لینے والے کوئی مگس ران کوئی پان بنانیوالے
کوئی جوتا لینے والے اسی طرح کی خدمات پر متعین تھے نواب کی خوابگاہ پر ایک معتمد خادم شاد بیگ
خان نگشن مقرر تھا اور اندرونی و بیرونی ڈیوڑھی کے پہرہ پر شمشیر خان و گلشیر خان و نجابت خان
جیسے مامور تھے قلعہ کی حکومت میر محمد فضل علی سپرد تھی —

ہوئیں اور نواب کے بہت سے آدمی کام آئے آخر الامر اسلام خان کی فوج نے شکست
کھائی اور اسکا سبب زیادہ تر یہہ صرف ہو گیا تب اسلام خان اپنے ایلاقی گھوڑے پر سوار ہو کر
ایک نغز میں مرہیان سے فتح آباد پہنچا اوسکے آنے کی خبر سنکر نواب نے اسکو طلب کیا
اور اس سے کہا کہ تمنے یہہ کیا مفتنی کا کام کیا اور ملک کو لوٹنا شروع کیا اوسنے جواب دیا کہ مین
نے یہہ منصوبہ کیا تھا کہ دہلی کو فتح کرکے نواب کو تخت شاہی پر بٹھاؤں مگر کیا کیا جاوے کہ
قسمت میں ایسا نہ تھا نواب مسکرایا بہت مدت دراز ہوا اسکو بخشی کا عہدہ ملا اوسکی کل فوج [illegible]
[illegible] کی کہتے ہیں کہ یہہ جیلہ قوم کا [illegible] تھا اوسکے پانچوں بیٹے شیعہ ہوگئے اور دو ان میں سے
فتح آباد کی کربلا مین محرم میں قتل ہوئے اونکے نام یہہ ہیں ابراہیم خان رحمن خان
ایک بیٹا رحمت خان سوار لوالی کے دروازہ پر شادی مگی میں مارا گیا چوتھا بیٹا اپنی موت سے مرا
پانچوان بیٹا امان خان نامی [illegible] تک جیتے جب کہ بہادر علی نے کتاب لکھی تو زندہ موجود تھا
اسلام خان بارہ لڑائیوں میں گیا تھا اور بہت سے زخم کھائے تھے ہر روز وہ شراب پیتا تھا
مگر ظفر جنگ کے زمانہ میں فتح آباد میں شراب پینا معیوب نہ تھا اگر کوئی دوست اوس سے
اوسکا مذہب پوچھتا تو وہ کہتا کہ اللہ کے سامنے میں کسی کو نہیں جانتا میرا کلمہ یہہ ہے
لا الہ الا اللہ محمد خان رسول اللہ کیونکہ اوسنے مجھے ہندو سے
مسلمان کیا ہے جو شراب کا ایسا عادی تھا کہ مرتے وقت تک اوسکے پاس صراحی و پیالہ
موجود تھا اور دو گھنٹہ قبل از موت اپنے بیٹوں سے مانگ کر پیتا جاتا تھا
اوسوقت ایک بیٹے نے کہا کہ صاحب یہہ آپکی موت کا وقت ہے آپ شراب سے توبہ کیجئے
تو خدا الرحیم ہے آپ کو معاف کریگا اوسنے جواب دیا حالت صحت میں مین نے توبہ نہیں کی تو
اب کیا کرون جام [illegible] اوسنے لوٹا تمام کو پیا اور تھوڑی دیر مین مرگیا چونکہ وہ
آزاد منش آدمی تھا [illegible] وہاں اپنے [illegible] انتظام
کر لیا [illegible] ایک [illegible] وہ وہاں سے چلا آیا اور نواب

اب مرتضی خان اور عبد المجید خاں نے اور زیادہ تر ہنگامے برپا کئے نواب قایم جنگ کی بیوہ عورت کو
اپنے ساتھ شریک ہونے کی ترغیب دی اُسنے آفریدیوں کو بھرتی کیا اور اسیٹھی میں جو کہ مین
محمد الیہ شہر مین ہی اپنی سکونت کے لئے قلعہ بندی کرنا شروع کیا - فخر الدولہ نے اپنی فوج سے اس
مقام پر پہونچکر حملہ کیا - مرتضی خان زخمی ہوا اور قید کر لیا گیا - بعد ازان وہ قید خانہ مین مرگیا اُسکے
تھوڑے عرصہ کے بعد فخر الدولہ کو نامدار خان چیلہ نے جو کہ مرتضی خان کا رفیق تھا قتل کیا
بخشی کو بھیجا ایک ضروری پیام کے شب کو اُسکے مکان سے بولایا اور اوسکے باہر آنیکے ساتھ ہی اُسکا
سر کاٹ لیا بعد ازان قاتل اوسکا دربار عام مین مرتضی خان کے مکان پر قتل کیا گیا اوسوقت مین
سنہ ۱۱۸۴ھ و سنہ ۱۷۷۰ء بنگش اودھ کی سلطنت کا خراج گذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہہ ہمکو دریافت نہین ہوئے
اوسوقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑھے چار لاکھ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا بعد چندے
ایک جزو اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کیلئے تعین کیا گیا جو کہ فتح گڈہ مین مقیم تھی جب خان
فخر الدولہ کے بعد مقرر ہوا کچھ فرخ آباد کے لشکر لیکر اکتوبر سنہ ۱۷۷۳ء مین سراج الدولہ کے اٹاوہ فتح کرنے
مین شریک ہوا - نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر کے اُسکے
ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈہ مین نوریا گنج
و ہر دوا گنج کو روانہ ہوا - اوس سال مین محرم کے رسومات اُسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی
بستی ہی انجام دیئے گئے حکایت یہہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا فی الحقیقت اس لڑائی
مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنہ جات فرخ آباد یعنی ضلع قنوج مین سے تالگرام و تروا و ٹھٹھیا اور
ملکت پور اور کسیقدر حصہ سارنخ سے مرہٹونکو بیدخل کردیا جو کہ زمین کہ اسطرح سے اودھ مین شامل
کیگئی تھی وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہوگئی ماسوائے چھبرامو و سکراوان کے
لیکن شاید بہت حصہ سارنخ کے اون دو پرگنون مین شامل ہین - بعد تھوڑے عرصہ کے الماس علی
خواجہ سرا جو اوس زمانہ کا مشہور شخص تھا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا - عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہہ تھا
کہ اوسنے اپنے ماتحتون کو یہہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمین کو جنکی وہ قدیم مالک ہین چھین لیوین

حالات نواب مظفر جنگ
بنگش

جب نواب مظفر جنگ اپنے باپ کا جانشین ہوا اسوقت بعمر ۱۲ برس کی تھی لیکن چونکہ
حکومت کو چند عرصہ تک بخشی فخر الدولہ نے دیانتداری سے انجام دیا اسکا کام چلتا رہا اگر
رنگانی کو کہ جسکو مرتضیٰ خان نواب محمد خان کے لڑکے نے اٹھا رکھا تھا فرو کردیے اس وقت ملکی
حالت بہت نازک تھی سلطان شاہ عالم دہلی کو جاتے ہوئے اثنا راہ میں قنوج میں تھے جبکہ
انہوں نے محمد خان کے وفات کا حال سنا۔ انکی خاص مشیر کار حسام الدین خان نے بارادہ
لینے ملک فرخ آباد کے ایک ضروری پیغام بحوالہ مہاداجی سیندھیا کے بھیجا کہ اسوقت نواب
کی شمالی جانب مقیم تھا اور بادشاہ وقت خداگنج کی راہ سے ہوتے ہوئے فرخ آباد کو روانہ ہوئے
اور جس مقام موضع سریا میں خیمہ زن ہوئے۔ اور دوسری جانب سے فخر الدولہ نے پٹھانوں کی
بڑی فوج اکٹھا کی اور قوی مقابلہ کے لئے ایک سامان کیا اسوقت اوسنے بادشاہ کو بغرض معافی
ہوجانے کے عاجزی سے تحریر کیا۔ حسام الدین خان نے باامید اسکے کہ مرہٹوں کے پہونچنے پر
میں اپنے خاص طور سے ان معاملات کے حل کرنے کے قابو رکھونگا ہر قسم کی عداوت برپا کی اسوقت
فخر الدولہ نے نواب نجف خان سے اسکی گفتگو شروع کیا جو سلطان کے جلو میں تھا اور چند لاکھ زر دینا بادشاہ اور نیز
نواب نجف خان کو دیکر نواب مظفر جنگ نے جانشین کرانے میں کامیابی حاصل کیا نواب مظفر جنگ
بہمراہی اپنے ۲۰ بھائیوں اور خاص خاص آدمیوں کے بادشاہ کے لشکر میں بحفاظت تین ہزار فوج
کے داخل ہوا۔ نواب اور اوسکے بھائی دل دلیر خان حاضر ہوئے اور معمولی خلعت انکو عنایت
ہوئے اسوقت سلطان شاہ عالم نبی گنج کو جو کہ ضلع مین پوری میں ہے روانہ ہوا جہاں کہ وہ
تین ہفتے مقیم رہا وہاں مہداجی سیندھیا بھی تین ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہونچا اور
شریک ہوا اگرچہ وہ مرہٹہ اپنے آنے سے پہلے اوس معاملے کے طے ہوجانے اور اس امر کے
دیکھنے سے کہ میری دوسری ہمراہی فرخ آباد سے انعام لینے میں رک گئی نہایت رنجیدہ ہوا

سالانہ خرچ نواب اودھ کا اس مین ۲۳ لاکھ روپیہ پڑتا تھا ۱۸۰۲ء مین نواب اودھ نے اس کمپو کی
خرچ سے سبکدوشی پانے کی التجا کی لیکن اونکی درخواست نامنظور ہوئی بعد ازان اس فوج نے راجہ
جیت سنگھ بنارس کے معاملہ مین بھی اچھی کارگذاری کی - ۱۹ ستمبر ۱۸۰۲ء اقرارنامہ کے بموجب
وہ چند روز کمپو کمپنی بہادر کے ملک مین واپس آنیوالا تھا مسٹر ہیسٹنگ نواب گورنر جنرل نے اوس
شرط کو پورا نہین کیا لیکن انہون نے ۱۷۸۴ء کو لکھنو مین جاکر عہدنامہ کی تجدید کی - جو حکم کہ
اس معاملہ مین ہوا تھا اوسکو انہون نے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا - کلکتہ مین پہونچکر صاحب ممدوح کو
دریافت ہوا کہ اونکی تجویز کونسل سے منسوخ ہوئی - پھر معرفت حیدر بیگ خان کے جو خاص اس
غرض کیواسطے کلکتہ مین تعینات کئے گئے تھے لارڈ کارنوالس کے حضور مین دوبارہ استدعا کی گئی
لیکن نتیجہ اوسکا ویسا ہی بے سود ہوا - نواب مظفر جنگ کی بقیہ عہد سلطنت مین یہہ بات خاص
کر کے مشہور تھی کہ نایب یعنی وزراے اعظم یکی بادیگرے کثرت سے مقرر ہوتے آئے ان نایبون
مین سے اٹھارہ کے نام لکھے ہوئے ہین بہت سے پھانسی دیے گئے اور دیگر جلاوطن کئے
گئے - بلکہ نواب کے خسر خدابندی خان اور اونکے سالے امین الدولہ بھی تھوڑی مدت تک
اوس کام کے لایق انجام کرنیکے نہ تھے - منجملہ اور ظلمون کے ایک یہ ظلم تھا کہ نواب نے تمام وظیفہ اور
جاگیرین جوکہ اونکے چچیرے بھائیون یعنی اولاد محمد خان کو ملی تھین ضبط کرلیا - اونہون نے
بابعد بہت اپنی کوئی دادرسی نہین پائی اور نہایت مفلس ہوگئی - یہہ صرف انگریزون ہی کے ذریعہ
سے ہوا کہ اونہون نے اپنے حقوق کو واپس پایا - تھوڑے عرصہ کے بعد چار لاکھ روپیہ خراج کا جو
انگریزون کے لئے مقرر کیا گیا تھا باقی پڑا - ایک انگریزی رزیڈنٹ ۲۲ مئی ۱۸۰۲ء کے بعد فرخ آباد
مین مقرر کیا گیا اوس وقت مین مسٹر سی صاحب بھی اوس عہدہ پر تھے - بعد ازان مسٹر جان ولیس جب
مقرر ہوکر ۲۵ فروری ۱۸۰۲ء کو فرخ آباد مین پہونچے اور پھر وہ سولہہ ماہ کے بعد واپس کئے گئے
جبکہ لارڈ کارنوالس گورنر ہوئے امین الدولہ اونکی عہدہ داشت مین وزیر لکھنو کے ساتھ کلکتہ روانہ
ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جب کہ رزیڈنٹ یعنی سزاول جیسا کہ اوسوقت ہندوستانی اسکو کہتے تھے

راجہ ترہٹ و غیرہ نیز چودھری نے ۱۷۶۴ع کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا اسکا لازمی
کے جانب شمال میں جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تھا وہان کوئی تعلق اوس قسم کا اور اوس ظالمانہ
کارروائی کا نہین ہونے پایا فی الحقیقت کہ سلطنت میں تفرقہ ہونے سے ایک بڑا اختلاف اندرونی
ملکی حالتون مین پیدا ہوا نہین کچھ شبہ نہین کہ اوس دریا کے اوتر کنارہ کے ہندوؤنکی بہ نسبت دکھن کنارہ
کے ہندوؤن پر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہوگیا۔ اس فتح سے واپس آتے ہوے نواب شجاع الدولہ
منسوب ہوتے ہوے طرف شاہ آباد ضلع ہردوئی کے گیا جہان وہ انگریزی فوج بھی جا ملا جوکہ رحمت خان
اور روہیلون کے مقابلہ کو جاتی تھی اور لڑائی موضع کٹرہ مین جو ضلع شاہجہانپور مین واقع ہے جہان حافظ
رحمت خان مارا گیا۔ نواب مظفر جنگ موجود تھا اور سرداران روہیلہ کی بہت سے سرشتہ مین
بنگش نواب کے پاس واسطے شناخت کے لانے گئے اور یہہ واقعہ ۱۷۷۴ع مین وقوع مین آیا
بوقت واپسی فرخ آباد کے نواب مظفر جنگ اپنے ساتھ قواعد دان فوج لکھنؤ کی لایا جسکی اعانت سے
اوسنے بنگش کے سپاہیون کو جوکہ اوسکی دارالسلطنت کے محلہ بنگش پورہ مین آباد تھے سخت سزائیں
اور قریب قریب سبکو خارج کردیا۔ چونکہ اس وجہہ سے کہ قوم مذکور ہر وقت شامل ہونے مہم اوسکے
اونھون نے نہایت بد طریق سے برتاو کیا وہ باغی ہوگئی اسوجہہ سے کہ اونکی تنخواہ و باقیات ادا نہین کی گئی
اور ایک قرآن شریف کو ہاتھی پر رکھہ کر یہہ اشتہار دیتے ہوئے کہ ہم کسی نواب کی اطاعت نہ کرینگے
لشکر مین دھوم دھام مچائی اس زمانہ مین انگریزون کا تعلق اوس ضلع کے ساتھہ ہونا شروع ہوگیا
اور فتحگڈھ کے بازار کی بنیاد اور چھاونی کی تعمیر بھی ہونے لگی۔ بذریعہ عہدنامہ فیض آباد کے جسپر
شروع ۱۷۷۵ع مین اودھ کے نواب آصف الدولہ نے دستخط کیا تھا یہہ اقرار کیا گیا کہ اودھ کے ملکون
مین کمپنی کی ایک قواعد دان فوج مقیم رہنا چاہیے۔ نواب آصف الدولہ نے پھر دوسری فوج
کے واسطے درخواست کی جسمین انگریزی افسر حکمران اور رعیہ پلٹن سپاہیون کی اور ایک توپخانہ اور
ایک حصہ سوارون کا شامل رہے جو لشکر اس طور سے تیار ہوئے وہ ۱۷۷۷ع مین کمپنی کے لشکر
مین شامل ہوئے اور فتحگڈھ مین تعینات ہوئے یہہ چند روزہ لشکر کے نام سے موسوم ہوا اور

سر رابرٹ ابرکومی کے دریاے گنگ کے پار کوچ کرتے ہوئے رامپور کے باغیون کو بریلی کے قصبہ
ہتوڑہ مین شکست دی۔ نواب مظفر جنگ نے ۳۸ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت کے بعد
بتاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۷۹۶ء انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لیڈن
صاحب بہادر رزیدنٹ لکھنؤ اس معاملہ کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد
مین آئے۔ جرم نواب کے بڑے لڑکے رستم علیخان پر ثابت ہوا جو لکھنؤ مین جلاوطن کیا گیا جہان
وہ ۱۸۲۲ء کے بعد مر گیا اس معاملہ کی تفصیل ایک خط مورخہ ستمبر ۱۸۲۳ء مین جو کہ منجانب امین الدولہ
حسب فہمایش ایجنٹ بحضور نواب گورنر جنرل صاحب تحریر کیا گیا لکھی گئی ہے اوسوقت مین کہ رستم علیخان
فرخ آباد کو واپس آکر نواب شوکت جنگ کے انتقال پر گدی نشینی کا دعوی پیش کیا تھا لیکن اوسوقت
مین خونریزیان اوس ضلع مین عام ہو گئی تھین ۱۸۹۸ء مین رعایا کی شکایتین نسبت ڈاکون کی اور اونکی
بیشمار خونریزیون کی تحریر ہونے لگین۔ نواب مظفر جنگ کی زوجہ اولی امراؤ بیگم دختر خدا بندہ خان کی
تھی جو جاگیر دار قصبہ سکراوان اور بارھوین بیٹے نواب محمد خان کی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۱۷۹۶ء
مین اونسے شادی کی اور اونکے بطن سے پانچ لڑکیان اور کئی لڑکے پیدا ہوئے مگر لڑکے اپنے
باپ کے حین حیات مین انتقال کر گئے۔ امراؤ بیگم جنے بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۱۰ء کو انتقال کیا اپنی کل
جائداد مذکور مطابق رپورٹ صاحب کلکٹر ۱۹ نومبر ۱۸۱۰ء مشتمل اوپر ۴۰۰۰ ایکڑ اراضی واقع پرگنات
شمس آباد و بھوجپور و کمپل و محمد آباد و حاجط سو دہپارہ اپنے لڑکے اور اپنے بھائی نواب دلاور جنگ
ولد حسین علیخان ولد امین الدولہ کو چھوڑ گئے۔ نواب مظفر جنگ کی چار اور بیبیان تھین اول اشتی محل
مادر امداد حسین جو اوسکا جانشین ہوا دوئم بی بی کریما سوئم جینسرہ چہارم بی بی اچپال جو
۱۸۳۳ء تک زندہ تھی بموجب دستور خاندان کے اوسکی لڑکیون نے اپنے چچازاد بھائیون سے شادی
کی۔ سارے سولہہ پرگنہ جات مشہورہ جو کہ فرخ آباد کے ملک مین شامل تھا احمد خان کے گذشتہ
حکومت سے لیکر ۱۸۰۲ء مین قائم رہا ہے سابق حالات مین مذکور ہو چکی ہین منجملہ ۱۲ محال سابق جو
بتوسط احمد خان کے تھے مفصلہ ذیل ضائع ہو گئے اول ۱۷۹۲ء مین اجمیر بطور دوامی سے ۱۷۴۹ء

بلایا گیا تو نائب نے اپنی پیشی مین یہہ شہود کیا کہ ہماری کوشش سے یہہ ہوا ہی لیکن زیادہ یہہ سمجھنا چاہئے کہ حکام کلکتہ کی رای سے زیادہ تر یہہ تبدیلی ہوئی اور اس زمانے مین معلوم ہوتا ہے کہ نواب کا چھوٹا بھائی دلیر خان مخفی طور پر نواب مظفر جنگ کے خلاف سازش رکھتا تھا نواب مظفر جنگ کے مخالف چند معاملون مین ہوئے اوسکا وظیفہ بند کر دیا گیا اور جبکہ انگریزی رزیڈنٹ چلا گیا تو انہون نے بھی فرخ آباد کو چھوڑکر بنارس مین قیام اختیار کیا اوسکو ایک معقول وظیفہ فرخ آباد سے ملنے لگا اور وہ اوسوقت تک بنارس مین مقیم رہے جبکہ اُنہون نے جنوری ۱۸۰۰ء مین خودکشی کی فرخ آباد کے معاملات وارن ہسٹنگ صاحب کے الزام کا پانچوان دفعہ قایم ہوا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس الزام کے قایم ہونے کی بنیاد یہہ تھی کہ رزیڈنٹ کو مقرر کیا باوجود اسکے کہ اونکو بلا لینے کا وعدہ کیا تھا یہہ بیان ہوا کہ نواب ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا ملک کے نسبت یہہ مذکور ہے کہ الماس علیخان عامل اودہ نے قصبہ دھرہرہ کو ایک غیر کافی خراج پر لے لیا تھا پرگنہ حافظ مئو اور سوبخ ہمیشہ تاراج ہوتے رہے فتحگڈہ کے قریب کے گھاٹ اور تمنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون نے زبردستی سے لے لیا تھا اور اوسیوقت چار پرگنون کے زمینداران نے اپنے اپنے قلعہ مین اپنے کو مضبوط کر رکھا تھا۔ فرخ آباد ویران ہو گیا۔ وہان پر کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی نواب وزیر اودہ اوسکے نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون فتحگڈہ کے کمپو کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اُنکے ویران نیمی صلاح کارون نے باری باری سے دست اندازی کی تھی اپنے عہد سلطنت کے آخر حصہ مین نواب مظفر جنگ نے چار لاکھ روپیہ خراج کے تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی۔ اگرچہ وہ بذات خود ایک مرتبہ وہان گئے لیکن اونکی کوشش سے کچھہ فائدہ نہین اُٹھایا وہ اوس شخص کے ہاتھ سے مقتول ہو گئے جسکو کہ وہ یقین کرتا تھا کہ صمصام الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کیا تھا ایک شخص جاگو خان نامی جس نے اس مشکل مین اونکی جان بچائی تھی اب تک ۱۸۲۲ء مین زندہ تھا اور ملنے ایکہزار دو سو روپیہ سالانہ پنشن پاتا تھا۔ ۱۸۰۲ء مین فرخ آباد کے کمپو نے تدبیر حکومت

لیا۔ شاعروں اور گویون کا ایک ماہانہ جلسہ اوسکے یہاں ہوا کرتا تھا اور اوسکی [illegible]
اوقات پتنگ و کبوتر اوڑانے مین بالکل صرف ہوتی تھی نوابان کیطرح بادیگرے بہت سی عورتین تھین
جنکا سپرد وہی اشتیاد تھیں سب سے زیادہ مشہور بی بی شرفو اور بی بی غنیمون تھین - نواب نے ایک
مہر کنندہ پنجتنش بی بی غنیمون کو عطا کی تھی - یہہ بات دیکھکر کہ نواب صاحب اس ضعیف الحرکاتی
مین مبتلا تھے امین الدولہ نے مبلغ پچاس ہزار روپیہ ناگوار سے پچیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا
حکایت یون مشہور ہے کہ بسبب اس تخفیف وظیفہ کے خود بخود ایک جھگڑا پیدا ہوا جسکی بنیاد ظاہرا ایک
نارنگی بلا اجازت نواب امین الدولہ توڑ لینا بیان کیا جاتا ہے جس کے جہت سے ۱۸۰۲ء مین
دہلی تک جانے کی نوبت پہونچی جہان آنریبل ہنری ولیسلی صاحب اوسوقت نئے ملکوں کے بندوبست
کے لئے مقرر کئے گئے تھے جسکو نواب وزیر نے سپرد کمپنی انگریز کیا تھا - مدبذریعہ عہدنامہ مورخہ ۱۰ نومبر
۱۸۰۱ء ہے کہ صرف نواب وزیر کے پرگنہ جات واقع ضلع ہذا سپرد نہین کئے گئے - بلکہ اوس آمدنی
چہار لاکھہ روپیہ خراج کے ساتھہ جو کہ فرخ آباد سے حاکم اودہ کو ملتا تھا اب نواب امداد حسین نے یہہ
قصد کیا کہ ہمارا ملک فرخ آباد بھی انگریز کے سپرد کر دینگے چنانچہ بتاریخ ۴ جون ۱۸۰۲ء مقام بریلی
مین ایک عہدنامہ پر نواب کا دستخط ہوا جسکے ذریعہ سے نواب نے اپنے ملک کو بعوض مبلغ ایک
لاکھہ آٹھہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ کے جسکو واسطے اپنے اور اپنے متعلقین کے مقرر کیا سپرد کیا
عبارت عہدنامہ بتفصیل ذیل ہے عہدنامہ درمیان آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی اور نواب امداد حسینخان
کے واسطے سپرد کرنے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو دوامی حکومت کے لئے صوبہ فرخ آباد اور اوس کے
متعلقات کو بعوض خراج یا دوامی مالگذاری نواب مذکور سے آنریبل کمپنی کو طے پایا ایک جانب بذریعہ
آنریبل ہنری ولیسلی صاحب لفٹنٹ گورنر سپرد شدہ صوبہ جات اودہ کے باختیار کامل جو اسکو
دیا گیا نواب گورنر جنرل سے اوس غرض کے لئے اور دوسرے جانب نواب امداد حسین خان
بہادر ناصر جنگ بذات خود اور اوسکے ورثہ اور اوسکی جانشینون کے -

[illegible]

بلہور، شاہ پور، اکبرپور، سکندرپور، موسیٰ نگر، بھوگنی پور، ساڑگن، سکت پور اور اجیت پھپھوند

اٹاوا، مہرآباد اور شیوراج پور لیکن محال دعا و تین اور سترہ کے ضائع ہونے کی نسبت جو اس فہرست

مین ہے شبہہ ہے اونکے جو محل وقوع سے معلوم ہوتا ہے کہ وے علاقہ نواب بنگش مین شامل

تھے۔ نواب مظفر جنگ کے زمانہ مین بیان کیا جاتا ہے کہ مالگذاری ساڑھے سولہ محال سے قریب

بیس لاکھ روپیہ کی تھی۔ نواب مظفر جنگ کے ایک لڑکے نے اپنے باپ کو زہر دیا اور دوسرے

لڑکے نواب نصیر جنگ نے اپنے موروثی ملک کو انگریزون کے سپرد کر دیا یہہ امر صاف صاف

ذیل کے فارسی بیت مین جو اوس خاندان کے ایک شخص کی زبان سے سنا گیا ہے صحیح ہوتا

خرد آب شد و پسر بد نہاد * یکے زہر داد و یکے شہر داد * یعنی یہہ کہ نواب کے دو اولاد مین

سے ایک نے زہر دیا اور دوسرے شہر دیا۔ گدی کے دو دعویدار ہوئے پہلے [illegible] اور

مہدی خان نے نواب سابق کے مجھلے لڑکے امداد حسین نصیر جنگ کو پیش کیا جو اوس وقت مین

۱۳ خواہ ۱۴ برس کا تھا۔ دوسری طرف سے [illegible] بیگم نواب مظفر جنگ کی پہلی زوجہ نے

مددگاری اپنے بھائی امین الدولہ کی اپنے بیٹے بڑے بھتیجے دلاور جنگ بیٹے امین الدولہ کو

پیش کیا فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش

کی آخرش وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طی پائی جس کے بموجب نواب ناصر جنگ بنگرانی امین الدولہ

جانشین ہوا اور یہہ شرط ہوئی کہ نئے نواب کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملنا چاہئے

لیکن اور دوسرے معاملات مین امین الدولہ اختیار قائم رکھیں۔ لارڈ [illegible] صاحب بہادر

ماہ اگست سنہ ۱۸۰۲ مین فرخ آباد کو تشریف لیگئے تھے کہ جس سے بیان کرتے ہین کہ امین الدولہ

[illegible] اپنے بھتیجے کو فریب دیا تھا انگریزون مین ریچرڈ سیوم کا

خطاب حاصل کیا۔ ریچرڈ سیوم کا قصہ صفحہ [illegible] مین علیحدہ درج ہے۔ نواب ناصر جنگ اکثر اپنی

اوقات گانے بجانے کے ساتھ برباد کرتا اور خود بھی اوس کے فن مین ماہر تھا وہ ایسا ہی اچھا گاتا تھا

وہ تفصیل وار فہرست جسکو کہ نواب نے تمامہ متعلقین اور مصاحبین خاندانی کیواسطے پنشن کے دیا۔
فہرست پیش کردہ خردمندان سے بہت امورات میں مختلف ہیں اور بموجب ارادہ برٹش گورنمنٹ کے
وہ شرط ان اشخاص کے لئے کی گئی جنکے استحقاق پنشن کی پوری بنیاد اسکے مویدہ شرط کیجاتی ہے
کہ حقوق مختلف دعویداروں کا بذریعہ اوس سول افسر کے تحقیقات کیجاویگی جسکو کہ برٹش گورنمنٹ مقرر
کرے بشمول نواب کے اور اسناد بدستخط اور مہر شدہ منظور کیجاویگی کہ جنکے اسناد کی رو سے پنشن پانیوالے
لوگ نواب کے ذریعہ سے روپیہ پایا کرینگے جو کہ کمپنی کے سول افسر کو انکی رسید دیونگے۔

شرط ششم

عدالت کی حکومت نواب کی ذات پر موثر نہیں ہوسکتی لیکن انکے توابعین اور متعلقین کے تفصیل نہیں
کیجاتی اور بموجب منشا برٹش گورنمنٹ کے بلا جانب داری حکومت انصاف فرخ آباد کے صوبہ کے
درمیان جاری رہے اسلئے یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ جو کوئی دعوی بنام متعلقین نواب کے پیش کیا جاوے
تو اول مرتبہ نواب کے پاس حوالہ کیا جاویگا اور بحالت نہ ہونے دادرسی یعنی برناراضی فیصلہ نواب
وہ دعوی عدالت دیوانی سے فیصل کیا جاویگا۔

شرط ہفتم

بموجب درخواست نواب اشخاص مذکورہ ذیل کو وظیفہ دیا جاویگا اور اوسوقت تک قایم رہیگا جبتک
انکی چال چلن برٹش گورنمنٹ اور نواب کے نزدیک خوشنودی کی ہو۔ امام خان [illegible] پانچہزار روپیہ
سالانہ [illegible] خان اور محمد خان پانچہزار روپیہ سالانہ۔ خدا بخش جنے وکیل منجانب جسکو کہ [illegible] عدالت
وغیرہ کے لئے فرخ آباد میں مقرر کیا چار ہزار روپیہ سالانہ۔ احمد بخش اور محمد صالح دو ہزار روپیہ سالانہ

شرط ہشتم

شرط اول

یہہ اقرار اور شرط کیجاتی ہے کہ صوبہ فرخ آباد اور اوسکے متعلقات دایمی حکومت کے لئے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپرد کیا جاوے جن ابتداے سنہ ۱۲۱۸ فصلی نواب اپنے حقوق اور ملکیت کو باستثناے ذیل کے کمپنی کو منتقل کرتے ہین۔

شرط دویم

بنظر پرورش اور اقتدار نواب امداد حسین خان بہادر کے یہہ اقرار کیا جاتا ہے کہ اونکو نو ہزار روپیہ ماہواری یعنے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کریگا جو کہ اونکے ورثہ اور جانشینون تک جاری رہیگا اور کسیوجہہ موجہہ سے اوسمین کوئی تخفیف نہ ہوگی اور یہہ بھی اقرار کیا جاتا ہے کہ نواب مذکور کے ساتھ تمام مواقعہ بموجب اونکے درجہ کے اعزاز واکرام کا برتاو منجانب برٹش گورنمنٹ بطور ایک دوست کے کیا جاویگا۔

شرط سیوم

آنریبل لفٹننٹ گورنر جنرل بہادر یہہ اقرار کرتے ہین کہ دو ہزار روپیہ سالانہ واسطے اخراجات امام باڑہ کے دیا جاویگا اور تین ہزار چھہ سو روپیہ سالانہ نواب مظفر جنگ کے دیگر محل کے وظیفہ مین جسکو کہ امراو بیگم اب تک دیتی آئی ہین نواب کے ذریعہ سے تقسیم کیا جاویگا جو کہ کمپنی کے سول افسر کو اوسکی رسید دینگے بشرطیکہ یہہ خیال رکھا جاوے کہ یہہ وظیفہ امراو بیگم پر ابرا داہنین کرتی ہین

شرط چہارم

نواب کی خواہش کے بموجب باغات جو کہ ملحق ہین اونکے باپ کی ملکیت تھی اور موضع [illegible] فرخ آباد کے قلعہ کے مکانات اور [illegible] صاحب کی جائداد ملکیت سمجھا جاویگا نہین جاویگی بغیر کیہ کوئی دوسرا شخص اس ملکیت کا بطور مستحق نہوے

شرط پنجم

جنھون نے انکی خواہش پوری کرنے مین انکار کیا تھا لیکن مرہٹہ کی پہلی لڑائی اس ضلع مین ایک تعلقہ
بعوض جانثاری کے ہوئی ماہ دسمبر مین جب دشمنون سے صلح ہوگئی اسمین بارہ پرگنے اور شامل کردیے
گئے چونکہ دوسری برس نوآباد ضلع علیگڑہ مین منتقل کیئے گئے ۔ لڑائی ختم ہوجانے کے قبل کسی اور
جگہہ قحط شروع ہوا تھا اور معاً قحط بند ہوجانے کے دوآب مین مرہٹون نے ایک جدید لڑائی سے
اوس ضلع کو پریشان کیا باعث ہنگامہ اسوقت ہولکر تھا جسنے شاید یہہ خیال کیا کہ برٹش کی قوت
سیندھیا کے عاجز کرنے مین گم ہوگئی ہے۔ شرائط مذکورہ کے بعد جو نزاع سے پہلے ہوئی تھی اوس مین
آباد اور دوآب کے اکثر اضلاع کی دست برداری کے طلب کرنے مین اوسنے گستاخی کی تھی۔
جواب اوسکا جنگ تھا اور ماہ اکتوبر ۱۸۰۴ء مین ہولکر نے دہلی کا بذات خاص محاصرہ کیا تھا۔ مگر
لیک صاحب کے پہونچنے پر اوسنے جلدی سے دریاے جمنا کو عبور کیا بارادہ اسکے کہ دوآب کو
آگ اور تلوار سے غارت کرے۔ لیک صاحب کے تعاقب کرنے سے وہ دو روز قبل روانہ ہوا تھا
دونون فوجون نے اپنے اپنے پیدل سپاہیون کو پیچھے چھوڑدیا اور کسی نے اون مین سے زیادہ
[illegible] نہین کیا تھا۔ یہانتک کہ اب یہہ دیکھا گیا کہ ان دو عمدہ فوجون مین سے مرہٹہ کی فوج
جو اپنی شہرت زود روی کے بہت تیز کوچ کررہی تھی۔ ملک کے پورب طرف ہولکر اون گانون کو
جو اوسکے رستہ مین پڑتے تھے جلاتا ہوا جاتا تھا۔ اوسکے پیچھے ہر ایک شخص نے اپنی چھہ روز کی
خوراک لیکر آگے جلدی جلدی بڑھتے جاتے تھے جنکے پیچھے توپخانہ اور سوار لیک صاحب کے تعاقب
کررہے تھے اور سولہوین نومبر کی شام کو جب انگریزی فوج ضلع ایٹہ کی علیگنج مین پہونچی تو اوسنے دیکھا
کہ قصبہ اٹیک جل رہا ہے۔ مرہٹہ اوس شب کو شراب پی رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ ایک
بڑی فوج فتح آباد کے نزدیک گڑھاول مین ۲۶ میل پر ہے اور لیک صاحب کے سوار تعاقب
کررہے تھے۔ باوجود اسکے اوسنے دشمنون پر رات کو چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا تو بجے شام کو
اوسنے بغیر خیمہ یا کسی دوسرے قسم اسباب کے آگے بڑھا جب اوسکے سوار گھوڑے پر چڑھ رہے
تھے تو یہہ خوشخبری پہونچی کہ اونکی پیدل فوج نے ماتحت جنرل فریزر صاحب کے ہولکر کے پیدل

[illegible] ان لی [illegible]

کہ وہ نواب مظفر جنگ کے انتقال کے پہلے سے مقرر کئے گئے تھے۔

شرط نہم

یہ صلحنامہ مشتمل اوپر نو شرائط کے شہر بریلی میں ۴ رجون ۱۸۰۲ء میں مطابق ۳ صفر ۱۲۱۷ھ
کے طے پایا آنریبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر سپرد شدہ صوبہ جات اودھ نے
نواب امداد حسین ناصر جنگ بہادر کو ایک نقل اسکی انگریزی اور فارسی میں مصدقہ بمہر و دستخط
اپنے عنایت کیا اور نواب ممدوح نے آنریبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر بہادر سپرد شدہ صوبجات
کو اسکی دوسری نقل بہ ثبت اپنے دستخط اور مہر کے عنایت کیا آنریبل ہنری ولیسلی لفٹنٹ گورنر
بہادر اقرار کرتے ہیں کہ تین روز کے عرصہ میں ایک تصدیق صلحنامہ کی بہ ثبت مہر اور دستخط
حضور نواب گورنر جنرل بہادر کے دیوینگے۔ تصدیق اقرارنامہ جناب گورنر جنرل بہادر ۲۴
جون ۱۸۰۲ء دست برداری کے ایکسال گذرنے سے پہلے جب ہنری ولیسلی صاحب
حاصل شدہ ضلع کے انتظام میں مصروف ہوئے تو اونکے بھائی آرتھر صاحب دکھن میں
مرہٹہ کی سازش دور کرنے کے طیاری کر رہے تھے جنگ کے شروع ہونے پر لڑائی کا انتظام
دلی ہند میں جنرل لیک صاحب کے سپرد کیا گیا [illegible] اگست ۱۸۰۳ء [illegible]
[illegible] کو کوچ کیا اس وقت جان بابتسٹ فرانسیس پیرن سیندھیا کی طرف سے مقابلہ کے مقرر ہوا تھا
اور قلعہ پر دھاوہ کرنیکے بعد [illegible] کے ضلع میں ایک دستہ فوج کا الغرض چھوڑا لیکے شکوہ آباد
کے مرہٹہ رسالوں کے ہاتھوں سے بچا اس بات سے مرہٹہ جرات پاکر ہولکر کی فوج [illegible]
ہر چند [illegible] راجہ بھٹیا نے بغاوت کی [illegible] کے قلعہ پر محاصرہ اور حملہ کیا گیا مگر کمانڈر [illegible]
دینے والے نقصان ہوئے۔ باغی کا ملک ضبط کر لیا گیا جبکہ وہ جمنا کے پار [illegible] کو بھاگ گیا
[illegible] میواتیوں نے ضلع کے [illegible] خفیف حملہ کیا تمام زمینداروں کو لوٹ لیا

[illegible] شہر اور ضلع کے [illegible] کے [illegible] محاصرہ کے [illegible]
انگریزی قیدیوں سے اور ان کی گروہ ہندوستانی فوج کے سپاہیوں نے پناہ لی تھی۔ اون میں
سے کچھ [illegible] کا خاص افسر دریائے گنگ کے پار بھاگ گیا تھا۔ نواب کے خاندان کے چند امراء
بغاوت میں شریک ہو گئے تھے [illegible] ایک [illegible] [illegible] کو قتل کیا گیا تھا
نواب نے [illegible] کی ملاقات کی [illegible] کی تھی۔ جب [illegible] [illegible] سے [illegible]
[illegible] آیا تو اون کے جواب میں [illegible] کیا گیا [illegible] واپس آتے ہوئے چند [illegible]
[illegible] نے اون کا پیچھا کیا تھا [illegible] [illegible] اور [illegible] اور
انگریزی افسروں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] قلعہ کے محاصرہ [illegible] کی غرض سے باغیوں نے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] اظہار فتحیابی جنرل [illegible] صاحب کی [illegible] اور بعد ازاں انگریزی فتحیابی کے لئے ایک
[illegible] نے ۲۰ نومبر کو [illegible] کا [illegible] کیا۔ اون کا [illegible] دہلی کی طرف سے تھا اگرچہ
[illegible] تک صلح نہیں ہوئی تھی [illegible] بھاگنے کے بعد اس ضلع پر حملہ نہیں کیا گیا جنگ کی
[illegible] لڑائیوں میں [illegible] ایک [illegible] کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور فرخ آباد کی ٹکسال ہونے کا
[illegible] اس واقعہ کے ذریعہ سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے لئے
[illegible] گیا تھا [illegible] صاحب [illegible] نواب کے مکان [illegible] کا [illegible] [illegible]
[illegible] میں نواب [illegible] نے انتقال کیا۔ اگرچہ [illegible] برس کی عمر کی
[illegible] جب انہوں نے انتقال کیا تاہم [illegible] سے [illegible] یادگار [illegible] [illegible]۔ ایک مکان [illegible]
[illegible]۔ ایک [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] باغ [illegible] ایک مکان [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دروازہ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] سے [illegible] باغ [illegible] وہ اپنے [illegible] کا آخر [illegible] تھا۔ اور [illegible] تاریخ میں
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] دیا اس خبر سے لگے جو [illegible]

[illegible] صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ماہتاب جلد [illegible]

[illegible] چلے جا رہے تھے ہوئے لوگ اس خبر کے سننے سے [illegible]

[illegible] میں حرکت اور ہمارے آنے سے بالکل [illegible]

[illegible] پہنچ گیا [illegible] کے گھوڑے سے [illegible]

[illegible] ہمارے ساتھیوں نے [illegible]

[illegible] کی آمد کی خبر ملی - بندوق کی آواز [illegible]

[illegible]

حالات رچرڈ سوم

بعد بادشاہ ایڈورڈ پنجم کے رچارڈ سوم جو کہ خاندان پلنٹجینٹ کا آخر بادشاہ تھا تخت انگلستان کا مالک
ہوا۔ یہہ بادشاہ ۱۴۵۰ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۴۸۳ء میں تخت نشین ہوا اول بار [illegible] ذوجہ کے شہر [illegible]
[illegible] میں تخت پر بیٹھا تھا۔ جو کہ اوسنے چند آدمیوں کے مارنے [illegible] میں [illegible] اسلئے لوگوں نے
[illegible] میں سے بھی بغض رکھنا شروع کیا اور علاوہ اسکے یہہ اوس [illegible] جسے کہ شاہ ایڈورڈ نے
[illegible] سے جمع کیا تھا فضول و بیجا صرف کرنے لگا اس وجہ سے [illegible] سب سے لوگ [illegible]
[illegible] آخر کو یہہ نتیجہ ہوا کہ سب نے باہم مشورہ کر کے اس سے [illegible] کیا اگرچہ [illegible]
[illegible] تھا [illegible] کے [illegible] میں ہوا [illegible] ہوتی تھی [illegible]
کیا [illegible] کہ [illegible] ہیں کہ کل کام ہمارے [illegible] بیٹا انصاف کی رو سے ہو تو ہماری
[illegible] سے [illegible] اور اوسکے انجام کے لئے وہ دوبارہ شہر یارک میں تخت نشین ہوا
[illegible] کہ یہہ بادشاہ یارک میں داخل ہوا ایک سامان عظیم [illegible] میں کیا جس [illegible] رہے ہیں
لوگوں کی کمر کو بھی اوسکے خلاف [illegible] سے چست باندھا تھی جس [illegible] [illegible]
[illegible] سے ایک شاہی نامہ [illegible] کے اس مضمون کا لکھا کہ [illegible]
[illegible] حاصل نا کر [illegible] دیئے اوس قلعہ میں ایڈورڈ وارہ
[illegible] سے بچے بھائیوں کے [illegible] تھا [illegible] سے [illegible] کو پہلے سے [illegible]
[illegible] قلعہ میں [illegible] کو قتل کر ڈالا اور اون کی لاشوں کو [illegible] کے نیچے
[illegible] سازش کا حال [illegible] معلوم ہوا [illegible] بادشاہ نے [illegible]
[illegible] سے [illegible] میں [illegible] کہ یہہ امر [illegible] سے [illegible] ہوا اور
[illegible] سازش [illegible] جو کہ [illegible] کیا مگر تاہم لوگوں کے دل [illegible]
[illegible] پہلے سے [illegible] ہی [illegible] خاطر تھے [illegible] ہے -
یہہ سازش کرنے لگے [illegible] کو جو کہ [illegible] کا امیر تھا [illegible] شاہ [illegible]

[illegible] ... [illegible] کی بابت صرف

اسی قدر بیان کرنا ضروری ہے کہ [illegible] نواب [illegible] جنرل صاحب سے [illegible] میں ملاقات کی [illegible]

[illegible] سے دہلی میں ملاقات [illegible] جہاں وہ بغیر [illegible] نواب [illegible] گورنر جنرل بہادر کے گیا تھا [illegible]

[illegible] کے [illegible] سے واقعات وجوہات بیان کیجاتی ہیں بعض

[illegible] کا [illegible] جب کہ [illegible] جہاں کہ [illegible] رہتا تھا [illegible] کی حالت میں

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ [illegible] سے [illegible] نواب نے ایک [illegible]

[illegible] دیا تھا [illegible] کا لڑکا [illegible] حسین جو کہ

ایک برس کا [illegible] حسین [illegible] عمر

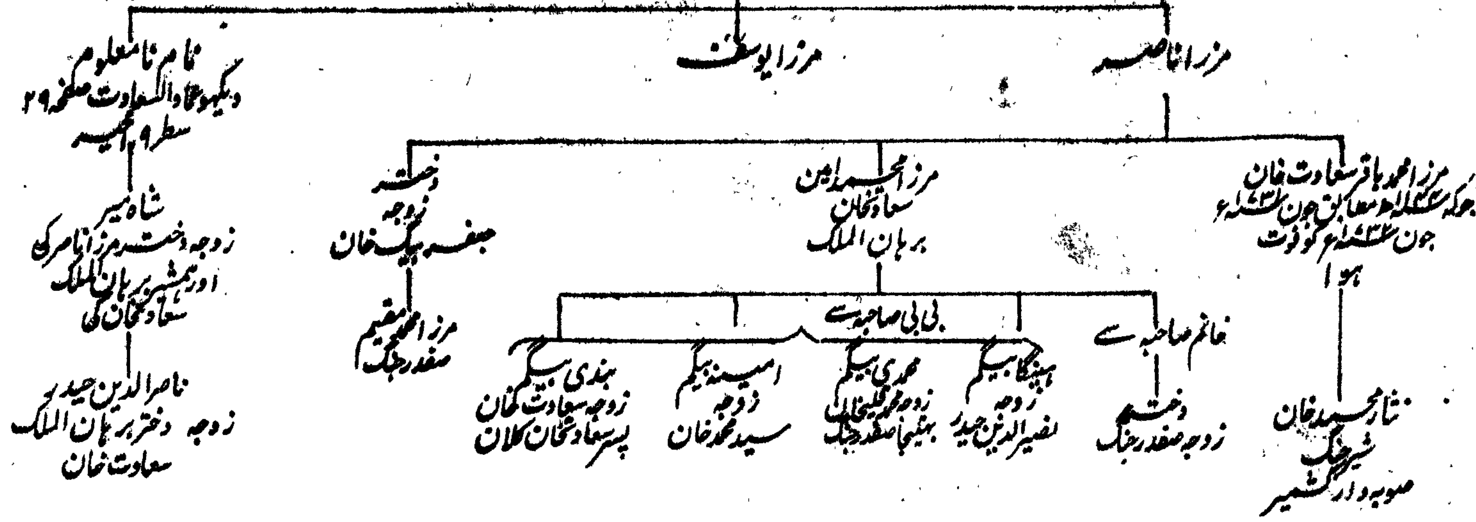
[illegible] حسین [illegible] نواب [illegible] حسین [illegible]

[illegible] جنگ کا لڑکا تھا جو کہ نواب شوکت جنگ کا چھوٹا بھائی تھا۔ نواب [illegible]

[illegible] گذشتہ [illegible] کا خطاب حاصل کرنے کیلئے حتی المقدور کوشش [illegible]

ہم کو اب دوسرے ناظرین کی بابت بیان کرنا ہے

لائے سیرین کا [illegible] داریہ کے گرجے مین دفن ہوئی اس بادشاہ کو تمام مورخین نے نہایت ظالم و جابر
سنگدل طبیعت لکھا ہی اور اس سے بہت سے قصور از حد بیجا و ناحق ہوئے اور اوسکے مزاج کی خلقی
خاصیت خبث اور دشمنی جانب مائل تھی۔



شجرۃ النسب سعادت خان برہان الملک
مرزا یوسف
نام نامعلوم
شاہ میر
اور ہمشیر برہان الملک سعادت خان کی
ناصر الدین حیدر
زوجہ دختر برہان الملک سعادت خان
دختر
زوجہ
جعفر بیگ خان
مرزا محمد مقیم صفدر جنگ
مرزا محمد امین
سعادت خان
برہان الملک
بی بی صاحبہ سے
خانم صاحبہ سے
بندی بیگم
زوجہ سعادت خان
پسر سعادت خان کلاں
آمنہ بیگم
زوجہ
سید محمد خان
زوجہ
نصیر الدین حیدر
دختر
زوجہ صفدر جنگ
ہوا
نثار محمد خان
شیر جنگ
صوبہ دار کشمیر

نمبر	نام معہ ولدیت	نام والدہ	مقام و تاریخ پیدائش	تاریخ [illegible]	تاریخ وفات
۱	نواب محمد خان ظفر جنگ ولد علی خان	نامعلوم	ماہ [illegible]	[illegible] ہجری مطابق ماہ جنوری [illegible]	۲ ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ۹ دسمبر [illegible]ء
۲	حاکم خان ولد نمبر ۱	[illegible]	ایضاً	ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ماہ دسمبر [illegible]ء	۱۲ ذی الحجہ [illegible] ہجری مطابق ۲۳ نومبر [illegible]ء
۳	امام خان ولد نمبر ۱	نامعلوم	مقام پیدائش محمد آباد تاریخ نامعلوم	۱۹ ذی الحجہ [illegible] ہجری مطابق [illegible] نومبر [illegible]ء	[illegible] ہجری مطابق ماہ نومبر [illegible]ء
۴	احمد خان غالب جنگ ولد نمبر ۱	ایضاً	ایضاً	شعبان [illegible] ہجری مطابق جون و جولائی [illegible]ء	۲۸ ربیع الاول [illegible] ہجری مطابق ۱۲ جولائی [illegible]
۵	[illegible] خان مظفر جنگ ولد نمبر ۱	[illegible]	[illegible] ہجری مطابق [illegible]ء	۲۸ ربیع الاول [illegible] ہجری مطابق ۱۲ جولائی [illegible]ء	[illegible] ربیع الثانی [illegible] ہجری مطابق ۲۳ اکتوبر [illegible]
۶	امداد حسین خان ناصر جنگ ولد نمبر ۵	نامعلوم	مقام فرخ آباد [illegible] مطابق [illegible]	۲۳ اکتوبر [illegible]ء مطابق ماہ ربیع الثانی [illegible] ہجری	۲۸ محرم [illegible] ہجری مطابق یکم فروری [illegible]ء
۷	خادم حسین خان شوکت جنگ ولد نمبر ۶	سرفراز محل	۱۷ رمضان [illegible] ہجری مطابق ۲۰ مارچ [illegible]ء	محرم [illegible] ہجری مطابق فروری [illegible]ء	۲۹ شوال [illegible] ہجری بمقام دہلی مطابق ۱۲ [illegible]
۸	[illegible] حسین خان مظفر جنگ ولد نمبر ۶	مختار محل	جمادی الثانی [illegible] مطابق ۱۳ جنوری [illegible]	ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ۱۲ جولائی [illegible]	۱۸ ذیقعدہ [illegible] ہجری مطابق ۹ نومبر [illegible]ء
۹	[illegible] حسین خان [illegible] جنگ ولد نمبر ۸	[illegible]	ربیع الثانی [illegible] مطابق ۲۶ اکتوبر [illegible]	ماہ دسمبر [illegible]ء	[illegible]

پشت نامہ صفدر [illegible]

یوسف خان

شاہ جہان

بیداغ شاہ

حسن علی مرزا

منصور مرزا
جوکہ نیشاپور و تبریز سے بھیجا گیا

محمد قلی بیگ

محمد شفیع خان بیگ

جعفر خان بیگ
زوجہ ہمشیرہ برہان الملک
سعادت خان

مرزا محسن عزت الدولہ
زوجہ ہمشیرہ نواب [illegible] خان
جو ربیع الاول [illegible] ھ
مین فوت ہوا

مرزا محمد مقیم صفدر جنگ
زوجہ دختر سعادت خان
برہان الملک [illegible]
مین فوت ہوا

محمد قلی خان
(نائب [illegible] الہ آباد [illegible]
[illegible]) زوجہ
دختر برہان الملک

فاطمہ بیگم
زوجہ
مرزا [illegible]
بہادر [illegible]

جلال الدین حیدر شجاع الدولہ
جو جنوری [illegible] مین
فوت ہوا

مرزا امانی
آصف الدولہ ۱۷۹۷ء مین
فوت ہوا

سعادت علی خان
[illegible] مین فوت ہوا



